Marfat.com

Marfat.com

منجانب

زبدۃ العارفین، سراج السالکین

الحاج علّامہ، مولانا حضرت عبید اللہ خاں

دامت برکاتہم القدسیہ

نقشبندی مجدّدی عنایتی

سجّادہ نشین خانقاہِ عنایتیہ مجدّدیہ

ادارۂ نشر واشاعت خانقاہِ عنایتیہ مجدّدیہ۔ رام پور (یو. پی.)

زیرِ اہتمام

ڈاکٹر وسیم حسن خاں نقشبندی مجدّدی

انٹہ، بسرات روڈ، شاہجہاں پور-۲۴۲۰۰۱ (یو. پی.) ☎ 05842-223838

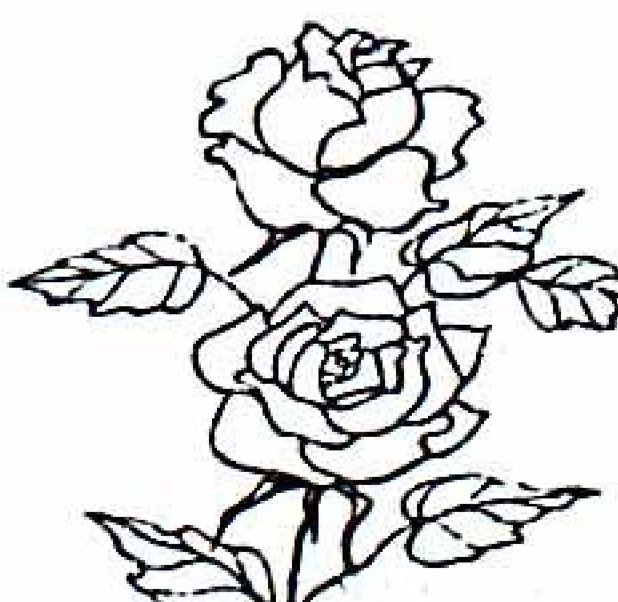

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق موئف محفوظ ہیں)

۲۹۷۶
۷۵
۲۰۳۹۸

۱. نام کتاب : زکوۃ سود سے نجات اور منافقت کا علاج ہے
۲. نام موئف : مظاہر حسن
۳. سنہ اشاعت : ۲۰۰۶ء مطابق ۱۴۲۷ھ
۴. تعداد اشاعت : ۱۰۰۰
۵. قیمت : Rs. 150/- (ایک سو پچاس روپے)

نگراں، کمپوزنگ وطباعت

وسیم مینائی۔ مدیر اعلیٰ ''سہ ماہی شانِ شاہجہاں پور'' تارین جلال نگر، شاہجہاں پور یو. پی.

موئف کی دوسری کتابیں

بہادِ اکبر، فن تقریر، اسلامی اخلاق
قرآن کریم میں منافق کی پہچان اور منافقت کا علاج

ملنے کا پتہ

مظاہر حسن (سابق ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ)

محلہ پکی سرائے، نئی بازار روڈ، مظفر پور (بہار) ۸۴۲۰۰۱

(۲)

کتابستان، نزد اردو گرلس ہائی اسکول

محلہ چندوارا، مظفر پور (بہار) ۸۴۲۰۰۱

زیر اہتمام

ڈاکٹر وسیم حسن خاں نقشبندی مجددی

انٹہ، بسرات روڈ، شاہجہاں پور-۲۴۲۰۰۱ (یو. پی.)

Marfat.com

زکوٰۃ

سود سے نجات اور منافقت کا علاج ہے

مؤلف :
مظاہر حسن

Marfat.com

يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرۡبِی الصَّدَقٰتِ ط

''اللہ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے''

(سورۂ بقرہ آیت:۲۷۶)

آسمانوں اور زمین کی میراث کا مالک اللہ ہے۔

وَمَا لَکُمۡ اَلَّا تُنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ مِیۡرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ط

(سورہ۔الحدید ۵۷ آیت۔۱۰)

(ترجمہ) ''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے جب کہ آسمانوں اور زمین کی میراث کا مالک اللہ ہے۔''

''جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اُن کا اجر بے شک ان کے رب کے پاس ہے اور اُن پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم'' (سورہ بقرہ آیت:۲۷۷)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زکوٰۃ

سود سے نجات اور منافقت کا علاج ہے۔

Marfat.com

انتساب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام

جنہوں نے منافقین کے خلاف جہاد اور قتال کیا اور قرآن کریم کے احکام کے مطابق زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کو مستحکم بنا کر منافقت کا علاج کیا اور سود سے نجات دلائی۔

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	تقریظ۔ پروفیسر محمد معراج الحق برق۔ عالم (شمس)	۱۰
۲	تمہید	۱۳
۳	صدقات یا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا	۲۲
۴	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا عام حکم	؍
۵	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا خاص حکم	۲۵
۶	ایمان اور نماز کے بعد سب سے پہلے زکوٰۃ کی دعوت	۲۶
۷	غیر اسلامی حکومت میں بھی زکوٰۃ وصول کرنا ضروری ہے	۲۹
۸	زکوٰۃ اور اس کی اہمیت	۳۱
۹	زکوٰۃ اسلامی اخوت کی بنیاد ہے	۳۲
۱۰	زکوٰۃ اللہ کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے	۳۳
۱۱	قرآن کریم کے مطابق جو زکوٰۃ نہیں دیتے وہ منافق ہیں	۳۴
۱۲	منافق کسے کہتے ہیں؟	۳۸
۱۳	ریا کی بدترین قسم منافقت ہے	۴۱
۱۴	ریاکار اور منافقوں کے متعلق قرآن کریم کی چند آیتیں	۴۶
۱۵	زکوٰۃ کی وصولی کا مسئلہ	۵۰
۱۶	عہد نبوی میں زکوٰۃ کی وصولی	۵۳
۱۷	خلیفۂ اوّل کے عہد میں زکوٰۃ کی وصولی کا مسئلہ	۵۵
۱۸	زکوٰۃ معاف نہیں کرنے کی وجہ سے جنگ	۵۸

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۹	فرمان خلیفۂ اوّل جو منافقین اور مرتدین کے پاس بھیجا گیا	۶۰
۲۰	خلیفۂ اوّل کے عہد کے عاملوں کی فہرست	۶۴
۲۱	زکوٰۃ کی رقم کو خرچ کرنے کا مسئلہ	۶۵
۲۲	مصارف زکوٰۃ یا زکوٰۃ کے مستحقین	۶۷
۲۳	منافق زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہیں	۷۳
۲۴	مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ کا حق	۷۷
۲۵	زکوٰۃ وصولنے کے لئے محکمۂ صدقات یا ادارۂ صدقات کا قائم کرنا ضروری ہے	۷۸
۲۶	محکمۂ صدقات یا ادارۂ صدقات کا مقصد	۸۰
۲۷	زکوٰۃ کا اجتماعی نظام سودی کاروبار سے نجات کا ذریعہ ہے	۸۲
۲۸	اللہ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے	۸۴
۲۹	بیت المال کا اسلامی نظام	۸۵
۳۰	اسلامی بیت المال بھی سود کا علاج ہے	۸۷
۳۱	زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کا قیام منافق کو پہچاننے کا آسان طریقہ ہے	۹۳
۳۲	ادارۂ صدقات کو قائم کرنے کا طریقہ	۹۴
۳۳	اسلامی قرض کا نظام سود سے نجات ہے	۱۰۵
۳۴	صدقہ کی قسمیں	۱۱۵
۳۵	عامل کے عہدے کے متعلق چند حدیثیں	۱۲۲
۳۶	عامل کن مالوں میں سے زکوٰۃ وصولیں گے اور اس کا نصاب کیا ہوگا	۱۲۵
۳۷	نصاب کا معنیٰ	۱۲۶
۳۸	چند اشیاء کا نصاب	۱۲۸
۳۹	عشر کے متعلق چند اہم شرعی اصول	۱۳۱

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۱۳۴	صدقۂ فطر	۴۰
۱۳۶	سامان اور جائداد جو زکوٰۃ سے بری ہیں	۴۱
۱۳۸	عامل کے ذریعہ زکوٰۃ وصولنا اور بیت المال کے ذریعہ تقسیم کرنا ضروری ہے	۴۲
۱۴۰	مسجد اور بیت المال	۴۳
۱۴۳	بیت المال کی رسید کا نمونہ	۴۴
۱۴۴	بیت المال کی رسید کے متعلق چند اہم باتیں	۴۵
۱۴۸	پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم۔	۴۶
	بیت المال اور بغیر سود کے بینک میں فرق	
۱۵۳	بیت المال کا مال تقسیم کرنا	۴۷
	(الف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مال تقسیم کرنا اور اس کی کیفیت	
	(ب) حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا بیت المال کا مال تقسیم کرنا وغیرہ....	
۱۸۰	اسلامی قرض کا معاہدہ نامہ	۴۸
۱۸۴	قرآن کریم کی سورتوں میں منافق کے متعلق آیتوں کی فہرست	۴۹
۱۸۵	زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے فوائد	۵۰

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱۔ تقریظ

فنا کے بعد بھی اہل کمال زندہ ہیں
زہے وہ کام کہ جس سے جہاں میں نام رہے

ہر شخص کے جینے کا ڈھنگ جداگانہ ہے کوئی غم ذات کو لے کر جیتا ہے تو کوئی غم جاناں کو لے کر۔ کچھ شخصیتیں ایسی ہیں جو غم ذات وحیات اور غم جاناں کے ساتھ ساتھ غم کائنات کو بھی ڈھوتی چلی جاتی ہیں۔ ایسی شخصیتیں صفحۂ کائنات پر کچھ ایسے نقوش چھوڑ جاتی ہیں جو حیات جاوداں کے ضامن ہو جاتے ہیں۔

جناب مظاہر حسن صاحب سابق ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا شمار انہیں مایہ ناز شخصیتوں میں ہوتا ہے۔ موصوف کئی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ ان کی تازہ پیش کش ''زکوٰۃ سود سے نجات اور منافقت کا علاج ہے'' اپنی مثال آپ ہے۔ مؤلف نے پیشِ نظر کتاب کے ذریعہ قوم کے ذہنی وفکری مطلعِ غبار آلود کو صاف کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ انہوں نے نہایت عرق ریزی اور مغز سوزی سے اس کتاب کو مفید خاص وعام بنانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اس میں زکوٰۃ وصدقات سے متعلق اہم معلومات مثلاً زکوٰۃ وصدقات کی اہمیت، فضیلت، زکوٰۃ کی وصولی کا مسئلہ، زکوٰۃ کی رقم کو خرچ کرنے کا مسئلہ زکوٰۃ کے مستحقین، ادارہ صدقات وبیت المال کا قیام، زکوٰۃ کا

Marfat.com

اجتماعی نظام، شرعی قرض کا نظام، عامل کی ذمہ داری اور کارگزاری زکوٰۃ کی رقم کا بیت المال کے ذریعہ تقسیم کرنا، صدقہ کے اقسام، سونا، چاندی، روپیہ، پیسہ، غلہ، جانوروں اور ہیرا جواہر وغیرہ وغیرہ سامانوں کا نصاب زکوٰۃ، صدقہ فطر، عشر، خمس وغیرہ سے متعلق فقہی مسائل نہایت شرح و بست کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں جا بجا بطور سند اور دلیل قرآنی آیتوں اور احادیث نبوی کے اردو ترجمے ماخذ اور آیت کے ساتھ درج ہیں۔ بیت المال کی رسید کا باضابطہ نمونہ اور خلیفۂ اوّل کے دور حکومت میں بحال شدہ عاملوں کے نام کی فہرست بھی پیش کی گئی ہے جن کی تعداد آٹھ ہے۔

اس کتاب کی غرض و غایت اصول شریعت کے مطابق زکوٰۃ و صدقات کی وصولی، بیت المال کے ذریعہ ان کی تقسیم اور معاشرے کو شرعی قرض فراہم کر کے اسے سود سے نجات دلانا ہے۔

اس مقصد کے تحت انہوں نے ادارہ زکوٰۃ و صدقات، بیت المال کا مقام اور تربیت یافتہ عاملوں کی بحالی کو اشد ضروری قرار دیا ہے۔ موئف نے زکوٰۃ کی وصولی کے طریقۂ کار پر روشنی ڈالتے ہوئے عہد نبوی اور خلیفۂ اوّل کے دور حکومت میں زکوٰۃ کی وصولی کے نظام کو واضح انداز میں پیش کیا ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آج مسلم ممالک میں بھی زکوٰۃ و صدقات کی وصولی اور اس کی تقسیم شرعی اصول پر انجام نہیں دی جاتی اور غیر سودی قرض کے سلسلے میں کوئی اجتماعی نظام عمل میں نہیں آیا۔ حتیٰ کہ سعودی عربیہ کا دامن بھی سودی نظام سے داغدار ہے۔ کیونکہ سارے مسلم ممالک عالمی بینک اور بین الاقوامی مالی فنڈ کے دست نگر ہیں۔

سودی کاروبار دراصل سرمایہ دارانہ نظام کی پیداوار ہے۔ ماہر اقتصادیات کارل مارکس نے اس انسانیت سوز نظام سے قوموں کو نجات دلانے کے لئے اشتراکیت کا مبنیٰ ایک مشہور کتاب Das Kapital لکھی۔ چونکہ یہ اشتراکی نظام اسلامی اصول کے خلاف تھا لہٰذا ناقابلِ عمل ثابت ہوا۔ کارل مارکس خود بھی اس نظام پر عمل پیرا نہ ہو

Marfat.com

سکا اور نہ اس کے مقلدین اس پر عمل کر سکے۔

اسلام نے سرمایہ داری کے خلاف جو اصول پیش کئے وہ عین فطری اور قابل عمل ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور حکومت میں یہ نظام نہایت کامیابی کے ساتھ چلتا رہا۔

ہر عبادت کی طرح زکوٰۃ وصدقات بھی اخلاص کی متقاضی ہے۔ اخلاص کی کمی یا فقدان ریا پیدا کرتی ہے اور ریا شرک اور نفاق کو جنم دیتی ہے۔ لہٰذا موٴلف نے زکوٰۃ وصدقات کو خالصۃً لِللّٰہ بنانے کے لئے ریا، شرک اور نفاق کی مذمت کرتے ہوئے اس سے بچنے کی تلقین کی ہے اور ان اخلاق ذمیمہ پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے اس طرح انہوں نے ثابت کیا ہے کہ زکوٰۃ نفاق کا بھی علاج ہے

کتاب میں پیش کردہ مضامین کی زبان اور اسلوب بیان سادہ، سلیس، بے تکلف اور تکلمانہ ہے۔ عام بول چال کی زبان میں اہم اور کارآمد باتیں پیش کی گئی ہیں۔ نہ کہیں تکلف وتصنع کا شائبہ نظر آتا ہے اور نہ کہیں علمیت کا اظہار ہے۔

ان مقدمات کے پیش نظر ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب زکوٰۃ و صدقات سے متعلق مضامین کے سلسلے میں ایک اسلامی انسائیکلوپیڈیا ہے جو دوسری ضخیم کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتی ہے ساتھ ساتھ زکوٰۃ جیسے اہم فریضہ سے عہدہ برآ ہونے کے سلسلے میں یہ ایک شمع راہ ہے۔ دراصل دور حاضر میں زکوٰۃ کا مسئلہ لائق صد توجہ اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔ موٴلف نے اس کتاب کو لکھ کر ایک اہم کارنامہ انجام دیا ہے جس کی جانب علمائے دین کی توجہ اب تک نہیں ہے۔

محمد معراج الحق برق
عالم (شمسی) ایم۔اے۔ فارسی واردو
پی۔ایچ۔ڈی۔
(ریڈر شعبۂ فارسی واردو
رام دیالو سنگھ کالج۔ مظفر پور (بہار)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲۔ تمہید

اپنی خوشی سے مال و دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو صدقہ کہتے ہیں۔ یہ ایک رضا کارانہ عمل ہے۔ صدقہ کے ذریعہ انسان اپنے مال و دولت اور اپنے نفس کو پاک کرتا ہے۔ جو شخص اللہ کی دی ہوئی دولت کو اللہ کی راہ میں اپنے غریب بھائیوں اور مسکینوں پر خرچ نہیں کرتا ہے اس کے نفس اور مال دونوں ناپاک رہ جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا انسان نہایت ہی احسان فراموش ہے جو مال و دولت عطا کرنے والے اللہ کو کبھی یاد بھی نہیں کرتا ہے اور اللہ کو چھوڑ کر وہ سونا، چاندی وغیرہ کو پوجتا ہے۔ اللہ کی راہ میں مال و دولت خرچ کرنے سے مال و دولت کی محبت دل سے نکل جاتی ہے اور انسان کا قلب پاک ہو جاتا ہے ایک سخی اور فیاض انسان جب اپنی دولت کو حقیر عطیہ کے طور پر اللہ کے سامنے پیش کرتا ہے تو اس کا یہ عمل اس سچائی کو ثابت کرتا ہے کہ اس کو اللہ کی محبت سے زیادہ قیمتی زندگی کی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ دنیا کی ہر شئے کو اللہ کے لئے قربان کرنے کو تیار رہے۔

اس کے علاوہ اپنے رشتہ مندوں، حاجتمندوں، پڑوسیوں، غریبوں اور مسکینوں کی اقتصادی حالت کو سدھارنے کے لئے صدقہ ایک مؤثر طریقہ ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے صدقہ کو وسیع معنی میں استعمال کیا ہے جس میں نفلی

Marfat.com

صدقہ، زکوٰۃ، عشر، خمس اور فطرہ وغیرہ سبھی شامل ہیں ۔ ان سب کا تفصیلی مطالعہ اس کتاب میں کرنے سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ صدقہ سود سے نجات اور منافقت کا علاج ہے۔

اگر اللہ کی راہ میں نصاب اور شرح کے مطابق مال و دولت کو دولت مندوں سے وصول کر کے فقرا اور مساکین وغیرہ کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے تو اسے زکوٰۃ کہتے ہیں۔ اسلام آنے سے قبل ساری دنیا میں حکمراں کی خواہش کے مطابق جس میں ان کا ذاتی مفاد حاوی رہتا تھا غریب امیر سب سے ٹیکس وصول کیا جاتا تھا جس کا بوجھ زیادہ تر غریبوں پر پڑتا تھا لیکن اسلام نے سب سے پہلے ضابطہ کے مطابق منظّم طریقے سے صرف دولت مندوں سے زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا اور غریبوں کو ٹیکس سے بالکل بری کر دیا۔ زکوٰۃ کے طور پر وصول کی ہوئی کل رقم کو قرآن کریم میں مندرجہ ذیل آٹھ قسم کے لوگوں پر تقسیم کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جو فرض ہے:-

(۱) فقرا (۲) مساکین (۳) عاملین (۴) مولفتہ القلوب (۵) فی الرقاب
(۶) قرضدار (۷) فی سبیل اللہ (۸) ابن السبیل

قرآن کریم اور حدیث کے مطابق صرف یہی آٹھ قسم کے لوگ زکوٰۃ کی وصول شدہ رقم کے حقدار ہیں جس کی تفصیل اس کتاب میں دے دی گئی ہے۔ ان آٹھ قسم کے حقداروں میں ایک قرضدار بھی ہیں جن کے درمیان زکوٰۃ کی وصولی ہوئی رقم کو تقسیم کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ سودی سرمایہ دارانہ نظام اور مہاجنوں کے ظلم سے نجات مل جائے۔ زکوٰۃ کے علاوہ بھی نفلی صدقہ ہے جس کو امیر غریب سب کو دینا لازم ہے۔

اسلامی قرض کا نظام سود سے نجات ہے۔

سود کیا ہے؟ قرض پر لیا گیا نفع سود ہے جس کو قرآن کریم میں حرام قرار دیا گیا ہے بلکہ سود خوار کے خلاف جنگ کرنے کا بھی حکم ہے اس کتاب میں تفصیل سے

Marfat.com

بتایا گیا ہے کہ اسلامی قرض کا نظام کیا ہے؟ اور اس نظام کو نافذ کرنے سے سودی نظام کا خاتمہ ہوگا جس سے دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی حاصل ہوگی۔

سودی نظام کو ختم کرنے اور قرضدار کو سود سے بچانے کے لئے قرآن کریم اور احادیث میں مندرجہ ذیل احکام آئے ہیں جس کی تفصیل اس کتاب میں مطالعہ کریں۔

(۱) جو اہل ایمان سود لیا کرتے تھے ان کو چاہئے کہ باقی سود جو رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دیں۔

(۲) قرضدار کو اس وقت تک کے لئے مہلت دیں جب تک کہ وہ قرض واپس کرنے لائق ہو جائیں۔

(۳) قرض کو صدقہ کر دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

(۴) قرض کا معاملہ کریں تو لکھ لیا کریں اسی طرح جس طرح قرآن کریم کی سورۂ بقرہ کی آیت ۲۸۲ اور ۲۸۳ میں اللہ کا حکم ہے تاکہ قرض کی رقم اور میعاد یاد رہے اور گواہ رکھ لیں۔

(۵) صدقہ سے انفرادی یا اجتماعی طور پر قرضدار کو مدد کریں جس کی بڑی فضیلت ہے۔

(۶) بیت المال کے زکوٰۃ کی رقم سے قرض دار کو مدد کریں۔

اسلامی قرض کے نظام کو نافذ کرنے اور مستحکم بنانے میں جو سب سے زیادہ رکاوٹ پیدا کریں گے وہ منافقین ہیں جن کے متعلق اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ نفلی صدقہ اور زکوٰۃ کے ذریعہ منافقت کا علاج کیسے کیا جائے گا۔

زکوٰۃ کا اجتماعی نظام۔

قرآن کریم اور احادیث کے مطابق جو زکوٰۃ کا اجتماعی نظام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانے میں رائج تھا وہ اب کہیں نظر نہیں آتا اور اہل ایمان حضرات اپنی خواہش کے مطابق جس کو چاہتے ہیں زکوٰۃ کی رقم کو بغیر تحقیق

Marfat.com

کئے ہوئے کہ صدقہ کی رقم پانے والے قرآن اور حدیث کے مطابق مستحق ہیں یا نہیں تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث میں عامل کے ذریعہ نصاب اور شرح کے مطابق جو زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم ہے اس کی بھی پابندی نہیں ہو رہی ہے اور منافق سے بھی زکوٰۃ قبول کی جا رہی ہے جو شریعت میں منع ہے۔

بہت سے دینی مدارس ہیں جن کے معلم زکوٰۃ کی رقم وصول کر کے لاتے ہیں لیکن کسی بیت المال میں جمع نہیں کرتے ہیں بلکہ اس سے مدرسہ کے اخراجات پورا کرتے ہیں اور وہ زکوٰۃ وصول کرنے کا اپنا محنتانہ بھی لے لیتے ہیں۔ چنانچہ نہ تو وہ معلم کا کام ٹھیک سے انجام دے سکتے ہیں اور نہ عامل کا۔ اس طرح قرآن کریم کی سورۂ توبہ کی آیت: ۶۰ میں زکوٰۃ کے جو آٹھ مستحقین بتائے گئے ہیں ان کو زکوٰۃ کی رقم نہیں مل رہی ہے لیکن مدرسہ کے معلم اور طلبا جن کا ذکر قرآن کریم اور حدیث میں نہیں ہے ان پر کل زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جا رہی ہے۔ اس مسئلہ کو دو طریقوں سے حل کیا جا سکتا ہے۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ اس کتاب میں بتائے گئے طریقہ سے ادارہ صدقات قائم کر کے عامل کے ذریعہ زکوٰۃ کی کل رقم وصول کر کے بیت المال میں جمع کرائی جائے تاکہ زکوٰۃ کے آٹھ مستحقین میں تقسیم کر دی جائے اور ان آٹھ مستحقین میں سے دو مستحقین یعنی فقرأ اور مساکین کے حصوں کی رقم میں سے ضرورت کے مطابق دینی مدرسوں کو اس شرط پر دیا جائے کہ فقرأ اور مساکین کے بچوں کو مفت تعلیم مدرسہ میں دی جائے گی اور صاحب نصاب لوگوں سے ان کے بچوں کی تعلیم کا خرچ مدرسہ وصول کرے گا۔ اس طرح زکوٰۃ کا اجتماعی نظام بھی قائم ہو جائے گا اور مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کی کل رقم زکوٰۃ کے آٹھ مستحقین کے درمیان تقسیم کر دی جائے اور مدرسہ کا کام نفلی صدقہ وصول کر کے چلایا جائے۔

صدقہ منافقت کا علاج ہے۔

اس کتاب میں مختصر طور پر بتایا گیا ہے کہ منافق کی پہچان قرآن کریم میں کیا ہے۔

Marfat.com

اور منافق کسے کہتے ہیں؟ منافق کی پہچان تفصیل سے قرآن کریم میں بتائی گئی ہے جسے راقم الحروف کی کتاب ''قرآن کریم میں منافق کی پہچان اور منافقت کا علاج'' میں مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کتاب میں یہ بتایا گیا ہے کہ زکوٰۃ کا اجتماعی نظام منافق کو پہچاننے کا آسان طریقہ ہے۔ قرآن کریم کے مطابق منافق سے زکوٰۃ کی رقم وصول کرنا بالکل منع ہے۔ اس لئے عامل جس کا کام زکوٰۃ وصول کرنا ہے صرف اہلِ ایمان ہی سے زکوٰۃ وصول کریں گے اور قرآن کریم میں دئے گئے منافق کی پہچان کے مطابق منافق سے زکوٰۃ قبول نہیں کریں گے اور منافق کی پہچان ہو جانے کے بعد اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جائے گا جیسا قرآن کریم میں حکم ہے۔ قرآن کریم میں یہ بھی حکم ہے کہ منافق کو سمجھاؤ اور اس کے دل پر اثر کرنے والی بات کہو تا کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئیں۔

مومن اور منافق کے صدقہ میں فرق

مومن اور منافق دونوں ہی صدقہ دیتے ہیں لیکن دونوں کے صدقے میں جو فرق ہے اس کو سمجھنا ضروری ہے تا کہ منافقت والے صدقہ سے انسان پرہیز کرے۔

مومن کا صدقہ :- مومن کا صدقہ وہ ہے جس میں صدقہ دینے کے بعد احسان نہیں جتایا جاتا اور نہ صدقہ لینے والے کو ایذا پہنچایا جاتا ہے بلکہ اہل ایمان صدقہ کا اجر اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور یقین کرتے ہیں کہ اس کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا نہ کہ وہ شخص جس کے ساتھ احسان کیا جاتا ہے۔ اتنا ہی نہیں کہ اہل ایمان احسان نہیں جتلاتے ہیں بلکہ زبان سے ایسا کلمہ تحقیر بھی ادا نہیں کرتے ہیں جس سے کسی غریب محتاج کی عزت نفس مجروح ہو اور وہ تکلیف محسوس کرے۔ اس سلسلہ میں سورہ بقرہ کی آیت ۲۶۲ کا مطالعہ کریں۔ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لا لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

Marfat.com

یَحْزَنُوْنَ○ سورہ بقرہ:۲۶۲ (ترجمہ) ''جولوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو (اس پر) احسان جتلاتے ہیں اور نہ (برتاؤ سے اس کو) آزار پہنچاتے ہیں۔ ان لوگوں کو اُن (کے اعمال) کا ثواب ملے گا ان کے پروردگار کے پاس۔ اور نہ اُن پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔''

اس کے علاوہ اسی مومن کے صدقہ کے متعلق اس کے بعد والی آیت ۲۶۳ ملاحظہ کریں جس میں بتایا گیا ہے کہ صدقہ دینے والے اگر نرمی سے پیش آئیں اور سائل کی غلطی کو معاف کردیں تو یہ صدقہ اس صدقہ سے بہتر ہے جس میں ایذا پہنچایا جائے۔

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ط وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ (سورۂ بقرہ)

(ترجمہ) ''مناسب بات کہہ دینا اور درگزر کرنا (ہزار درجہ) بہتر ہے ایسی خیرات (دینے) سے جس کے بعد آزار پہنچایا جائے اور اللہ تعالیٰ غنی ہیں حلیم ہیں۔''

اس آیت کا مطلب ہے کہ اگر سائل کے منھ سے کوئی نازیبا بات نکل جائے تو اس کے ساتھ نرمی، شفقت اور پردہ پوشی کرنی چاہیئے جو اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد اس کو لوگوں میں رسوا اور ذلیل کرکے اُسے تکلیف پہنچائی جائے۔

منافق کا صدقہ:

منافق اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے۔ منافق صدقہ خیرات کرکے احسان جتاتے ہیں اور تکلیف دہ باتیں کرتے ہیں۔ چونکہ وہ ریاکاری کرتے ہیں اس لئے ان کو نہ تو آخرت میں کوئی اجر ملے گا اور نہ دنیا میں عزت ملے گی۔ منافق بدترین قسم کے کافر ہیں جن کو جہنم میں سب سے نیچے جگہ ملے گی۔ قرآن کریم کے مطابق صدقہ کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ ریاکاری سے پاک ہو اور حلال اور پاکیزہ کمائی سے ہو۔ اس لئے منافق اور کافر کا صدقہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قابل قبول نہیں ہے۔ منافق کے صدقہ

Marfat.com

کے سلسلہ میں سورۂ بقرہ کی آیت ۲۶۴ ملاحظہ کریں۔

(ترجمہ) ''اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو۔ جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر۔ اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زوردار مینہہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے۔ ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو راہ نہیں دکھاتا۔''

صدقہ کے مستحق کی پہچان

صدقہ کے مستحقین کی پہچان کے متعلق سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۳ ملاحظہ کریں:۔
جن کے ساتھ اچھا سلوک کرنے، نرمی سے پیش آنے، ان کی غلطیوں کو معاف کرنے اور احسان نہیں جتانے کا حکم آیا ہے۔

(ترجمہ) ''صدقات کے مستحق صرف وہ فقرا ہیں جو اللہ کی راہ میں روک دئے گئے جو ملک میں چل پھر نہیں سکتے۔ نادان لوگ ان کی بے سوالی کی وجہ سے انہیں مالدار خیال کرتے ہیں۔ آپ ان کے چہرے دیکھ کر قیافہ سے انہیں پہچان لیں گے۔ وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔ تم جو کچھ مال خرچ کرو تو اللہ تعالیٰ اس کا جاننے والا ہے۔''

زکوٰۃ سود سے نجات ہے۔

قرآن کریم اور احادیث کے مطابق صدقہ زکوٰۃ کا مقصد ہے بے غرضی، بھائی چارگی اور آپس کی ہمدردی اور محبت کو فروغ دینا۔ کیونکہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کیا جاسکتا ہے۔ لیکن سودی نظام کا مقصد ہے خودغرضی، دولت حاصل کرنے کے لئے حرص وہوس سے کام لینا اور بے رحمی سے دولت جمع کرنا۔

Marfat.com

زکوۃ سود کی ضد ہے۔صدقہ زکوۃ اس لئے ادا کیا جاتا ہے کہ اللہ کا ڈر ہے۔ اللہ کا حکم ہے کہ تمام اہل ایمان ایک دوسرے کی مالی مدد کر کے رحم دلی اور ہمدردی سے پیش آئیں تاکہ دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی حاصل ہو۔صدقہ زکوۃ مالی عبادت ہے جس طرح نماز پڑھنا جسمانی عبادت ہے۔لیکن سودی قرض کی بنیاد خود غرضی، بے رحمی اور اللہ سے بے خوفی پر ہے۔مہاجن جب بے رحمی اور دولت جمع کرنے کی ہوس اور حرص کے جذبہ میں سود کی رقم وصول کرتا ہے تو اس کے اندر نفرت، بخل، کنجوسی، حرص اور خود غرضی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دنیا کی تمام انسانی آبادی دو حصوں میں منقسم ہوگئی ہے۔ پہلا حصہ ان لوگوں کا ہے جو سرمایہ دار کہلاتے ہیں۔ جو دولت مند ہیں اور سودی کاروبار کے ذریعہ دولت جمع کرتے رہتے ہیں۔ وہ سودی کاروبار کو فروغ دینے میں اس قدر غرق رہتے ہیں کہ ان کو دنیا کے تمام غریبوں، مفلسوں، مسکینوں، بے روزگاروں اور مزدوروں کے دکھ درد اور پریشانیوں کو سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا ہے اور اگر کبھی غریب اور مفلس لوگ خود کو منظم کرتے ہیں اور سود خور سرمایہ داروں کے خلاف سر اُٹھاتے ہیں تو ان لوگوں کو بے رحمی سے کچل دیا جاتا ہے۔ یہ سود خوار غریبوں سے نفرت کرتے ہیں۔ بخل وحرص کرتے ہیں۔ خود غرضی اور بے رحمی کا جذبہ ان کے اندر اس قدر بڑھ گیا ہے کہ وہ غریبوں پر مختلف طریقوں سے ظلم ڈھاتے رہتے ہیں۔

دوسرا حصہ ان لوگوں کا ہے جو غریب ہیں مسکین ہیں، مزدور اور کسان ہیں، بھوکے اور بیمار ہیں۔ یہ لوگ سرمایہ داروں کے سودی نظام میں اس طرح پھنسے ہوئے ہیں کہ اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا ہے۔

دورِ جدید میں دنیا کے تمام سرمایہ داروں نے مل کر منظم طریقے سے اقتصادیات کے مختلف ادارے قائم کر لئے ہیں جن کے ذریعہ یہ لوگ ساری دنیا میں سودی کاروبار کو فروغ دیتے ہیں۔ مثلاً ورلڈ بینک (World Bank) اور بین الاقوامی

Marfat.com

سرمایہ داری ادارہ (International Monetary Fund) وغیرہ۔ ان اداروں کے ذریعہ سودی کاروبار کا سرمایہ دارانہ نظام دنیا کے تمام ممالک پر حاوی ہو گیا ہے۔ اس سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف دنیا کے بڑے بڑے ماہرین اقتصادیات نے آواز بلند کی اور کتابیں لکھ کر اشتراکی نظام قائم کیا۔ ان تمام ماہرین اقتصادیات میں کارل مارکس کا نام سرِ فہرست ہے جنہوں نے اپنی کتاب داس کیپٹل (Das Kapital) لکھ کر اشتراکی نظام قائم کرنے پر زور دیا اور یہ بھی پیشن گوئی کی کہ دنیا کے تمام مزدوروں اور غریبوں کو منظّم کر کے سرمایہ داروں کے خلاف جنگ چھیڑ دی جائے تو سرمایہ دارانہ نظام کا خاتمہ یقینی ہے۔ چنانچہ گزشتہ ایک سو برسوں میں اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام کے درمیان جو کشیدگی اور جنگیں ہوئی ہیں ان کا نتیجہ یہی ہوا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام اور زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو گیا ہے اور اشتراکیت ناکامیاب ہو گئی۔ اشتراکیت کی تحریک کیوں ناکام ہوئی؟ کارل مارکس کی پیشن گوئی کیوں پوری نہیں ہو سکی؟

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مارکس نے جس اشتراکیت کا نظریہ (Theory) کو اپنی کتاب میں پیش کیا اس پر نہ تو خود عمل کر کے انہوں نے دنیا کو دکھایا کہ ان کا نظریہ قابل عمل اور کامیاب ہے اور نہ وہ دوسروں سے ہی اپنی زندگی میں عمل کرا کر یہ ثابت کرا سکے کہ یہ نظریہ قابل عمل اور کامیاب ہے۔

اس کے برعکس قرآن کریم کے سبھی نظریوں پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود عمل کر کے دکھایا کہ قرآنی نظریے قابل عمل اور کامیاب ہیں اور اپنے تمام صحابۂ کرام اور خلفاءٔ راشدین سے بھی عمل کرا کر یہ ثابت کر دیا کہ یہ سبھی نظریے قابل عمل ہیں اور ان پر عمل کرنے سے کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔

اشتراکیت کے عیوب پر بحث کرنا بے کار ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ نظریہ قابل عمل نہیں اور اس پر عمل کرنے سے کامیابی حاصل نہیں ہو سکی تو بہتر ہے کہ دوسرے ثابت شدہ قابل عمل اور کامیاب نظریۂ عمل پر عمل کر کے کامیابی حاصل

Marfat.com

کی جائے جو عقلمندی کا کام ہوگا۔ اس لئے دنیا کو اسلامی قرض کا نظام ہی سودی قرض کے نظام سے نجات دے سکتا ہے کیونکہ اس کتاب کے مطالعہ سے قارئین پر ظاہر ہو جائے گا کہ زکوٰۃ کا اجتماعی نظام قابل عمل اور کامیاب نظریہ ہے۔

ہوسکتا ہے کہ صدقات اور سود سے نجات پانے کے متعلق جو مضامین لکھے گئے ہیں ان میں کچھ کمی رہ گئی ہو لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوسکتا کہ قرآن کریم اور احادیث میں بھی کوئی کمی ہے کیونکہ اس کتاب میں قرآن کریم کی چند آیات پر ہی بحث کی گئی ہے اور عوام کی توجہ صدقات اور سود کے سلسلہ میں مندرجہ بالا چند آیات کی طرف مبذول کرائی گئی ہے۔ اسلامی اقتصادیات کے تفصیلی مطالعہ کے لئے قرآن کریم اور احادیث کافی ہیں۔ اس کتاب میں قرآن کریم کے ترجمے اور تشریح جو دیئے گئے ہیں اگر ان سے کسی کو تشفی نہیں ہوئی ہو یا ان سے قارئین متفق نہیں ہوں تو وہ لوگ کسی مترجم قرآن کریم یا تفسیر کی کتاب میں ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

۳. صدقات یا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا معاملہ بھی اللہ کو یاد کرنے کی طرح ہے۔ یہاں بھی ایک عام حکم ہے اور ایک خاص۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم یہ ہے کہ بخل اور تنگ دلی سے بچو اور اپنی ضرورتوں سے جتنا بچا سکتے ہو بچاؤ اور اس سے اللہ کے ضرورت مندوں کی ضرورتیں صدقہ، خیرات کے ذریعہ پوری کرو۔ اگر اللہ سے محبت رکھتے ہو تو مال کی محبت کو اللہ کی محبت پر قربان کردو۔

۴. اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا عام حکم

عام حکم کے مطابق اللہ کی راہ میں کھلے اور پوشیدہ دونوں طرح سے خرچ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن پوشیدہ خرچ کرنے کا ثواب زیادہ ہے۔ ان میں انفرادی طور پر ہر جگہ

۲۰۳۹۲

Marfat.com

ضرورت کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے عام حکم کے متعلق قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیتوں کا مطالعہ کریں۔

۱. (ترجمہ) تم نیکی کا مقام پا ہی نہیں سکتے جب تک اللہ کی راہ میں وہ چیزیں نہ خرچ کرو گے جن سے تم کو محبت ہے۔ (سورۂ آل عمران آیت: ۹۳)

۲. اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

(سورۂ بقرہ آیت: ۱۹۵)

۳. شیطان تم کو ڈراتا ہے کہ خرچ کرو گے تو فقیر ہو جاؤ گے۔ وہ تمہیں شرمناک چیز یعنی بخیلی کی تعلیم دیتا ہے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۶۸)

مندرجہ بالا حکم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا عام حکم ہے جسے صدقات و خیرات بھی کہتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا دوسرا خاص حکم ہے جو زکوٰۃ سے تعلق رکھتا ہے جس کو فرض کیا گیا ہے اور جو نصاب کے مطابق ایمان والوں سے وصول کیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والے منافق ہیں جس کا ذکر سورۂ توبہ کی آیت: ۶۷ میں ہے۔ اس خاص حکم کے متعلق آگے بیان کیا جائے گا۔

امیر غریب ہر مسلمان کے لئے صدقہ لازم ہے۔

صدقات یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے عام حکم کے متعلق قرآن کریم کی آیتیں اُوپر بیان کی گئی ہیں ان کے مطابق ہر امیر غریب مسلمان کے لئے صدقہ لازم ہے۔ تاکہ وہ نیکی کا مقام حاصل کرے اور بخیلی کی لعنت اور اپنے آپ کو ہلاکت سے بچالے۔ اس کی تشریح صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مندرجہ ذیل حدیث سے ہو جاتی ہے۔

(ترجمہ) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ ''ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے''۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے

Marfat.com

دست و بازو سے محنت کرے اور کمائے پھر اس سے خود بھی فائدہ اُٹھائے اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر وہ یہ نہ کرسکتا ہو تو کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کسی پریشان حال محتاج کا کوئی کام کرکے اس کی مدد ہی کردے۔ پھر عرض کیا گیا کہ اگر وہ یہ نہ کرسکتا ہو تو کیا کرے؟... آپ ﷺ نے فرمایا ''تو اپنی زبان ہی سے لوگوں کو بھلائی اور نیکی کے لئے کہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر وہ یہ بھی نہ کرسکے تو کیا کرے؟... آپ ﷺ نے فرمایا ''شر سے اپنے کو روکے (یعنی کسی کو تکلیف اور ایذا نہ پہنچائے) یہ بھی اس کے لئے ایک طرح کا صدقہ ہے۔'' (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جن لوگوں پر نصاب کے مطابق مال و دولت نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ فرض نہیں ہے ان کو بھی صدقہ کرنا لازم ہے۔ دوسری بات اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوئی کہ صرف روپیہ پیسہ اور غلہ کپڑا وغیرہ اللہ کی راہ میں دینا صدقہ نہیں ہے بلکہ کسی پریشان حال محتاج کا کام کردینا، اپنی زبان سے بھلائی اور نیکی کے لئے کہنا، برائی اور شر سے خود کو روکنا بھی صدقہ ہی ہے۔ اسی طرح میٹھی بولی، درخت لگانا تاکہ اس کا پھل انسان، پرند یا چوپایہ کھائے اور جانوروں کو کھلانا پلانا بھی صدقہ ہے۔

۱. (ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اچھی اور میٹھی بات بھی ایک صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری)

۲. (ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو مسلمان بندہ کوئی درخت لگائے یا کھیتی کرے تو درخت یا اس کھیتی سے جو پھل اور دانہ کوئی انسان یا کوئی پرندہ یا کوئی چوپایہ کھائے گا وہ اس بندے کے لئے صدقہ اور اجر و ثواب کا ذریعہ ہوگا (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

۳. (ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ: کیا جانوروں کے کھلانے پلانے میں بھی ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے

Marfat.com

ح

فرمایا۔ہاں، ہر حساس جانور کو کھلانے پلانے میں اجر و ثواب ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

مندرجہ بالا قرآن کریم کی آیتوں سے اور حدیثوں سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ صدقہ ایک دینی اصطلاح ہے جو وسیع معنی میں استعمال کیا گیا ہے جس میں زکوٰۃ عشر، خمس، فطرہ وغیرہ سب شامل ہیں۔لیکن زکوٰۃ عشر، خمس، فطرہ وغیرہ صرف صاحب نصاب مالداروں سے وصول کر فقرائاور مساکین وغیرہ میں تقسیم کیا جائے گا اور باقی صدقہ خود صدقہ دینے والے شریعت کے مطابق تقسیم کریں گے۔

۵. اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا خاص حکم

زکوٰۃ

عام حکم کے علاوہ دوسرا حکم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا خاص ہے جسے زکوٰۃ کہتے ہیں۔ اسے فرض کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ کی رقم منظّم طریقے سے صاحب نصاب مالداروں سے وصول کر کے فقرا مساکین اور دوسرے غریبوں پر قرآنِ کریم میں دیے گئے حکم کے مطابق خرچ کرنے کا حکم ہے۔ قرآنِ کریم میں ستّر سے زیادہ مقامات پر اقامت صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کا ذکر اس طرح ساتھ ساتھ کیا گیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ دین میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ دونوں کا مقام اور درجہ قریب قریب ایک ہی ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ نماز (صلوٰۃ) جسمانی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے یعنی ایک ہی سکہ کے دو رُخ ہیں۔ قرآنِ کریم کی آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ جو شخص زکوٰۃ فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر یا منافق ہے۔

زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں مندرجہ ذیل ہیں:

مسلمان ہونا، آزاد، عاقل اور بالغ ہونا، صاحب نصاب ہونا، نصاب کا اپنی اصلی حاجتوں سے زیادہ اور قرض سے بچا ہوا ہونا اور مال کا مالک ہونے کے بعد نصاب

Marfat.com

پر ایک سال گزر جانا زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں ہیں۔ کافر، غلام، پاگل اور نابالغ کے مال میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ اوّل کے عہد میں مدینہ، مکّہ اور طائف کو چھوڑ کر سارے عرب کے لوگوں نے جو بظاہر اسلام قبول کر چکے تھے۔ توحید و رسالت کا اقرار کرتے تھے اور نمازیں بھی پڑھتے تھے لیکن زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت ابو بکرؓ نے ان کے خلاف جہاد اور قتال کا اسی بنیاد پر فیصلہ کیا تھا کہ یہ لوگ نماز اور زکوٰۃ کے حکم میں تفریق کرتے تھے جو اللہ اور رسول کے دین سے انحراف ہے اور مرتد اور منافق کی پہچان ہے۔

صحیح بخاری اور مسلم کی مشہور روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جواب دیتے ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ اوّل نے فرمایا:۔ ''اللہ کی قسم صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے درمیان جو لوگ تفریق کریں گے میں ضرور ان کے خلاف قتال کروں گا۔'' چنانچہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے اتفاق کیا اور ان کی رائے پر سب کا اجماع ہو گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ اوّل نے صحابۂ کرام کی گیارہ فوجوں کو تیار کر کے جہاد کے لئے عرب کے مختلف علاقوں میں مرتدین اور منافقین کے خلاف بھیجا۔ مرتدین اور منافقین کے خلاف گیارہ فوجیں گیارہ سپہ سالاروں کے ماتحت ان علاقوں میں بھیجی گئیں جہاں کے عاملوں نے خلیفۂ اوّل کے پاس خبر بھیجی تھی کہ مرتدین نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ خلیفۂ اوّل کے عہد میں زکوٰۃ کی وصولی کے متعلق جو مضامین ہیں ان کا بھی مطالعہ کریں۔

۶. ایمان اور نماز کے بعد سب سے پہلے زکوٰۃ کی دعوت

قرآنِ کریم کی آیتوں اور حدیثوں سے ظاہر ہے کہ جس طرح نماز کے متعلق

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا حکم ابتدا میں مختصر طور پر آیا اور اہل ایمان نے اس کو قبول کر لیا تو نماز کے حکم میں اضافہ کیا گیا۔ اسی طرح نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم بھی ابتدا میں مختصر طور پر آیا اور بعد میں جب مسلمانوں نے اُسے قبول کر لیا تو اس کی تفصیل مدینہ میں آٹھویں یا نوویں ہجری میں آئی۔ مثلاً پہلے نماز تین وقتوں کی تھی پھر پانچ وقتوں کی کی گئی۔ اور فرض نماز پہلے دو رکعت پڑھی جاتی تھی لیکن بعد میں فجر کے علاوہ باقی چار وقتوں میں رکعتیں بڑھا دی گئیں۔ اسی طرح ابتدائی دور میں نماز کے درمیان سلام کلام کی اجازت تھی اس کے بعد اس کی ممانعت ہوگئی۔ اسی طرح زکوٰۃ کا حکم بھی ابتدا میں ہجرت سے پہلے مکّہ میں مختصر طور پر آیا۔ سورہ مومنون سورہ لقمان کی بالکل ابتدائی آیتوں میں اقامت صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی ذکر ہے گرچہ یہ سورتیں مکّی دور کی ہیں لیکن اس دور میں زکوٰۃ کا حکم صرف یہ تھا کہ اللہ کے حاجت مند بندوں پر اپنی کمائی صرف کی جائے۔ زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے تفصیلی احکام اس وقت نہیں آئے تھے جو بعد میں مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد آئے۔ مدینہ منورہ میں بھی زکوٰۃ کے متعلق اہم آیتیں اور حدیثیں ۹ھ یا ۱۰ھ میں آئی ہیں۔ چنانچہ مصارف زکوٰۃ کے متعلق سورہ توبہ کی آیت: ۶۰ ۹ھ میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا عامل اور قاضی بنا کر جب رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تو ان کو رخصت کرتے وقت مندرجہ ذیل حکم صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے متعلق دیا۔ مندرجہ ذیل حدیث میں ایمان اور صلوٰۃ کے بعد سب سے پہلے زکوٰۃ کی دعوت دینے کا حکم ہے اور یہ بھی حکم ہے کہ زکوٰۃ دولت مندوں سے وصول کر کے فقراء میں تقسیم کی جائے۔

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ تم وہاں ایک صاحب کتاب قوم کے پاس پہنچو گے تو (سب سے پہلے) ان کو اس کی دعوت دینا کہ وہ اس کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں ہے اور

Marfat.com

محمد ﷺ اس اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو تم ان کو بتاؤ کہ اس اللہ نے تم پر دن رات میں پانچ نمازیں (صلوٰۃ) فرض کی ہیں۔ پھر اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ نے ان پر صدقہ (زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کیا جائے گا اور انہیں کے فقراء اور غرباء کو دے دیا جائے گا پھر اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو ان کے اچھے نفیس اموال لینے سے پرہیز کرنا (یعنی زکوٰۃ کی وصولی کے سلسلہ میں چھانٹ چھانٹ کر اچھے نفیس اموال نہ لینا بلکہ اوسط حساب سے وصول کرنا) اور مظلوم کی بد دعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو اسلام کے سارے احکام ایک ساتھ یمن کے مخاطبین کے سامنے رکھنے کے لئے نہیں کہا بلکہ ان کے سامنے اسلام کا بنیادی اعتقاد توحید اور رسالت کی شہادت رکھنے کے لئے پہلے کہا پھر جب مخاطب کا ذہن اور دل اس کو قبول کرلے تو اس کے سامنے فریضۂ نماز رکھا جائے جو جسمانی اور زبانی عبادت اللہ کی ہے۔ جب وہ لوگ اس کو بھی قبول کر لیں تو ان کے سامنے فریضۂ زکوٰۃ رکھا جائے اور اس کے بارے میں خصوصیت سے یہ وضاحت کر دی جائے کہ اسلام کا مبلغ یہ صدقہ زکوٰۃ اپنے لئے نہیں مانگتا بلکہ ایک مقررہ حساب اور قاعدہ کے مطابق دولت مندوں سے لی جائے گی اور اس قوم اور علاقے کے ضرورت مند فقراء اور غرباء میں خرچ کر دی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یہ بھی تاکید فرمائی کہ زکوٰۃ کی وصولی میں پورے انصاف سے کام لیا جائے اور ان کے مویشی اور پیداوار میں چھانٹ چھانٹ کے بہتر مال نہ لیا جائے۔ آخر میں یہ نصیحت بھی فرمائی کہ چونکہ حضرت معاذ ایک قوم کے حاکم اور عامل بن کے جا رہے ہیں اس لئے ظلم اور زیادتی سے بہت بچیں کیونکہ اللہ کا مظلوم بندہ جب ظالم کے حق میں بد دعا کرتا ہے تو وہ سیدھے عرش پر پہنچتی ہے۔

Marfat.com

اس حدیث میں دعوت اسلام کے سلسلہ میں صرف شہادت توحید ورسالت۔ نماز اور زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے اور دوسرے احکام یہاں تک کہ روزہ اور حج کا بھی ذکر نہیں کیا گیا ہے جو نماز اور زکوٰۃ کی طرح فرض ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس زمانہ میں یمن بھیجے گئے تھے اس سے قبل روزہ اور حج دونوں کی فرضیت کا حکم آچکا تھا۔ اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم دین میں امتیاز رکھتے تھے پھر بھی اُن کو روزہ اور حج کی دعوت دینے کا حکم نہیں ملا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سب سے پہلے غیر مسلموں کے سامنے ان بنیادی اصولوں کو رکھنا چاہتے تھے جو دعوتِ اسلام کے لئے ضروری تھے۔

آج کل دین کی تبلیغ میں جو لوگ نکلتے ہیں وہ صدقات کی تفصیل کو نہیں پیش کرتے ہیں جبکہ نماز اور زکوٰۃ ایک ہی عبادت کے دو پہلو ہیں یعنی نماز جسمانی اور زبانی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔ تبلیغ میں جس طرح نماز کی تفصیل اور قسمیں بتائی جاتی ہیں اس طرح زکوٰۃ عشر خمس وغیرہ کی تفصیل نہیں بتائی جاتی ہے حالانکہ زکوٰۃ عشر وغیرہ کے تفصیلی احکام زیادہ پیچیدہ ہیں۔

۷. غیر اسلامی حکومت میں بھی زکوٰۃ وصول کرنا ضروری ہے

مندرجہ بالا حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو علماء دین یہ کہتے ہیں کہ جہاں اسلامی حکومت ہے صرف وہیں عامل کے ذریعہ زکوٰۃ کی رقم وصولی جائے گی وہ غلط کہتے ہیں کیونکہ مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یمن میں اس وقت اسلامی حکومت نہیں تھی بلکہ وہاں اہل کتاب غیر مسلم رہتے تھے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تبلیغ کے لئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یمن بھیجا تھا تو آپ ﷺ نے ان کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو یہ بھی بتائیں کہ ان کے دولت مندوں سے زکوٰۃ وصول کر اُن ہی لوگوں کے فقرا اور غریبوں میں تقسیم کی جائے گی۔ چنانچہ یمن کی طرح ہندوستان میں

Marfat.com

بھی اسلامی حکومت نہیں ہے اس لئے عامل کے ذریعہ یہاں بھی زکوٰۃ وصول کرنا ضروری ہے۔ مندرجہ بالا حدیث کے مطابق دنیا کے تمام غیر مسلم ممالک میں عامل کے ذریعہ ہی زکوٰۃ وصول کر تقسیم کرنے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی پابندی ہوگی۔ یہاں یہ بات یادرکھنے کی ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت: ۱۰۳ میں اللہ تعالیٰ نے جو حکم زکوٰۃ وصول کرنے کا دیا ہے اس میں یہ نہیں لکھا ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی صرف اسلامی حکومت میں ہوگی اور غیر اسلامی ممالک میں زکوٰۃ ادا کرنے والے خود ہی جس کو چاہیں گے تقسیم کردیں گے۔ سورۂ بقرہ کی آیت: ۱۰۳ ملاحظہ کریں:-

(ترجمہ) ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ وصول کر کے ان کو پاک اور صاف کردو۔ اس آیت کے مطابق زکوٰۃ وصول کرنے ہی سے مال پاک ہو جاتا ہے اور جہاں زکوٰۃ کی رقم نہیں وصولی جاتی ہے وہاں مال کے پاک ہونے میں شبہ رہ جاتا ہے قرآن کریم سورۂ توبہ آیات ۵۳-۵۴ کے مطابق منافق سے زکوٰۃ قبول کرنا منع ہے کیونکہ یہ پتہ نہیں رہتا کہ منافق نے جو مال کمایا ہے وہ حلال طریقہ سے یا حرام طریقہ سے۔ ناجائز طریقہ یا غیر شرعی طریقہ سے جو مال کمایا جاتا ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ مثلاً سود کے ذریعہ یا چوری اور بے ایمانی کے ذریعہ جو مال کمایا جاتا ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ وہ ناپاک مال ہے۔ اس سلسلہ میں سورۂ بقرہ کی آیت: ۲۶۷ میں مسلمانوں کو حکم ہے کہ جو پاک مال انہوں نے کمایا ہے اسی میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔

(ترجمہ) ''لوگو! جو ایمان لائے ہو! جو پاک مال تم نے کمایا ہے اور جو پیداوار ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔''

ایسی حالت میں بغیر عامل کے ذریعہ تحقیق کئے ہوئے کہ مال پاک ہے یا نہیں اسلامی یا غیر اسلامی دونوں قسم کے ممالک میں زکوٰۃ قبول کرنا جائز نہیں ہے۔

Marfat.com

۸. زکوٰۃ اور اس کی اہمیت

زکوٰۃ کے معنی صفائی اور پاکی کے ہیں۔ اہل ایمان جب اپنے مال میں سے ایک حصہ مسکینوں اور حاجت مندوں کے لئے نکالتا ہے تو اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں کیونکہ اس طرح اہل ایمان کا مال اور اس کا نفس پاک ہو جاتا ہے۔

سورۂ توبہ کی آیت: ۱۰۳ میں ہے۔ (ترجمہ) ''ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ وصول کر کے ان کو پاک و صاف کر دو۔'' اس سے معلوم ہوا کہ جو مال جمع کیا جائے اور بڑھایا جائے اور اس میں سے راہِ خدا میں خرچ نہیں کیا جائے وہ ناپاک ہے۔ مال کو پاک کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ اس میں سے اللہ کا حق نکال کر اس کے بندوں کو دیا جائے۔ اللہ کا حق نکالنے کے لئے جو رقم نصاب کے مطابق عامل ایمان والوں سے ان کے مال کو پاک کرنے کے لئے وصولتے ہیں اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ جو شخص اللہ کی دی ہوئی دولت سے اللہ کے بندوں کا حق نہیں نکالتا اس کا مال ہی ناپاک نہیں بلکہ اس کے ساتھ اس کا نفس بھی ناپاک ہے کیونکہ اس کے نفس میں زر پرستی اور احسان فراموشی بھری ہوئی ہے۔ وہ اتنا خود غرض ہے اور اس کا قلب اتنا تنگ ہے کہ جس اللہ نے اس کو ضرورت سے زیادہ مال و دولت دے کر اس پر احسان کیا اس کے احسان کا حق ادا کرتے ہوئے اس کا دل دکھتا ہے۔ کیا ایسے آدمی سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ دنیا میں اللہ کے واسطے کوئی نیکی کا کام کر سکتا ہے یا وہ کسی قسم کی قربانی دین اور ایمان کی خاطر پیش کر سکتا ہے؟ لہٰذا ایسے شخص کا مال اور نفس دونوں ناپاک ہیں۔

مومن جب زکوٰۃ کی رقم ادا کرتا ہے تو وہ گویا اللہ کا شکر ادا کرتا ہے جس نے اس کو مال و دولت دیا۔ جس نے زکوٰۃ نہیں دیا تو گویا اس نے اللہ کو بھلا دیا اور یہ نہ سمجھا کہ اللہ نے اُس کو جو مال و دولت دیا وہ رحیم و کریم ہے اور حقیقی رزّاق ہے۔

Marfat.com

۹. زکوٰۃ اسلامی اخوت کی بنیاد ہے

جو شخص کفر اور شرک کی زندگی سے توبہ کرتا ہے اور ایمان کا اقرار کرتا ہے کیا وہ حقیقت میں ایمان لا چکا اور کیا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ واقعی کفر اور شرک سے توبہ کر چکا۔ زبانی توبہ اور اقرار کرنے سے ایمان لانے کا ثبوت نہیں ملتا کیونکہ منافق بھی تو زبانی توبہ کرتا ہے اور ایمان کا اقرار کرتا ہے۔

اس سلسلہ میں سورۂ الحجرات کی آیت ۱۴-۱۵ ملاحظہ کریں:-

(ترجمہ) ''یہ گنوار (بدّو) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ آپ فرما دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ اسلام میں ہم (ابھی صرف) داخل ہوئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے قلوب میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مان لو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں سے ذرا بھی کمی نہ کرے گا۔ بے شک اللہ غفور الرحیم ہے۔ پورے مومن وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہیں کیا اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے راستے میں جہاد کیا (محنت اُٹھائی) یہی سچے ایمان والے ہیں۔''

اِن آیتوں میں بتایا گیا ہے کہ صرف زبانی کہہ دینے سے کہ ایک شخص ایمان لے آیا وہ ایمان والا نہیں ہو جاتا، جب تک اس کے قلب میں ایمان داخل نہ ہو جائے اور پورے ایمان والے وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد مشکوک نہیں ہوئے اور اپنے مال و دولت اور جان سے فی سبیل اللہ (اللہ کے راستے میں) جد و جہد کرتے رہے۔ یہی لفظ فی سبیل اللہ (اللہ کے راستے میں) سورۂ توبہ کی آیت: ۶۰ میں زکوٰۃ اور صدقہ کی رقم خرچ کرنے کے سلسلے میں آیا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم فی سبیل اللہ خرچ ہوگی۔ چنانچہ جب تک کہ انسان نماز کی پابندی نہیں کرتا اور زکوٰۃ نہیں دیتا ہے اس وقت تک ایمان لانے کا عملی ثبوت نہیں ملتا ہے۔ توبہ کرنے اور ایمان

Marfat.com

کا اقرار کرنے کے بعد جب ایک شخص نماز کی پابندی کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے تو وہ اہل ایمان کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے اور اہل ایمان کا دینی بھائی ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں سورۂ توبہ کی آیت: ۱۱ میں ہے۔ (ترجمہ) ''پھر اگر وہ کفر اور شرک سے توبہ کریں اور ایمان لے آئیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔''

۱۰. زکوٰۃ اللہ کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے

جس طرح منافق کو پہچاننے کے لئے مومن کی آزمائش ہوتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ مومن کو اپنا مقرب بندہ بنانے سے پہلے انسان کو جانچتا ہے اور جانچ پڑتال ان چار امور میں کی جاتی ہے (۱) عقل اور حکمت (۲) اخلاقی قوت (۳) اطاعت اور فرمانبرداری (۴) دولت اور مال کی قربانی۔ اللہ کا تقرب حاصل کرنے والے جب پہلی آزمائش میں یعنی عقل اور حکمت کی آزمائش میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ان سے دوسری آزمائش میں اخلاقی قوت کا امتحان لیا جاتا ہے اور اس میں کامیابی ملنے کے بعد ان کو تیسری آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے اور وہ ہے اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی آزمائش یا امتحان۔ اس امتحان میں مقرب بننے والے امیدوار کو جو کچھ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کو جانچا جاتا ہے اور اس میں مقرب بندہ کو جب بھوکے پیاسے رہنے کا حکم دیا جائے تو وہ صبح سے شام تک بھوکے پیاسے رہتے ہیں۔ اپنی نفسانی خواہشات کو روکتے ہیں مشقت قبول کرتے ہیں۔ اس طرح مقرب بندہ کا انتخاب صرف ان لوگوں کا ہوتا ہے جو تیسرا امتحان یعنی اطاعت و فرمانبرداری میں پکے ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے بعد چوتھا امتحان مال کی قربانی کا لیا جاتا ہے۔ اس میں مقرب بننے والے امیدوار کی آزمائش ہر طرح کے مال و دولت کی قربانی کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو اللہ کی محبت پر جان و مال، خاندان اور وطن وغیرہ کی قربانی پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ زکوٰۃ و

Marfat.com

صدقہ وغیرہ اللہ کا تقرب اور نیکی کا مقام حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ سورۂ آل عمران کی سورت ۹۲ میں ہے (ترجمہ) ''تم نیکی کے مقام کو نہیں پا سکتے جب تک کہ وہ چیزیں اللہ کی راہ میں قربان نہ کر دو جن سے تم کو محبت ہے۔''

۱۱۔ قرآن کریم کے مطابق جو زکوٰۃ نہیں دیتے وہ منافق ہیں

قرآن کریم کی آیتوں سے ثابت ہے کہ زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والے منافقین ہیں۔ سورۂ توبہ کی آیات ۸۸-۸۹ میں ہے کہ جن ایمان والوں نے جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے دنیا اور آخرت کی خوبیاں میسر ہیں اور یہی مراد پانے والے ہیں۔ انہیں لوگوں کے لئے اللہ نے جنت کا باغ تیار کر رکھا ہے جس میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔ چنانچہ جہاد میں جان کے علاوہ مال جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے وہ زکوٰۃ اور صدقہ ہی کی رقم ہے جس کے متعلق سورۂ توبہ کی آیت: ۶۰ میں بتایا گیا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم فی سبیل اللہ یعنی جہاد میں خرچ کی جانے گی اس لئے سورہ توبہ کی آیات ۸۱ تا ۸۴ اور آیات ۸۶، ۸۷ کے مطابق جو شخص جان و مال سے جہاد نہیں کرتا ہے وہ تو منافق ہے ہی اور جو فی سبیل اللہ زکوٰۃ کی رقم ادا نہیں کرتا ہے وہ بھی سورۂ توبہ کی آیات ۶۷، ۶۸، ۷۵ اور ۷۷ کے مطابق منافق ہے۔

اتنا ہی نہیں سورۂ توبہ کی آیات ۵۳-۵۴ کے مطابق جو لوگ اللہ کی راہ میں بے دلی اور ہچکچاتے ہوئے خرچ کرتے ہیں وہ بھی منافق ہیں اس لئے ان سے صدقہ زکوٰۃ قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ سورۂ توبہ کی آیات ۵۸ اور ۵۹ میں منافق کی پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ صدقہ زکوٰۃ کی رقم اگر اس کے دل کے موافق دی جاتی ہے تو خوش ہوتے ہیں اور اگر ان کے دل کے موافق نہ دی جائے تو فوراً ناخوش ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سورۂ توبہ کی آیات ۶۷، ۶۸ اور ۶۹ میں ہے کہ منافق صدقہ خیرات کرنے میں اپنی مٹھیوں کو بند رکھتے ہیں یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ہیں۔

Marfat.com

سورۂ حٰمٓ السجدہ کی آیات ۶ اور ۷ میں صاف ہے کہ زکوٰۃ نہ دینا ان مشرکین کا کام ہے جو آخرت کے منکر ہیں۔

سورۂ توبہ کی آیات ۷۶، ۷۷ اور ۷۸ میں اللہ تعالیٰ صاف لفظوں میں فرماتا ہے کہ جو مسلمان اللہ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ نے ان کو مال و دولت دیا تو وہ ضرور صدقہ زکوٰۃ دیں گے لیکن جب اللہ تعالیٰ مال و دولت دیتا ہے تو وہ منہ موڑ کر بیٹھ جاتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو منافق بنا دیتا ہے۔ چنانچہ کم از کم نصاب کے مطابق زکوٰۃ سے انکار کرنے والے ضرور منافق ہیں۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اتنا ہی نہیں جو لوگ دوسرے ایسے مسلمان پر طعن کرتے ہیں اور ہنستے ہیں جو اپنی محنت کی کمائی میں سے خوش دلی سے آمدنی سے زیادہ خیرات کرتے ہیں تو ایسے ہنسنے والے اور طعن کرنے والے لوگ بھی منافق ہیں جس کا ذکر سورہ توبہ کی آیات ۷۹ اور ۸۰ میں ہے۔

سورۂ آل عمران کی آیات ۱۰۲ اور ۱۰۳ میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے (ترجمہ) ''اے ایمان والوں! اللہ سے ڈرتے رہو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مسلمان رہ کر ہی مرنا اور تم سب اللہ کی رسّی پکڑے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ پیدا کرو۔

اس کے بعد والی آیت ۱۰۴ میں ہے (سورۂ آل عمران) ہے (ترجمہ) ''اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو نیک کاموں کی طرف بلائے اور اچھے کام کا حکم دیتی رہے اور برے کاموں سے منع کرے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

جو لوگ سورۂ آل عمران کی ان آیتوں کے احکام کے خلاف کام کرتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے اور نہ اللہ کو یاد کرتے ہیں وہی منافق ہیں جس کی تصدیق سورۂ توبہ کی مندرجہ ذیل آیت ''۶۷ سے ہوتی ہے (ترجمہ) ''منافق مرد اور منافق عورتیں سب کی ایک چال ہے وہ برائی کا حکم دینے والے ہیں اور نیک کام کرنے سے منع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے ہاتھ روکتے ہیں۔ وہ اللہ کو بھول

Marfat.com

گئے اور اللہ نے ان کو بھلا دیا یقیناً یہی منافقین فاسق ہیں۔ چنانچہ جو شخص نہ اللہ کو یاد کرتا ہے اور نہ زکوٰۃ دیتا ہے اور نہ دوسروں کو ان اچھے کاموں کو کرنے کا حکم دیتا ہے اور نہ برے کاموں سے روکتا ہے وہ منافق نہیں تو اور کیا ہے ؟

منافق اس کو کہتے ہیں جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور اللہ اور اس کے رسول کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ یہی پہچان منافق کی سورۂ توبہ کی آیات ۶۴ تا ۶۶ میں بتائی گئی ہے۔ لہٰذا کوئی مسلمان جو خود کو اہل ایمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگر اللہ اور اس کے رسول کا مذاق اُڑاتا ہے اور نماز یا صدقہ زکوٰۃ کے متعلق اللہ کے احکام کا مذاق اُڑاتا ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ منافق ہے اور مسلمان کو اس کی مجلس میں نہیں بیٹھنا چاہئے۔

سورۃ النساء کی آیت : ۱۴۰ میں ہے (ترجمہ) اور تم پر وہ (اللہ) کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ جب تم سُن لو کہ اللہ کی آیتوں سے انکار کیا جا رہا ہو اور اس کا مذاق اُڑایا جا رہا ہو تو ایسے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو جب تک کہ کسی دوسری بات میں نہ لگ جائیں ورنہ تم بھی اُن ہی جیسے ہو جاؤ گے۔ بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں ایک ساتھ جمع کرے گا۔

جب کسی مسلمان کو اس کی دولت اور اولاد کے ذریعہ تکلیف اور مصیبت پہنچتی ہے تو اس کو سمجھنا چاہئے کہ اس کے اعتقاد اور عمل میں کوئی منافقانہ حرکت ہو رہی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو مال و دولت کے ذریعہ سزا دے رہا ہے اس لئے دولت مند لوگ جب دولت کی محبت میں کنجوسی کرتے ہیں تو کبھی بھی مصیبت آسکتی ہے۔ لہٰذا ہر طرح کے نفاق سے توبہ استغفار کرنا چاہئے۔

اس سلسلہ میں سورہ توبہ کی آیت ۸۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافقوں کی دولت اور اولاد کی زیادتی پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان کے مال اور اولاد کے ذریعہ ان کو دنیا میں سزا دے اور کفر کی حالت میں ان کو موت آئے۔

دولت مند لوگ جب جہاد میں شامل ہونے سے بھاگنے لگیں اور یہ اجازت

Marfat.com

چاہیں کہ ان کو جہاد میں جانے سے بری کیا جائے تو سمجھنا چاہئے کہ وہ منافق ہیں کیونکہ سورۂ توبہ کی آیات ۸۶ اور ۸۷ میں ہے کہ جب کوئی سورہ نازل ہوتی ہے جس میں اللہ پر ایمان لانے اور اس کے پیغمبر کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہوتا ہے تو دولت مند لوگ (جو منافق ہیں) پیغمبر سے اجازت مانگتے ہیں کہ ان کو جہاد سے بری کر دیا جائے تا کہ وہ گھر میں عورتوں کے ساتھ بیٹھے رہیں۔ اللہ کی مہر ان کے دلوں پر لگ گئی ہے جس کو وہ سمجھتے نہیں ہیں۔ دولت سے ان کو محبت ہے اللہ سے نہیں ہے۔

قبل بتایا جا چکا ہے کہ سورۂ توبہ کی آیات ۵۳ اور ۵۴ کے مطابق جو لوگ اللہ کی راہ میں بے دلی اور ہچکچاتے ہوئے خرچ کرتے ہیں وہ منافق ہیں اس لئے ان سے زکوٰۃ کی رقم وصول نہیں کی جاسکتی ہے۔ لیکن اسی سورہ کی آیات: ۱۰۱، ۱۰۲ اور ۱۰۳ کے مطابق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے جرموں کو مان لیا ہے اور انہوں نے کچھ کام بھلے اور کچھ برے (یعنی ملے جلے) کئے تھے اگر یہ لوگ منافقت سے توبہ کرنے کے بعد اپنے مال کی زکوٰۃ دیں تو ان کی زکوٰۃ کو قبول کرنے کا حکم ہے۔ کیونکہ ان کی زکوٰۃ کو قبول کرنے سے تم ان کو پاک کر دیتے ہو اور ان کے لئے دعائے خیر بھی کرو کیونکہ اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

مندرجہ بالا آیتوں میں ان چند مسلمانوں کا بیان ہے جو تبوک کے جہاد کے موقع پر منافقوں کی دیکھا دیکھی جہاد سے جی چرا کر گھر بیٹھے رہے تھے لیکن بعد میں بہت شرمندہ ہو کر مسجد میں کھانا پینا چھوڑ کر اپنے کو باندھ لیا تھا اور مر جانے کا قصد کیا جب تک کہ انہیں معافی نہ مل جائے۔ آخر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مندرجہ بالا آیتوں کے نازل ہونے پر ان کے بندھن کو کھول کر معاف کیا اور ان سے زکوٰۃ بھی وصول کی جس کو وہ لوگ معافی کے بعد دینے کے لئے آئے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں مکہ مدینہ اور طائف کے مسلمانوں کو چھوڑ کر سارے عرب کے مسلمانوں نے زکوٰۃ دینا بند کر دی جس کی

Marfat.com

اطلاع ہر علاقے کے عاملوں نے خلیفہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی اور کچھ علاقوں کے مسلمانوں نے مدینہ منورہ آ کر زکوٰۃ معاف کر دینے کے لئے استدعا بھی کی لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد تمام صحابۂ کرام کو بلا کر مجلس شوریٰ منعقد کی۔ تمام صحابۂ کرام کے درمیان متفقہ طور پر اس پر اجماع ہو گیا کہ زکوٰۃ دینے سے جو انکار کرے گا وہ منافق ہے اور اس کے خلاف جہاد کیا جائے گا۔ اس اجماع کے مطابق گیارہ سپہ سالاروں کے تحت گیارہ فوجیں عرب کے مختلف علاقوں میں منافقین کے خلاف بھیجی گئیں جس کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

مختصر یہ کہ جو لوگ زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہیں وہ تو منافق ہیں ہی اور جو لوگ زکوٰۃ دینے والوں پر ہنسے اور طعن کرتے ہیں اور دوسروں کو اللہ کی راہ میں زکوٰۃ دینے سے منع کرتے ہیں وہ بھی منافق ہیں۔

۱۲. منافق کسے کہتے ہیں؟

منافق ایک عربی لفظ ہے اور قرآن کریم کی ایک مخصوص اصطلاح ہے۔ منافق کے لغوی معنیٰ ہیں نفاق رکھنے والا ریاکار یعنی وہ شخص جس کا ظاہر باطن کے خلاف ہو۔ شریعت اسلامیہ میں منافق وہ شخص ہے جو بظاہر مسلمان مگر دل سے کافر ہو اور جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گیا ہو۔

منافقین اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں یا شک کرتے ہیں لیکن دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ اور آخرت کے دن پر یقین نہیں رکھتے اور زبان و عمل سے بھی ظاہر کرتے ہیں کہ وہ یقین نہیں رکھتے وہ کافر ہیں۔ منافقوں اور کافروں میں فرق یہ بھی ہے کہ کافر کھلے عام ایمان والوں کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں جب کہ منافق ایمان والوں کے ساتھ

Marfat.com

گھلے ملے رہتے ہیں یعنی ایمان کے فائدے میں شریک ہوتے ہیں اور تکلیف میں الگ رہتے ہیں اور ایمان والوں کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔

سورہ حدید (۵۷) آیت :۱۴ میں ہے کہ وہ (یعنی منافق) قیامت کے دن مومنوں سے کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں تم لوگوں کے ساتھ ساتھ شریک رہتے تھے تو مومن ان کو کہیں گے کہ.. ہاں! ساتھ ساتھ تو رہتے تھے لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں ڈالا اور تم راہ دیکھتے تھے اور شک کرتے تھے اور اپنی دلی خواہش (یعنی نفسانی خواہشوں) کے دھوکے میں رہے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور شیطان دغاباز نے اللہ کے بارے میں دھوکا دیا۔ چنانچہ اللہ اور آخرت پر شک کرنے والے بھی منافق ہیں جن کے متعلق سورۂ توبہ کی آیت ۴۵ میں بھی ذکر ہے۔

چونکہ دل کے بھید اور یقین کو تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کون انسان مومن ہے اور کون منافق اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح طور پر تفصیل سے مومن اور منافق کی پہچان کو بیان فرمایا ہے تاکہ لوگوں پر اور خصوصاً مومنوں پر واضح ہو جائے کہ منافق کون ہے۔اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے اور ان کا انجام دنیا و آخرت میں کیسا ہوگا۔

قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں منافق کی پہچان اور ان کی علامات بتائی گئی ہیں۔لیکن یہاں مثال کے طور پر صرف چند علامات کا ذکر مختصر طور پر کیا جاتا ہے جس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے :-

(۱) منافق کہتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں ہیں۔ منافقین اللہ اور ایمان والے کو دھوکا دیتے ہیں مگر اصل میں وہ خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ ان کے قلب میں بیماری ہے۔ وہ جھوٹ بولتے ہیں (سورۂ بقرہ۔آیات :۸، ۹ اور ۱۰)

(۲) منافقین زمین پر فساد پھیلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اصلاح کرنے والے

Marfat.com

ہیں (سورۂ بقرہ۔ آیات: ۱۱ اور ۱۲)

(۳) منافقین ایمان والوں کو بے وقوف سمجھتے ہیں اور ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ وہ ایمان لا چکے ہیں اور جب شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ ہیں اور مسلمانوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اللہ ان کا مذاق اُڑا رہا ہے اور ان کو ڈھیل دے رہا ہے (سورۂ بقرہ۔ آیات: ۱۳، ۱۴ اور ۱۵)

(۴) جان مال کے ذریعہ جہاد کرنے سے ہی مومن اور منافق کی پہچان آسانی سے ہو جاتی ہے کیونکہ منافق کے منہ میں جو باتیں ہیں وہ ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ وہ عین وقت پر لڑنے سے انکار کر دیتے ہیں (سورۂ آل عمران۔ آیات: ۱۶۶، ۱۶۸)

(۵) ایسے منافقوں کے لئے عذاب تیار ہے جو اپنی عزت بڑھانے کے لئے مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں (سورہ النساء۔ آیات: ۱۳۸، ۱۳۹)

(۶) منافق کی پہچان یہ ہے کہ جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کسمساتے ہوئے لوگوں کو دکھانے کے لئے۔ دل سے اللہ کو یاد نہیں کرتے بلکہ انسانوں کو دکھانے کے لئے اور اللہ کے لئے کم۔ (سورہ النساء۔ آیت: ۱۴۲)

(۷) منافق کی پہچان یہ ہے کہ صدقات وغیرہ کی رقم اگر ان کے دل کے موافق دی جاتی ہے تو خوش ہوتے ہیں اور اگر ان کے دل کے موافق نہیں دی جائے تو فوراً ناخوش ہو جاتے ہیں۔ (سورۂ توبہ۔ آیت: ۵۸)

(۸) یہود و نصاریٰ (عیسائی) ایک دوسرے کے دوست ہیں لیکن ان دونوں سے مسلمانوں کو دوستی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ جن مسلمانوں کے دل میں نفاق ہے وہ دوڑ کر یہود و نصاریٰ سے دوستی کر لیتے ہیں اور منافق یہود اور عیسائی میں دوڑ کر جا ملتے ہیں۔ (سورہ المائدہ۔ آیات ۵۱، ۵۲ اور ۵۳)

(۹) کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کرو اور ان سے سختی سے پیش آؤ۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ وہ اللہ کی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور اسلام پر ایمان لانے کے

Marfat.com

بعد وہ لوگ کافر ہو گئے اور ایسا ارادہ کیا جس کو وہ پورا نہ کر پائے۔ اس لئے ان کو وعدہ خلافی سے توبہ کرنا چاہئے ورنہ دنیا اور آخرت دونوں میں اللہ ان کو سزا دے گا۔ (سورۂ توبہ۔ آیات: ۷۳،۷۴،۷۷)

جہاں تک منافقوں کے انجام کا تعلق ہے قرآن کریم کی سورہ النساء کی آیت ۱۴۰ میں صاف الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ یقین جانو اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک جگہ جمع کرے گا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ انجام کے لحاظ سے کافر سے بھی زیادہ سخت سزا منافقوں کو ملے گی۔

قرآن کریم میں منافقوں سے دوستی کرنے اور ان کو راز کی بات بتانے سے منع کیا گیا ہے۔ منافقوں کے جنازے کی نماز پڑھانے، ان کی قبروں پر کھڑا ہونے، ان سے زکوٰۃ کی رقم لینے اور دینے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

سورہ منافقوں کی آیت ۴ (چار) میں ہے کہ منافقین تمہارے دشمن ہیں ان سے بچتے رہنا۔ سورۂ توبہ کی آیت ۶۶ میں ہے کہ منافق وہ ہیں جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔

ان آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ منافق کافروں سے بھی بدتر اور خطرناک ہیں۔

۱۳. ریا کی بدترین قسم منافقت ہے

منافق اور ریاکار

ریا سے مراد انسان کے وہ ظاہری حرکات وسکنات اور رفتار وگفتار ہیں جن کا تعلق حقیقت سے نہ ہو خواہ وہ دینی معاملات میں ہو یا دنیوی معاملات میں۔ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ایک ریاکار مشرک یا کافر ہی ہو۔ کوئی شخص اللہ ورسول، فرشتوں، جنت ودوزخ اور حشر ونشر وغیرہ پر ایمان رکھنے کے باوجود ریاکار ہو سکتا

Marfat.com

ہے اگر اس کے اعمال میں اخلاص نہ ہو نمائش ہو۔ (اردو لغت میں لفظ نفاق کے معنیٰ ہیں ظاہر میں دوستی باطن میں دشمنی۔ دل میں کچھ اور ظاہر میں کچھ، دوغلا پن، دشمنی رکھنا، دوزخی وغیرہ) مختصر یہ کہ نفاق سے مراد ظاہر و باطن کا اختلاف ہے۔ دینی اصطلاح میں نفاق کے حقیقی معنیٰ یہ ہیں کہ انسان نے دل سے تو اسلام قبول نہ کیا ہو لیکن کسی وجہ سے وہ اپنے کو مومن اور مسلم ظاہر کرتا ہو جیسا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں عبداللہ بن اُبی وغیرہ مشہور منافقین کا حال تھا۔ نفاق رکھنے والے شخص کو منافق کہا جاتا ہے۔ نفاق کی ضد اخلاص ہے اسی لئے منافق کا دل اخلاص سے خالی ہوتا ہے۔

ریا کے لغوی معنیٰ ہیں ظاہر داری۔ دل میں جو بات ہو اس کے برخلاف ظاہر کرنا۔ زمانہ سازی، دھوکہ، مکروفریب۔ ریا کرنے والے کو ریاکار کہتے ہیں جس طرح نفاق رکھنے والے کو منافق کہتے ہیں۔ لغت میں نفاق اور ریا ہم معنیٰ الفاظ معلوم ہوتے ہیں اور دونوں سے مراد ظاہر و باطن کا اختلاف ہے۔ لیکن قرآن اور حدیث میں یہ دونوں الفاظ مختلف معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں جس کو سمجھنا ضروری ہے۔

گرچہ نفاق اور ریا دونوں الفاظ سے مراد ظاہر اور باطن کا اختلاف ہے لیکن فرق یہ ہے کہ نفاق میں انسان ظاہر میں خود کو مسلمان یا اہل ایمان دکھاتا ہے اور باطن میں وہ کافر ہوتا ہے اور ریا میں بھی انسان خود کو بظاہر مسلمان یا اہل ایمان دکھاتا ہے لیکن باطن میں وہ مشرک ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ منافق اس شخص کو کہتے ہیں جو دل سے تو اللہ و رسول اور آخرت کے دن پر یقین نہیں رکھتا ہے لیکن زبان سے وہ کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت وغیرہ سب پڑھتا ہے اور مسلمان ہونے کا دعوٰی کرتا ہے۔

اسی طرح ریاکار اس مسلمان کو کہتے ہیں جو اللہ و رسول اور آخرت کے دن

Marfat.com

پر یقین رکھتا ہے لیکن اس کا یقین وایمان اتنا کمزور ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ غیر اللہ جیسے چاند، سورج، آدمی، پیڑ پودا، بھوت پریت، نفسانی خواہشات وغیرہ کو بھی معبود مان کر اور اللہ کے ساتھ شریک کر کے اللہ اور غیر اللہ دونوں کی عبادت کرتا ہے۔ اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کر کے دونوں کی عبادت کرنے والے کو مشرک کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا دینی اصطلاح ریا اور نفاق کی تشریح سے معلوم ہوا کہ جب تک ایک مسلمان ریا میں مبتلا رہتا ہے وہ شرک کرتا رہتا ہے۔ اور شرک کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وہ چاہے گا تو ہر طرح کے گناہ کو معاف کر دے گا لیکن شرک کو ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ (سورہ النساء کی (۴)، آیت: ۴۸ میں ہے)

(ترجمہ) ''بے شک اللہ اسی بات کو نہ بخشے گا کہ ان کے ساتھ کسی اور کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

مشرک دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک ظاہری شرک ہے جسے شرک جلی بھی کہتے ہیں اور دوسرا باطنی شرک جسے شرک خفی کہتے ہیں۔ ظاہری شرک تو یہی ہے کہ بتوں کی پوجا کی جائے یا اللہ کے ساتھ چاند، سورج، بُت وغیرہ ظاہر انظر آنے والی چیزوں کو شریک کر ان کی پوجا کی جائے۔

باطنی شرک یہ ہے کہ غیر اللہ اور مخلوق پر بھروسہ کیا جائے۔ محض اپنی محنت اور صلاحیت پر بھروسہ کیا جائے۔ خواہشات نفس کی اندھا دھند پیروی کی جائے۔ دنیائے فانی کی کسی شئے سے بدرجہ عشق وابستہ کر لیا جائے۔ غیر اللہ سے محبت کی جائے۔ عبادت یا کوئی نیک کام لوگوں کو دکھانے کے لئے کیا جائے اور خالق کو چھوڑ

Marfat.com

کر نفع اور نقصان کا مالک صرف مخلوق کو سمجھا جائے وغیرہ۔ یہی باطنی شرک ہے جس سے بچنا بہت مشکل کام ہے۔ ریا کا شمار بھی باطنی شرک میں ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں چند حدیثوں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جس سے ریا والے شرک کی اقسام ظاہر ہو جائیں گی:-

(ترجمہ) شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے جس نے دکھاوے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ وخیرات کیا اس نے بھی شرک کیا۔'' (مسند احمد)

اس حدیث میں دکھاوے کے لئے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا اور صدقہ خیرات کرنا سے مراد ہے لوگوں کو دکھانے کے لئے۔ کیونکہ نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ اللہ کے لئے ادا کیا جاتا ہے لیکن اگر نیت لوگوں کو دکھانے کی ہوگئی تو یہ شرک ہوا کیونکہ لوگوں کو اللہ کے ساتھ شریک کر دیا گیا۔

ایک دوسری حدیث سنن ابن ماجہ کی ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ اپنی امت کے شرک میں مبتلا ہونے کے خطرہ کا اظہار کیا۔ بعض صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا ایسا ہوگا کہ آپ ﷺ کے بعد آپ کی امت شرک میں مبتلا ہو جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو اطمینان ہے کہ میرے امتی چاند، سورج کو اور پتھروں اور بتوں کو نہیں پوجیں گے لیکن یہ ہوسکتا ہے اور ہوگا کہ ریا والے شرک میں وہ مبتلا ہوں۔ (یعنی کوئی نیک کام لوگوں کو دکھانے کے لئے کریں اور لوگوں کو اللہ کے ساتھ شریک کر دونوں کی عبادت کریں) اس ریا والے شرک سے بچنا مشکل کام ہے جس کی اہمیت کو عام طور پر مسلمان نہیں سمجھتے ہیں اور نہ اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس ریا والی شرک میں اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کر کچھ دنوں تک دونوں کی عبادت کرنے سے شیطان ان پر قابو پالیتا ہے پھر

Marfat.com

وہ ان کو اللہ کی یاد سے بھلا دیتا ہے جس کا ذکر قرآن کریم کی سورہ المجادلۃ (۵۸) کی آیت :۱۹ میں ہے۔ (ترجمہ) ''شیطان نے ان پر قابو پالیا ہے پھر اس نے ان کو اللہ کی یاد بھلا دی ہے۔ یہ شیطانوں کا لشکر ہے۔ یقیناً شیطان کا لشکر ہی خسارے میں رہے گا۔'' (یعنی منافقس اللہ کو بھلا دینے کی وجہ سے شیطانوں کے لشکر ہیں)

اس سلسلہ میں سورۂ الحشر (۵۹) کی آیت ۱۹ کا بھی مطالعہ کریں۔

(ترجمہ) ''اوران لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا پھر اللہ نے بھی ایسا کیا کہ وہ آپ اپنے کو بھول گئے۔ یہی لوگ تو بدکردار ہیں''

چنانچہ ریا والا شرک کرتے کرتے جب انسان شیطان کے قبضے میں چلا جاتا ہے تو شیطان اس کو اللہ کی یاد سے بھلا دیتا ہے اور ایسا گناہ اس سے کراتا ہے کہ اس کا قلب سیاہ ہو جاتا ہے تو وہ کفر کرنا شروع کر دیتا ہے اور منافق ہو جاتا ہے۔ اس لئے ریا کی بدترین قسم منافقت ہے۔

منافقت والی ریا حرام اور کبیرہ گناہ ہے :-

چونکہ ریا کار ابتدا میں مشرک اور انتہا میں کافر ہو جاتا ہے اس لئے منافقت والی ریا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے تمام مومنوں کو محفوظ رکھے۔ ریا کے حرام ہونے کی دو وجہیں ہیں۔ اوّل وجہ یہ ہے کہ اس میں لوگوں کو دھوکا دے کر اپنا مقصد پورا کرنا ہوتا ہے اور دھوکا دینا حرام ہے۔ دھوکا دینے والے کو ہی فاسق کہا جاتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ریا کار اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے جو بادشاہوں کا بادشاہ اور حاکموں کا حاکم ہے تو اس کو ادب کے ساتھ حاضر ہونا چاہئے اور اِدھر اُدھر نہیں گھورنا چاہئے ورنہ وہ دربار کا گستاخ سمجھا جائے گا اور بے ادبی کا مجرم ہوگا۔ اس کے علاوہ جب ریا کار کی نیت عبادت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود نہ ہو بلکہ اس کے بندوں کی

Marfat.com

رضا مطلوب ہوتا کہ لوگ اس کو نیک اور اچھا آدمی سمجھیں اور اس کے معتقد ہوں تو گویا بندوں کو اللہ تعالیٰ کی بہ نسبت اپنے نفع اور نقصان پر زیادہ قادر سمجھا اور بندوں کی یہاں تک عظمت دل میں بٹھائی کہ عبادت بھی انہیں کی نذر کر دی۔ چنانچہ اِس غرض اور نیت میں جتنا فساد زیادہ ہوگا اسی قدر گناہ بھی زیادہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ملامتیہ سلسلہ کے بزرگانِ دین اپنی سبھی عبادتوں کو بالکل پوشیدہ طور پر کرتے ہیں اور قلندریہ سلسلہ کے بزرگانِ دین فرائض کو چھوڑ کر باقی سبھی نوافل اور سنتوں کو پوشیدہ طور پر کرتے ہیں تاکہ ریا سے محفوظ رہیں۔

۱۴. ریاکار اور منافقوں کے متعلق قرآن کریم کی چند آیتیں

ریاکار اور منافقوں کے متعلق قرآن کریم کی آیتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱. (ترجمہ) ''اے ایمان لانے والوں! اپنی خیرات کو احسان رکھ کر اور اذیت پہنچا کر ضائع نہ کرد و اس شخص کی طرح جو محض لوگوں کو دکھانے اور نام و نمود کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا (سورہ البقرہ (۲) آیت: ۲۶۴)

۲. سورہ النساء کی آیت ۱۴۲ میں ہے۔

(ترجمہ) ''منافق (اس طرح) اللہ کو دھوکا دیتے ہیں حالانکہ اللہ ان ہی کو دھوکا دے رہا ہے۔ اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کسمساتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں (صرف) لوگوں کو دکھاوے کے لئے اور (دل سے) اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر (یونہی) تھوڑا سا انسانوں کو دکھانے کے لئے اور اللہ کے لئے کم۔

۳. (ترجمہ) ''اور انسانوں میں بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں ہیں۔ وہ اللہ اور ایمان والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کرتے ہیں مگر اصل میں وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے

Marfat.com

جسے اللہ نے اور زیادہ بڑھا دیا اور جو جھوٹ وہ بولتے ہیں اس کی وجہ سے ان کو درد ناک عذاب ہوگا (سورۂ بقرہ۔ آیات: ۸، ۹ اور ۱۰)

۴. (ترجمہ) ''اے پیغمبر! کیا آپ نے ان (منافقوں) کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر جو آپ پر نازل ہوئی اور اس کتاب پر جو آپ سے پہلے اُتری ہے ایمان لائے ہیں لیکن اپنے جھگڑوں کو طاغوت (گمراہوں کے سردار) کے پاس لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ اُن کو حکم دیا جا چکا ہے کہ اس کی (یعنی طاغوت) بات نہ مانے اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بھٹکا کر بہت دور لے جائے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ جو اللہ نے نازل کیا ہے اس کی طرف اور پیغمبر کی طرف تو آپ اُن منافقوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف آنے سے کتراتے ہیں۔ (سورۃ النساء۔ آیات: ۶۰، ۶۱)

۵. سورہ توبہ کی آیات ۷۳ اور ۷۴ میں ہے :-

(ترجمہ) ''کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کرو اور ان سے سختی سے پیش آؤ۔ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بری جگہ پہنچنے کی ہے۔ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ (فلاں بات) ہم نے نہیں کہی حالانکہ ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام پر (ایمان لانے) کے بعد وہ لوگ کافر ہو گئے اور ایسا ارادہ کیا جس کو وہ پورا نہ کر پائے (مال غنیمت کافی دے کر) مال دار کر دیا تھا۔ سو یہ لوگ (اب بھی) توبہ کریں تو ان کے حق میں اچھا ہوگا اور اگر نہ مانیں تو اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں تکلیف و سزا دے گا اور زمین پر نہ کوئی ان کا ساتھی ہوگا اور نہ مددگار۔''

۶. (ترجمہ) ''راہِ خدا میں ان کے خرچ کئے ہوئے مال صرف اس لئے قبول نہیں کئے جا سکتے کہ وہ دراصل اللہ اور رسول پر ایمان نہیں رکھتے۔ نماز کو آتے ہیں تو دل برداشتہ ہو کر اور مال خرچ کرتے ہیں تو ناک بھوں چڑھا کر۔'' (سورۂ توبہ (۹) آیت: ۵۴)

۷. (ترجمہ) ''افسوس ان نمازیوں پر جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں اور جو کہ دکھاوہ کرتے ہیں''

Marfat.com

۸. (ترجمہ) ''منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں وہ بدی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے منع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ہاتھ روکتے ہیں۔ وہ اللہ کو بھول گئے اور اللہ نے ان کو بھلا دیا۔ یقیناً یہی منافقین فاسق ہیں (سورۂ توبہ (۹) آیت: ۶۷)

راقم الحروف کی کتاب ''قرآن کریم میں منافق کی پہچان اور منافقت کا علاج'' میں جو مضامین منافقوں اور ریا کاروں کے متعلق ہیں ان میں (115) قرآن کریم کی آیتیں درج کی گئی ہیں جن کے مطالعہ سے ہر طرح کے منافقوں کی پہچان ہو جاتی ہے۔ مندرجہ بالا آیتیں صرف مثال کے طور پر پیش کی گئی ہیں۔ قارئین کی سہولت کے لئے قرآن کریم کی سورتوں میں منافق کے متعلق جو آیتیں ہیں ان کی فہرست اس کتاب کے آخر میں دے دی گئی ہے۔

منافقین کے متعلق چند اہم حدیثیں

منافقین کے متعلق مندرجہ ذیل چند اہم حدیثیں درج کی جاتی ہیں:-

۱. (ترجمہ) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ تو اس نے کبھی جہاد کیا اور نہ اپنے جی میں اس کی تجویزیں سوچیں اور نہ تمنا کی تو وہ نفاق کی ایک صفت پر مرا۔ (مسلم)

۲. (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بغیر کسی مجبوری کے جمعہ کی نماز چھوڑے گا وہ اللہ کے اس دفتر میں جس میں کوئی رد و بدل نہیں ہو سکتا، منافق لکھا جائے گا۔ (بعض روایت میں تین بار چھوڑنے کا ذکر ہے)۔ (مسندِ شافعی)

۳. (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار عادتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ چاروں جمع ہو

Marfat.com

جائیں تو وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو اس کا حال یہ ہے کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے اور وہ اسی حال میں رہے گا جب تک کہ اس عادت کو چھوڑ نہ دے۔ وہ چاروں عادتیں یہ ہیں:۔

(الف) کہ جب اس کو کسی امانت کا امین بنادیا جائے تو اس میں خیانت کرے۔

(ب) اور جب باتیں کرے تو بات بات میں جھوٹ بولے۔

(ج) اور جب عہد معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔

(د) اور جب کسی سے جھگڑا یا اختلاف ہو تو بدزبانی کرے۔ (بخاری شریف و مسلم شریف)

۴. (ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ تو منافق والی نماز ہے بے پرواہی سے بیٹھا آفتاب کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ جب وہ زرد ہو گیا اور اس کے غروب کا وقت آ گیا تو نماز کو کھڑا ہوا اور چڑیا کی طرح چار چونچیں مار کر ختم کر دیں اور اللہ کا ذکر بھی اس میں بہت تھوڑا کیا۔

۵. (ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔ جو شخص چالیس دن تک ہر نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اس طرح کہ اس کی تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہو تو اس کے دو برائتیں لکھ دی جاتی ہیں۔ ایک آتش دوزخ سے براءت اور دوسری نفاق سے براءت۔ (جامع ترمزی شریف)

۶. (ترجمہ) حضرت عامر رامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک دن بیماریوں کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ جب مرد مومن بیماری میں مبتلا ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کو صحت و عافیت دیتا ہے تو یہ بیماری اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ اور مستقبل کے لئے نصیحت و تنبیہہ کا کام کرتی ہے اور منافق آدمی جب بیمار پڑتا ہے اور اس کے بعد اچھا ہو جاتا ہے تو اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جس کو اس کے مالک نے باندھ دیا پھر کھول دیا

Marfat.com

لیکن اس کو کوئی احساس نہیں کہ کیوں اس کو باندھا اور کیوں کھولا۔ (سنن ابی داؤد)

۷۔ (ترجمہ) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے اور وہ اس کے بعد بھی بلا کسی خاص ضرورت سے مسجد سے باہر چلا جائے اور نماز میں شرکت کے لئے واپسی کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو وہ منافق ہے۔ (ابن ماجہ)

۱۵. زکوٰۃ کی وصولی کا مسئلہ

چونکہ زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن ہے اس لئے اس کی وصولی کا مسئلہ بھی بہت اہم ہے۔ ابھی ہندستان میں اور کچھ دوسرے ممالک میں بھی زکوٰۃ وصولنے کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں ہے بلکہ یہ کہا جائے کہ غیر شرعی طریقہ رائج ہے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

سورہ توبہ کی آیات ۵۳ اور ۵۴ کے مطابق منافقوں سے زکوٰۃ کی رقم قبول کرنا منع ہے لیکن آج ہم ہر جگہ دیکھتے ہیں کہ بغیر تحقیق کئے ہوئے کہ زکوٰۃ کی رقم دینے والا مومن ہے یا منافق زکوٰۃ کی رقم قبول کی جارہی ہے۔ اسی طرح ہر جگہ غیر معروف حضرات گھوم گھوم کر زکوٰۃ کا روپیہ مانگتے رہتے ہیں۔ حالانکہ بغیر تحقیق کئے ہوئے کہ مانگنے والے حضرات مومن ہیں یا منافق ان کو زکوٰۃ کی رقم نہیں دینی چاہئے۔ چونکہ قرآن کریم کے مطابق منافق کو جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ دیا جائے گا اس لئے یہ لوگ کافر سے بھی بدتر ہیں اس لئے منافق سے زکوٰۃ لینا اور دینا دونوں منع ہے۔ چونکہ آج کل ساری دنیا میں بغیر تحقیق کئے ہوئے کہ لینے والا یا دینے والا مومن ہے یا منافق زکوٰۃ کی رقم لی جارہی ہے اور دی جارہی ہے اس لین دین میں منافق زیادہ فائدہ اُٹھاتے ہیں اور مومن کم کیونکہ منافق خود کو مسلمان کہتے ہیں اور صاحب نصاب ہونے پر زکوٰۃ ادا کرنے سے احتراز کرتے ہیں اور جھوٹ

Marfat.com

بول کر زکوٰۃ لینے کے لئے مسلمان فقراٗ اور مساکین بن جاتے ہیں اور زکوٰۃ کی رقم وصول لیتے ہیں لیکن مومن جھوٹ نہیں بولتے اور ہر جگہ ہاتھ نہیں پھیلاتے اس لئے حقیقتاً جو فقراٗ اور مساکین ہیں ان کو کچھ مل جاتا ہے لیکن بہت کم۔

بغیر تحقیق کے زکوٰۃ کی رقم لینے یا دینے میں دوسرا نقصان یہ ہے کہ منافق کو زکوٰۃ کی رقم دینے سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے اس لئے زکوٰۃ دینے والے گنہگار ہوتے ہیں۔ تیسرا نقصان یہ ہے کہ ایمان والوں کے حق کو مار کر منافق کی مدد زکوٰۃ کے روپے سے کرنا عقلمندی نہیں ہے کیونکہ منافق ایمان والوں کے دشمن ہیں اور دشمن کی مدد کرنا بے وقوفی ہے۔ چوتھا نقصان یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والے قرآن کریم میں دی گئی پہچان کے مطابق منافق کو پہچاننے کی کوشش نہیں کرتے ہیں اور بغیر پہچانے زکوٰۃ دے دیتے ہیں اس لئے مومن اور منافق کی پہچان ختم ہوگئی ہے۔ مومن اور منافق کی پہچان ختم ہو جانے کی وجہ سے منافق کے متعلق جو دوسرے احکام قرآن کریم میں آئے ہیں ان کی پابندی نہیں ہو رہی ہے۔

مثلاً قرآن کریم میں صاف حکم آیا ہے کہ منافقین کے جنازے کی نماز نہیں پڑھیں۔ سورۂ توبہ کی آیت ۸۴ میں ہے:-

(ترجمہ) ''(اے پیغمبر!) اگر اِن میں سے کبھی کوئی مر جائے تو تم کبھی بھی اس پر جنازے کی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہونا۔ یقیناً انہوں نے اللہ اور اس کے پیغمبر کیساتھ کفر کیا اور وہ نافرمانی کی حالت میں مرا۔''

اس کتاب میں بیان کی گئیں قرآن کریم کی آیات کے مطابق منافقوں کو پہچان کر ان کے جنازے کی نماز ہرگز نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبروں پر کھڑے ہوں۔ اگر کوئی جنازے کی نماز پڑھتا ہے اور ان کی قبر پر کھڑا ہوتا ہے تو وہ گنہگار ہوگا اور اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی۔ صحابۂ کرام منافقوں کے جنازے کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ قرآن کریم میں اس جنازے کی نماز کے متعلق جو حکم ہے اس کی

Marfat.com

پابندی کرنے سے اس کا ثواب ملے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ قرآن کریم میں بتائی گئی منافق کی پہچان کے مطابق منافق کو پہچان کر اس سے دوستی کرنے سے پرہیز کرے گا۔ اس کو راز کی بات نہیں بتائے گا۔ اس سے سختی سے پیش آئے گا اور اس کے مرنے کے بعد اس کے جنازے کی نماز نہیں پڑھے گا کیونکہ اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنے کا قرآن کریم میں حکم آیا ہے۔

قرآن کریم میں صرف حکم آیا ہے کہ ایمان والوں کو منافقوں کے ساتھ دوستی کرنا اور ان کو اپنا راز داں بنانا منع ہے۔ چونکہ مومن اور منافق کی پہچان اب ختم ہوگئی ہے اس لئے قرآن کریم کے اس حکم کی پابندی نہیں ہو رہی ہے۔ سورہ النساء کی آیات ۱۳۸ اور ۱۳۹ کے مطابق اس مسلمان منافقوں کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنانے کا حکم ہے جو ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں تاکہ کافروں سے دوستی کرنے سے ان کی عزت بڑھے گی حالانکہ عزت تو ساری اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ چنانچہ جو مسلمان کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں خصوصاً اپنی عزت بڑھانے کے لئے وہ منافق ہیں۔

اسی طرح سورہ آل عمران کی آیت ۱۱۸ میں ہے:-

(ترجمہ) ''اے ایمان والو! اپنے لوگوں کو چھوڑ کر (کسی غیر کو) اپنا بھیدی یا راز داں نہ بناؤ کہ یہ لوگ تمہارے ساتھ برائی کرنے میں کچھ اُٹھا نہیں رکھیں گے اور وہ چاہتے ہیں کہ تم کو تکلیف پہنچائیں۔ دشمنی تو ان کی باتوں سے ظاہر ہوتی ہے اور جو ان کے دلوں میں چھپا ہے (وہ اس سے بھی) بڑھ کر ہے۔ ہم نے تم کو نشانیاں بتا دی ہیں اگر تم کو عقل ہو۔''

سورۂ توبہ کی آیت ۲۳ میں باپوں اور بھائیوں سے بھی دوستی کرنا منع کیا گیا ہے اگر یہ لوگ ایمان کے بجائے کفر سے لطف اندوز ہوتے ہوں۔

مختصر یہ کہ مومن اور منافق کی پہچان کرنے کے بعد ہی زکوٰۃ دی جائے یا لی جائے۔

Marfat.com

۱۶. عہد نبوی میں زکوٰۃ کی وصولی

قرآن کریم میں زکوٰۃ کے متعلق جو احکام ہیں ان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام علاقوں میں جہاں کے لوگ اسلام قبول کر چکے تھے زکوٰۃ کا ایسا نظام قائم کیا جس کی وجہ سے عام مسلمانوں کو شریعت کے مطابق زکوٰۃ کی رقم کو ایک مرکز پر جمع کرنے اور اس کو ضابطہ کے ساتھ تقسیم کرنے میں بہت مدد ملی۔ قرآن کریم کی سورۂ توبہ آیت: ۶۰ میں ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے عامل مقرر کیا جائے جس کا مشاہرہ یا وظیفہ اسی زکوٰۃ کے روپے سے ادا کیا جائے گا۔ چنانچہ جب کوئی نیا علاقہ دارالاسلام میں داخل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے عامل مقرر کرتے تھے۔ یہی سلسلہ بعد میں تمام خلفاء راشدین کے عہد خلافت میں قائم رہا۔ لیکن ان کے بعد زکوٰۃ کا وہ نظام بگڑنے لگا اور آج حالت یہ ہے کہ بہت سی مسلم حکومتوں میں بھی وہ نظام باقی نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں رائج تھا۔ اور جہاں اسلامی حکومتیں نہیں ہیں وہاں تو زکوٰۃ کا کوئی نظام ہی نہیں ہے۔

عہد نبوی میں زکوٰۃ کے متعلق ضروری احکام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے ایسے عامل مقرر کئے جاتے تھے جن کو دین کی کافی واقفیت ہوتی تھی اور اگر عامل ناتجربہ کار ہوتے تو ان کی تربیت کے لئے اکابر صحابہ مقرر کئے جاتے تھے۔ عامل کا عہدہ عارضی نہیں ہے بلکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس عہدے کو قائم کر اس کے مشاہرہ کا بھی انتظام کر دیا ہے تاکہ یہ عہدہ ہمیشہ کے لئے قائم رہے۔ جس شخص پر نفاق کا شبہ ہو یا جو شخص منافق ہو اس کو عامل مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ منافق کو پہچاننے کے لئے عامل کا مقرر ہونا ضروری تھا کیونکہ جو مومن ایمان لانے کے بعد منافق ہو جائیں گے اور زکوٰۃ دینا بند کر دیں گے تو سب سے پہلے اس کا علم عامل کو

Marfat.com

ہوگا اور انہیں کے ذریعہ حکومت وقت اور تمام مومنین کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ فلاں شخص مومن نہیں رہا اِس لئے اُس سے زکوٰۃ نہیں لی جائے گی اور نہ دی جائے گی اور اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جائے گا جیسا سلوک کرنے کا قرآن کریم میں حکم ہے۔

قرآن کریم کی سورۂ توبہ آیت :۱۰۳ میں زکوٰۃ کے متعلق حکم ہے کہ :-
(ترجمہ) ''اُن کے مالوں میں سے زکوٰۃ وصول کر کے اُن کو پاک اور صاف کر دیں۔'' اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا کہ آپ اُن سے زکوٰۃ وصول کریں اور مسلمانوں سے یہ نہیں فرمایا کہ تم زکوٰۃ نکال کر الگ الگ خرچ کر دو۔ اس کے علاوہ سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ میں عاملین کا زکوٰۃ میں حق مقرر کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کو با قاعدہ وصول کریں اور با قاعدہ خرچ کریں اور حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسا ہی کیا اور تمام عاملین زکوٰۃ کی رقم وصول کر بیت المال میں جمع کرتے تھے اور مرکز کی طرف سے اس کو تقسیم کیا جاتا تھا۔

آج اسلامی حکومت نہیں ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ کا کوئی اجتماعی نظام نہیں ہے اور مسلمان انفرادی طور پر علیحدہ علیحدہ اپنی زکوٰۃ نکال کر شرعی مصارب میں خرچ کر سکتے ہیں لیکن تمام مسلمانوں پر یہ لازم ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے اور ضابطہ کے ساتھ تقسیم کرنے کے لئے ایک اجتماعی نظام قائم کریں۔

مندرجہ بالا قرآن کریم کے حکم کے مطابق اجتماعی نظام کو قائم کرنے کے سلسلہ میں فتح مکہ کے موقع پر عمرہ کے ارکان سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جن کی عمر بیس برس کی تھی عامل مقرر فرمایا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے پاس تعلیم قرآن اور

Marfat.com

احکام زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم کے لئے چھوڑ دیا اور مہاجرین اور انصار کے ساتھ خود مدینہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ حضرت عتاب بن اسید کو عامل اور امیر مکہ اس لئے مقرر فرمایا کہ ان کو دینی واقفیت حاصل کرنے کا شوق تھا۔ ان کے لئے ایک درہم روزانہ وظیفہ بھی مقرر کیا تاکہ قرآن کریم کے سورہ توبہ کی آیت: ۶۰ میں جو عامل کو وظیفہ دینے کا حکم ہے اس کی تعمیل ہو جائے اور وہ کسی کے دست نگر بھی نہ رہیں۔ اسی طرح ۹ ھ کی ماہ رجب میں غزوہ تبوک کے لئے مدینہ سے روانگی کے وقت محمد بن مسلمہ انصاری کو مدینہ کا عامل مقرر کیا۔ اسی طرح دوسرے عاملین کو بھی مقرر فرمایا۔

۱۷۔ خلیفۂ اوّل کے عہد میں زکوٰۃ کی وصولی کا مسئلہ

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد جب مدینہ منوّرہ، مکہ معظمہ اور طائف کو چھوڑ کر باقی تمام عرب کے مسلمانوں نے زکوٰۃ دینا بند کر دیا اور مرتد ہو گئے تو سارے صوبوں کے عاملوں نے اپنے اپنے صوبہ کے باغی ہو جانے اور زکوٰۃ وصول نہ ہونے کی اطلاع حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ اوّل کو بھیجی۔

عام طور پر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ آنحضرت کی وفات کے بعد مدینہ، مکہ اور طائف کو چھوڑ کر تمام ملکِ عرب ایسا مرتد ہو گیا کہ لوگ اللہ کی جگہ بتوں کی پوجا کرنے لگے تھے حالانکہ یہ بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ جن لوگوں نے اسلام سے بغاوت کی اور بتوں کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا وہ لوگ بھی نماز وغیرہ جیسی عبادات سے انکار نہیں کرتے تھے۔ ان کا ارتداد کفر اور شرک کے لئے نہیں تھا بلکہ بعض ارکان اسلام بالخصوص زکوٰۃ سے لوگوں نے انکار کیا اور منافق ہو گئے تھے۔

زکوٰۃ سے انکار کا سبب عرب کے قبائل کی قدیمی مطلق العنانی اور آزاد خیالی تھی۔ اسلام نے لوگوں پر زکوٰۃ فرض کی تھی جو اللہ کی راہ میں مالی قربانی تھی لیکن

Marfat.com

کمزور ایمان والوں نے اس کو ایک قسم کا ٹیکس سمجھا جو مال دولت والے صاحب نصاب لوگوں کو ادا کرنا پڑتا تھا۔ اس خراج یا ٹیکس کو آزادی کے خوگر لوگ اپنے لئے ایک بارگراں محسوس کرتے تھے کیونکہ وہ ابھی نئے مسلمان ہوئے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس اسلامی خراج کی ادائیگی سے انکار کیا۔ باقی مذہب اسلام کے ارکان سے انکار نہیں تھا۔ کیونکہ زکوٰۃ کا انکار زیادہ تر قبائل کے مزاج اور مادی خواہشات کے مناسب حال تھا اس لئے اس انکار میں ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام لوگ شریک ہو گئے۔ گرچہ شرک اور بت پرستی کا مسئلہ زیر بحث نہیں تھا لیکن دین نے نوع انسانی میں جو شیرازہ بندی اور نظام قائم کیا تھا وہ بظاہر درہم برہم ہوتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

اس زبردست خطرہ کا علاج کرنے کے لئے اور منکرین زکوٰۃ کے اعلانات اور عزائم کو کچلنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو جمع کیا اور مجلس شوریٰ منعقد کی۔ اس مجلس شوریٰ میں بعض صحابہ کی رائے یہ ہوئی کہ منکرین زکوٰۃ کے ساتھ مشرکین اور کفار کی طرح قتال نہیں کرنا چاہئے لیکن کچھ بحث و مباحثہ کے بعد تمام صحابہ کرام نے اس رائے کو بہت کمزور پایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے سب متفق ہو گئے کہ مشرکین اور کفار کی طرح قتال کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''اللہ کی قسم اگر زکوٰۃ کا ایک جانور یا ایک دانہ بھی کوئی قبیلہ ادا نہ کرے گا تو میں اس سے ضرور قتال کروں گا۔''

منکرین زکوٰۃ اور منافقین کے وفود مدینہ منورہ آئے اور انہوں نے درخواست کی کہ ''نمازیں ہم پڑھتے ہیں زکوٰۃ ہم کو معاف کر دو''۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب معاف کرنے سے صاف انکار کر دیا تو وہ لوگ اپنے اپنے قبائل میں واپس چلے گئے اور تمام ملک عرب میں حضرت ابوبکر صدیق

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عزم راسخ کی خبر پھیل گئی اور منافقین و منکرین زکوٰۃ مقابلہ اور مقاتلہ کے لئے تیار ہو گئے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ کی حیثیت سے عاملوں کے نام مناسب ہدایات اور سرداران قبائل کے نام خطوط روانہ کئے۔ منافقین اور منکرین زکوٰۃ کے پاس بھی پر شوکت اور تہدیدی خطوط بھیجنا شروع کر دئے اور ساتھ ہی باغیوں کے حملوں کی مدافعت اور مقابلہ کی تیاری بھی کرتے رہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جن لوگوں سے مقابلہ اور مقاتلہ در پیش تھا ان کی دو قسمیں تھیں۔ اوّل وہ لوگ تھے جو نجد، یمن اور حضر الموت وغیرہ کے علاقوں میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے تھے جو آپس میں متفق ہو گئے تھے۔ اُن لوگوں سے لڑنے اور قتال کرنے میں کسی صحابی کو اختلاف نہیں تھا۔ دوسرے وہ قبائل تھے جو زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کرتے تھے۔ بعض صحابہ کا خیال تھا کہ ان سے قتال کرنا مناسب نہیں ہے لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنی رائے پیش کی کہ قرآنِ کریم کے احکام کے مطابق ان سے بھی لڑنا اور قتال کرنا ضروری ہے تو کل صحابہ کرام ان کی رائے سے متفق ہو گئے۔ گرچہ ان دونوں قسم کے لوگوں میں کچھ فرق تو ضرور تھا لیکن جب تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر دونوں کے مقابلہ اور مقاتلہ کو یکساں ضروری قرار دیا تو ان دونوں میں کوئی فرق اور امتیاز باقی نہ رہ گیا۔ حقیقت بھی یہی تھی کہ دونوں گروہ دنیا طلبی کو خدا طلبی پر ترجیح دینا چاہتے تھے اور اسلام کے رُخ کو بدل کر ایسا ہی کر دینا چاہتے تھے جیسا کہ آج کل ہندوستان میں ہم پاتے ہیں کہ نہ تو کوئی عامل ہے اور نہ کوئی زکوٰۃ وصول کرنے والا اور جو زکوٰۃ سے انکار کرتے ہیں ان کو منافق اور مرتد اعلان کر کے ان کے خلاف نہ کوئی جہاد کرنے والا ہے۔ آج جو مسلمان چاہے نبی بن کر مسلمانوں کی رہنمائی کر سکتا ہے اور جو منافق ہیں وہ مسلمانوں کو فرقوں میں بانٹ کر ان کی رہنمائی کر سکتا ہے اور کرتا

Marfat.com

ہے۔ آج ہر منافق زکوٰۃ کی رقم دے سکتا ہے جو قرآن کریم کے مطابق منع ہے اور جو مسلمان چاہے زکوٰۃ نہیں دے سکتا ہے۔ گرچہ وہ سزا کا مستحق ہے۔ آج ہر شخص زکوٰۃ کی رقم وصول کر سکتا ہے اور وصولی ہوئی رقم کو جس مصرف میں چاہے خرچ کر سکتا ہے جب کہ قرآن کریم میں صاف حکم آیا ہے کہ عامل مقرر ہوگا جو زکوٰۃ کی رقم نصاب کے مطابق وصول کرے گا اور وصولی ہوئی رقم کو ان آٹھ مدوں میں خرچ کیا جائے گا جو قرآن کریم کی سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ میں مندرج ہے جس پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

آج جو تصویر ہندوستانی مسلمانوں کی نظر آرہی ہے وہی تصویر تمام صحابۂ کرام اور خلیفہ اوّل کو سارے عرب کے مسلمانوں کی نظر آرہی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف جہاد اور قتال کرنے پر اتفاق کیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں موجود مسلمانوں کے قابل محاربہ لوگوں کو مسجدِ نبوی کے سامنے ہر وقت موجود اور مستعد رہنے کا حکم دے دیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کو مدینہ منوّرہ کے گرد گشت لگانے اور پہرہ دینے پر معمور کر دیا کہ اگر مدینہ پر کوئی قبیلہ حملہ آور ہو تو فوراً اس کی اطلاح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچ سکے۔ یہاں جنگ کی مختصر تفصیل ذیل میں دی جارہی ہے تا کہ آج کل کے مسلمان یہ سمجھ جائیں کہ صحابۂ کرام اور خلیفہ اوّل نے منکرین زکوٰۃ اور منافقین کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور کس طرح کامیابی حاصل کی۔

۱۸. زکوٰۃ معاف نہیں کرنے کی وجہ سے جنگ

دو مقاموں پر منافقین اور مرتدین کا جماوٴ تھا۔ مقام ابرق میں قبیلہ عبس اور مقام ذی القِصہ میں قبیلہ ذیبان کا جماوٴ تھا اور قبیلہ بنو اسد اور بنو کنانہ کے بھی کچھ

Marfat.com

لوگ اس میں شامل ہو گئے تھے۔ قبیلہ عبس اور قبیلہ زبیان کو جب یہ معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں بہت کم لوگ رہ گئے ہیں اور زکوٰۃ معاف کرنے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف انکار کر دیا ہے تو انہوں نے متفق ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے ان حملہ آوروں کو مدینہ سے باہر روکا اور مدینہ منورہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس خبر بھیجی چنانچہ فوراً ہی اسلامی فوج روانہ ہوئی۔ مسلمانوں نے ذی خشت تک منافقین کو پسپا کر دیا۔ اس کے بعد باضابطہ جنگ شروع ہوگئی اور خود ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے سے باہر نکلے اور دشمنوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے مقام ذی القصہ تک بڑھتے چلے گئے ادھر دشمنوں نے نظر بچا کر مدینے پر حملہ کر دیا اور کچھ مسلمانوں کو شہید کر کے مال غنیمت چھین لے گئے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ واپس آئے تو یہ واقعہ معلوم ہوا اور اسی وقت حضرت اُسامہ بن زید ملک شام سے رومیوں کو شکست دے کر بہت سا مالِ غنیمت لے کر مدینہ واپس آ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اُسامہ اور ان کی فوج کو جو تھکی ہوئی تھی مدینہ میں چھوڑ کر خود ایک مختصر سی فوج لے کر ذی القصہ کی طرف روانہ ہو گئے اور مقام ابرق میں جہاں بہت سے قبیلوں کا زبردست جماؤ تھا، دشمنوں سے مقابلہ ہوا۔ زبردست خوں ریز جنگ ہوئی اور تمام دشمن شکست کھا کر فرار ہو گئے۔ وہاں سے وہ ذی القصہ تک گیے اور ضروری انتظام کرنے کے بعد مدینہ واپس آ گئے۔ مدینہ واپس آنے کے بعد آپ نے ایک فرمان لکھا اور اس کی متعدد نقلیں کرا کر ہر منافق قبیلہ کی طرف قاصدوں کے ذریعہ بھیجا تا کہ تمام قبیلوں کے لوگوں کو ایک مجمع میں بلا کر یہ فرمان سب کو سنا دیا جائے۔ اس فرمان میں ایمان و یقین کی باتوں کے علاوہ آخر میں ضروری ہدایات دی گئیں۔

Marfat.com

۱۹۔ فرمان خلیفۂ اوّل جو منافقین اور مرتدین کے پاس بھیجا گیا

''مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کرنے اور اس کے احکام کی تعمیل کرنے کے بعد اللہ سے منہ موڑ کر جہالت اور شیطان کی اطاعت کی طرف رجوع کیا ہے۔ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر شیطان اور اس کی ذُرِیّت کو دوست بناتے ہو جو تمہارے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ پس تم بھی اس کو اپنا دشمن بناؤ کیونکہ وہ تو اپنے گروہ کو تمہارے دوزخی بنانے کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ میں تمہاری طرف مہاجرین اور انصار کے لشکر کو روانہ کرتا ہوں جو نیکی کی پیروی کرنے والے ہیں۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ اوّل اسلام کی دعوت دیئے بغیر کسی سے مقابلہ نہ کریں۔ میں نے حکم دیا ہے کہ جو لوگ اسلام کا اقرار کریں اور برائیوں سے باز رہیں، نیک کاموں سے انکار نہ کریں اُن کی اعانت کی جائے اور جو اسلام سے انکار کریں ان کا مقابلہ کیا جائے اور ان کی کچھ قدر و منزلت نہ کی جائے اور بجز اسلام کے کچھ قبول نہ کریں۔ پس جو شخص اسلام لائے اس کے لئے بہتری ہے ورنہ وہ اللہ کو عاجز نہیں کرسکتا۔ میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ میرے اس اعلان کو ہر ایک مجمع عام میں پڑھ کر سنا دے۔ جب اسلامی لشکر تمہارے قریب پہنچے اور ان کا موذن اذان دے تو تم بھی اس کے جواب میں اذان دو۔ یہ علامت اس بات کی ہوگی کہ تم نے اسلام قبول کرلیا ہے تم پر حملہ نہ کیا جائے گا۔ اور اگر تم نے اذان نہ دی تو تم سے باز پرس ہوگی اور در صورت انکار تم پر حملہ کیا جائے گا۔

ان فرامین کو قاصدوں کی معرفت روانہ کرنے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی لشکر کے گیارہ سردار یا سپہ سالار منتخب فرما کر ہر ایک کو ایک ایک علم یا جھنڈا اور ایک دستہ فوج دے کر عرب کے مختلف علاقوں میں بھیجا اور حکم دیا

Marfat.com

کہ مکہ اور طائف وغیرہ مقامات جہاں اسلام پر ثابت قدم قبائل موجود تھے، ان میں کچھ لوگوں کو ان کے گھر بار کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر باقی لوگوں کو اپنے لشکر میں شریک کر ساتھ لیتے جائیں۔

پہلا علم خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا گیا۔ دوسرا علم عکرمہؓ بن ابو جہل کو، تیسرا شرجیل بن حسنہ کو، اسی طرح گیارہ علم اسلامی لشکر کے گیارہ سرداروں کو دے کر، منافقین اور مرتدین کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ اسلامی لشکر کا کون سردار کس منافق رہنما کے خلاف جنگ کرے گا۔ اتنا ہی نہیں یہ بھی حکم دیا گیا کہ اسلامی لشکر کے سردار کب اور کہاں امیر رہیں گے اور کہاں ماتحت۔

ان گیارہ لشکروں کے سرداروں کو روانگی کے وقت ایک ایک عہد نامہ ایک ہی مضمون کا لکھ کر دیا گیا جس کا مضمون مندرجہ ذیل تھا۔

خلیفہ کا عہد نامہ جو لشکر اسلام کے سردار کو دیا گیا

''یہ عہد نامہ ہے ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے جو فلاں سردار کو دیا جاتا ہے جب کہ وہ لشکر اسلام کے ساتھ مرتدین سے لڑنے کو روانہ کیا جا رہا ہے۔ اس سردار سے ہم نے اقرار لیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ظاہراً اور باطناً اپنے تمام کاموں میں ڈرتا رہے گا۔ ہم نے اس کو حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مرتدین سے لڑے۔ پہلے ان پر اتمام حجت کرے اور ان کو اسلام کی دعوت دے۔ اگر وہ قبول کرلیں تو لڑائی سے باز رہے۔ اگر وہ قبول نہ کریں تو ان پر حملہ کیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ اسلام کا اقرار کریں۔ پھر ان کو ان کے فرائض اور حقوق سے آگاہ کیا جائے جو ان پر فرض ہے وہ ان سے لیا جائے اور جو ان کے حقوق ہیں وہ ان کو دیئے جائیں اس میں رعایت کسی کی نہ کی جائے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے سے روکا جائے جس نے احکام خداوندی سے انکار کیا اس سے لڑائی کی

Marfat.com

جائے گی اور جس نے دعوت قبول کر لی وہ بے گناہ سمجھا جائے گا اور جو شخص احسان باللسان کے بعد دل میں کچھ اور عقیدہ رکھتا ہوگا اس کا حساب اللہ تعالیٰ اس سے لے گا۔ جو لوگ منکر ہو کر لڑائی تک نوبت پہنچا دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر مسلمانوں کو غلبہ عطا کرے گا تو مالِ غنیمت علاوہ خمس کے تقسیم کر دیا جائے گا اور خمس ہمارے پاس بھیجا جائے گا۔ ہم نے یہ بھی ہدایت کر دی ہے کہ سردار لشکر اپنے ساتھیوں کو عجلت اور فساد سے منع کریں اور کسی غیر کو اپنے لشکر میں داخل نہ ہونے دیں جب تک اس کو اچھی طرح سے جان پہچان نہ کرلیں تا کہ جاسوسوں کے فتنہ سے محفوظ رہیں۔ یہ بھی ہدایت کر دی کہ مسلمانوں سے نیک سلوک کریں۔ روانگی اور قیام میں لوگوں سے نرمی کریں اور ان پر رحم کریں۔ نشست برخاست اور گفتگو میں ایک دوسرے کے ساتھ رعایت اور نرمی کو ملحوظ رکھا جائے''۔

مندرجہ بالا عہد نامہ کو لے کر سبھی سردار لشکر اسلامی ماہ جمادی الاوّل ۱۱ھ میں مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر اپنے اپنے مقررہ علاقوں میں چلے گئے اور عہد نامہ کے مطابق عمل شروع کر دیا۔ تمام جنگوں کی تفصیل بیان کرنا طوالت کا باعث ہوگا صرف اتنا ہی بیان کر دینا کافی ہوگا کہ تمام سرداروں نے خلیفہ اوّل کے فرمان اور عہد نامہ کی لفظ بہ لفظ پیروی کی اور ہر جگہ کامیابی حاصل کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام عرب میں ہر جگہ لوگوں نے عامل کو زکوٰۃ دینا شروع کر دی اور منافقین اور مرتدین کو بالکل کچل دیا گیا کہ پھر سر نہ اُٹھا سکیں۔ اس طرح زکوٰۃ کی وصولی کا مسئلہ حل ہو گیا۔

جہاد صرف اَصلی منافقین کے خلاف کیا گیا۔

زکوٰۃ معاف نہیں کرنے کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جن منافقین اور مرتدین کے خلاف جہاد کرنا پڑا ان کی نوعیت اور قسمیں کیا تھیں اس کو سمجھنا ضروری ہے۔ منافقین کی دو قسمیں ہوتی ہیں پہلی قسم کو اصلی یا اعتقادی منافق

Marfat.com

کہتے ہیں اور دوسری قسم کو عملی منافق کہتے ہیں۔

اصلی یا اعتقادی منافق ان کو کہتے ہیں جن کے اندر عقیدہ اور ایمان کا نفاق پایا جاتا ہے اور ان میں اخلاص کا فقدان ہوتا ہے۔ ان کے دل میں کفر اور عناد جمع ہوتے ہیں لیکن فاسد اغراض سے ان کو چھپایا جاتا ہے اور کفر کی دنیوی سزاؤں سے بچنے کے لئے زبان سے اسلام اور ایمان ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ کافروں کی بدترین قسم ہے جو ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو گئے۔

دوسری قسم کو عملی منافق کہتے ہیں کیونکہ ان کا نفاق صرف عملی ہوتا ہے۔ ان کی سیرت منافقوں والی سیرت جیسے ہوتی ہے۔ عملی منافق کا نفاق عقیدہ اور ایمان کا نہیں بلکہ کردار اور سیرت کا نفاق ہوتا ہے۔ عملی منافق کے قلب میں ایمان تو ہوتا ہے لیکن توحید، قیامت، سزا اور جزا پر یقین اتنا کم اور کمزور ہوتا ہے کہ معاصی اور گناہ ان سے نہیں چھوٹتے۔ دونوں قسم کے منافقوں سے مسلمانوں کو بچنا ضروری ہے۔ منافق کے خلاف جہاد کرنے کا صاف حکم قرآن کریم کی سورہ توبہ کی آیت: ۷۳ اور ۷۴ میں ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو جنگ کی تھی وہ اصلی منافقوں کے خلاف کی تھی جن کی رہنمائی کچھ ایسے لوگ کر رہے تھے جنہوں نے نبوت تک کا دعویٰ کر رکھا تھا۔

جہاں تک عملی منافق کے خلاف کاروائی کرنے کا سوال ہے تو ان کے خلاف سورۂ الحجرات کی آیت: ۹ اور ۱۰ کے مطابق کاروائی کی جاسکتی ہے اگر ان کے ظاہرا اعمال منافقانہ ہوں یا وہ زیادتی کرتے ہوں یا میل ملاپ کرانے میں تعاون نہیں کرتے ہوں وغیرہ۔

سورۂ الحجرات کی آیت: ۹ اور ۱۰ ملاحظہ کریں

(ترجمہ) اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرا

Marfat.com

دیا کرو۔ پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور عدل کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ یاد رکھو۔ سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (سورۂ الحجرات آیت: ۹ اور ۱۰)

۲۰. خلیفۂ اوّل کے عہد کے عاملوں کی فہرست

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اول کے عہد میں عرب کے آٹھ صوبے تھے اور ان آٹھ صوبوں میں زکوٰۃ وصولنے کے لئے جو عامل مقرر کئے گئے تھے ان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

	عامل کا نام	صوبہ جہاں کے عامل مقرر ہوئے
۱.	عتابؓ بن اُسید	مکہ معظّمہ
۲.	عثمانؓ بن عفان	طائف
۳.	محاجرؓ بن ابی امیہ	صنعاء
۴.	زیادؓ بن لبید	حضرموت
۵.	یعلیٰؓ بن امیہ	خولان
۶.	معاذؓ بن جبل	جند
۷.	علاءؓ بن حضرمی	بحرین
۸.	ابوموسیٰ اشعریؓ	یمن

ان کے علاوہ مدینہ کے عامل محمد بن مسلمہ انصاری تھے جو رسول اللہ صلّی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے زمانے سے تھے چونکہ عراق بھی اسلامی سلطنت میں شامل ہوگیا تھا اس لئے اس کے دو صوبے ایک عراق اور دوسرا ذومتہ الجندل قائم کر کے عراق کے لئے مثنیٰ بن حارث کو اور ذومتہ الجندل کے لئے عیاض بن عنم کو عامل مقرر کیا گیا تھا۔ مدینہ منورہ، مکہ معظمہ اور طائف کے عاملوں کو چھوڑ کر باقی سبھی مندرجہ عاملوں نے خلیفہ اول کو جب اطلاع دی کہ مسلمانوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے تو خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس شوریٰ کے متفقہ فیصلہ کے مطابق زکوٰۃ سے انکار کرنے والوں کے خلاف جہاد کرنے کا فرمان جاری کیا۔ مندرجہ بالا فہرست سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ خلیفہ اول کے عہد میں اسلامی سلطنت کی وسعت کہاں تک تھی جہاں جہاد کے لئے اسلامی فوج بھیجی گئی تھی۔

۲۱. زکوٰۃ کی رقم کو خرچ کرنے مسئلہ

زکوٰۃ کی رقم وصولنے کے بعد یہ عامل کی ذمہ داری ہے کہ جلد سے جلد وصولی ہوئی رقم بیت المال میں جمع کر دیں اور کچھ بھی اس میں سے اپنے پاس نہیں رکھیں۔ بیت المال میں جمع شدہ مال کی تقسیم بغیر امیر المومنین کی اجازت کے نہیں ہو سکتی ہے۔ آج کل جہاں عامل مقرر نہیں ہیں وہاں زکوٰۃ دینے والے زکوٰۃ کی رقم جس کو چاہتے ہیں اس کو دے دیتے ہیں اور یہ تحقیق نہیں کرتے ہیں کہ زکوٰۃ کی رقم پانے والا زکوٰۃ کا مستحق ہے یا نہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ تحقیق نہیں کی جاتی ہے کہ زکوٰۃ لینے والا مومن ہے یا منافق۔ زکوٰۃ کی رقم پانے کے صرف مسلمان مستحق ہیں۔ غیر مسلم جیسے منافق، کافر وغیرہ کا حق اس میں نہیں ہے۔ البتہ غیر مسلموں کو عام خیرات میں سے حصہ دیا جا سکتا ہے۔

غیر مسلموں کے علاوہ مسلمانوں میں بھی کچھ ایسے لوگ ہیں جن کو شرعی طور پر زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

Marfat.com

ایسے مسلمانوں کو غلطی سے زکوٰۃ کی رقم دی جائے تو ان لوگوں کو زکوٰۃ لینے سے انکار کر دینا چاہئے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم تقسیم کرنے والے کو معلوم نہ ہو کہ ایسے شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل قسم کے مسلمانوں کو زکوٰۃ کی رقم دینا شرعی طور پر منع ہے۔

(۱) مال دار مسلمان جو صاحب نصاب ہو یعنی وہ شخص جس پر خود زکوٰۃ فرض ہے یا نصاب کے برابر قیمت کا اور کوئی مال موجود ہو اور اس کی حاجت اصلیہ سے زائد ہو اس کو زکوٰۃ کا مال لینا حلال نہیں ہے۔ مثلاً کسی کے پاس لوہے برتن روزمرہ کی ضرورت سے زائد رکھے ہوئے ہیں اور ان کی قیمت بقدرِ نصاب ہے اس کو زکوٰۃ کا مال لینا جائز نہیں ہے۔

(۲) بنی ہاشم اور بنی ہاشم کے وارثان، نوکر اور غلام، ان لوگوں کو زکوٰۃ کا مال لینا حلال نہیں ہے۔ بنی ہاشم سے مراد حضرت حارث بن عبدالمطلب، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت عباس اور حضرت علی کی اولاد ہے۔ زکوٰۃ وصدقات رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور خاندانِ نبوت کے لئے حلال نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں صحیح مسلم کی یہ حدیث ملاحظہ کریں:-

(ترجمہ) عبدالمطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ صدقات لوگوں کے مال و دولت کا میل کچیل ہیں اور وہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آلِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے حلال نہیں ہیں۔ (صحیح مسلم)

(۳) زکوٰۃ ادا کرنے والے کے باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی اور ان کے اُوپر کے لوگوں کو زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہے۔

(۴) زکوٰۃ ادا کرنے والے کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی اور ان کے نیچے والے لوگوں کو بھی زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں ہے۔

(۵) خاوند اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے خاوند کو زکوٰۃ کا مال نہیں دے سکتی۔

Marfat.com

(۶) مال دار آدمی کی نابالغ اولاد کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

۲۲. مصارف زکوٰۃ یا زکوٰۃ کے مستحقین

مصارف زکوٰۃ یا زکوٰۃ کے مستحقین سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور وہ شرعی طور پر اس کے مستحق ہیں۔ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ان میں کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا افضل ہے۔ قرآن کریم میں زکوٰۃ کے آٹھ حقدار بیان کئے گئے ہیں جن کا ذکر سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ میں ہے۔
اس سورہ توبہ کی آیت ۶۰ میں زکوٰۃ کے آٹھ مصرف کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ فرائض ہیں۔ اس آیت کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل حدیث کا مطالعہ کریں۔

(ترجمہ) زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کی۔ زیاد نے اس موقع پر طویل حدیث کا ذکر کیا اور اسی سلسلہ میں یہ واقعہ نقل کیا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں اس وقت ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ زکوٰۃ کے مال میں سے کچھ عنایت فرمائیے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مصارف کو نہ تو کسی نبی کے مرضی پر چھوڑا ہے اور نہ کسی غیر نبی کے مرضی پر بلکہ خود ہی فیصلہ فرما دیا ہے اور ان کے آٹھ حصے (یعنی آٹھ قسمیں) کر دی ہیں تو اگر تم ان قسموں میں سے کسی قسم کے آدمی ہو تو میں زکوٰۃ میں سے تم کو دے دوں گا۔ (سنن ابوداؤد)

اس حدیث میں مصارفِ زکوٰۃ کی آٹھ قسموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے جس حکم کا حوالہ رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے وہ سورہ توبہ کی مندرجہ ذیل آیت ۶۰ ہے:-

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡعٰمِلِيۡنَ عَلَيۡهَا وَالۡمُؤَلَّفَةِ

Marfat.com

قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط
فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ (سورہ التوبة ۹ آیت:۶۰)

(ترجمہ) ''صدقات اللہ کی طرف سے مقرر کردہ فرض ہے(۱) فقرأ کے لئے (۲) مساکین کے لئے (۳) اوران عاملین کے لئے جو زکوٰۃ وصولنے پر مقرر ہیں (۴) اوران کے لئے جن کی تالیف قلب منظور ہے (۵) اور گردنیں چھڑانے کے لئے (فی الرقاب) (۶) اور قرضداروں کے لئے (الغارمین) (۷) اور راہِ خدا میں (فی سبیل اللہ) (۸) مسافروں کے لئے (ابن السبیل) اللہ بہتر جاننے والا اور حکمت والا ہے۔''

صدقات یا زکوٰۃ کے مندرجہ بالا مصارف کی مختصر تشریح یہاں دی جا رہی ہے۔

(۱) مندرجہ بالا سورۂ توبہ کی آیت: ۶۰ میں اللہ تعالیٰ نے لفظ صدقات استعمال کیا ہے جو بہت مناسب ہے کیونکہ صدقات میں زکوٰۃ، عشر، خمس، فطرہ وغیرہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے سب شامل ہے۔ صدقہ تو غریب اور مالدار سب قسم کے مسلمانوں پر لازم ہے جو عامل کے ذریعہ یا سیدھا بیت المال میں جمع کیا جا سکتا ہے اس لئے صدقات کا لفظ استعمال کرنے سے ہر مسلمان کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور اس میں صاحب نصاب یا غیر صاحبِ نصاب کی قید نہیں رہ جاتی۔

(۲) مندرجہ بالا حدیث میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مصارف کو نہ تو کسی نبی کی مرضی پر چھوڑا ہے اور نہ کسی غیر نبی کی مرضی پر بلکہ خود ہی فیصلہ فرما دیا ہے کہ صدقات اللہ کی طرف سے آٹھ قسم کے لوگوں کے لئے مقرر کردہ فرض ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فقہی مسئلہ نہیں ہے اور نہ اس پر عمل کرنا سنت ہے بلکہ مندرجہ بالا آٹھ قسم کے مسلمانوں پر صدقہ کی رقم خرچ کرنا فرض ہے اور اس سے انحراف یا انکار کرنے والا منافق یا کافر ہے۔ آج کل جو لوگ مصارف زکوٰۃ کو فقہی مسئلہ بنا کر اس کے مفہوم کو ردو بدل کرتے رہتے

Marfat.com

ہیں اور نیا مطلب نکال کر زکوٰۃ کے حقدار ایسے مسلمان بن جاتے ہیں جو قرآن و حدیث کے مطابق غلط ہے۔ سب سے پہلے ان آٹھ قسم کے لوگوں پر صدقہ کی رقم یا چیزیں خرچ کرنا فرض ہے۔ اگر کوئی اس کے علاوہ بھی خرچ کرانا چاہے یا اللہ کی راہ میں صدقہ دینا چاہے تو وہ قبول ہوگا جس کی تفصیل آگے ''مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ کا حق'' کے عنوان سے جو مضمون ہے اس کا مطالعہ کریں۔ جس طرح سے پانچ وقت کی فرض نماز اور جمعہ کی نماز اگر کوئی نہیں پڑھتا ہے تو اس کی سنّت اور نفل کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی اسی طرح مندرجہ بالا صدقہ کوئی نہیں دیتا ہے تو اس کا نفل یا سنت والا صدقہ قبول نہیں ہوگا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے حکم کو سختی سے نافذ کرنے کے لئے اور دین میں انحراف سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ زکوٰۃ کے مندرجہ بالا آٹھ قسم کے حقداروں کے لئے الگ الگ آٹھ محکمے ادارہ صدقات کے بیت المال میں کھولے جائیں ہر ایک محکمہ میں ہر ایک حقدار کی فہرست ان کے رشتہ داروں کے نام کے ساتھ رجسٹر میں درج کردی جائے تاکہ زکوٰۃ کا مال تقسیم کے وقت صرف حقدار کو ملے۔ مثلاً آٹھ حقداروں میں حقدار پہلے فقرأ ہیں اس لئے فقرأ کا محکمہ ہی الگ کھولا جائے اور ان کی فہرست ان کے رشتہ داروں کے ساتھ الگ تیاری کی جائے اور تقسیم قرآن اور حدیث کے مطابق کی جائے۔

اسی طرح زکوٰۃ کے دوسرے حقدار مساکین ہیں اس لئے مساکین کا محکمہ الگ کھولا جائے جس میں علاقے کے تمام مساکین کی فہرست قرآن اور حدیث کی روشنی میں تیار کررکھی جائے۔ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال میں رجسٹر وغیرہ تیار کرایا تھا اسی طرح تیار کیا جائے۔

اسی طرح زکوٰۃ کے تیسرے حقدار قرضدار (الغارمین) ہیں ان کا محکمہ الگ کھولا جائے جس میں علاقے کے تمام قرض داروں کی فہرست تیار کررکھی جائے

Marfat.com

گی جس میں سود دینے والے قرض دار اور سود نہیں دینے والے دونوں کے لئے الگ رجسٹر رکھے جائیں گے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ قرضدار کو زکوٰۃ کا مال دے کر قرض سے سبکدوش کرانا مندرجہ بالا سورہ توبہ کی آیت: ۶۰ میں فرض قرار دیا گیا ہے لیکن آج ساری دنیا میں سودی کاروبار کا جال پھیلا ہوا ہے۔ پھر بھی کسی قرض دار کو زکوٰۃ کی رقم سے مدد کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا ہے یہاں تک کہ مسلم مما لک میں بھی ورلڈ بینک (world Bank) اور بین الاقوامی مالی فنڈ (International Monetary Fund) کے سودی چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں۔

فقرأ اور مساکین

قبل بتایا جا چکا ہے کہ مصارف زکوٰۃ آٹھ ہیں یعنی (۱) فقرأ (۲) مساکین (۳) عاملین (۴) مؤالفتہ القلوب (۵) فی الرقاب (۶) الغارمین یعنی قرض دار (۷) فی سبیل اللہ (۸) ابن السبیل۔ زکوٰۃ کے ان آٹھ مستحقین میں سب سے بڑی تعداد اسلامی معاشرہ مین فقرأ اور مساکین کی پائی جاتی ہے۔ ان دونوں میں بھی یہ پتہ لگانا اکثر مشکل ہوتا ہے کہ فقرأ کون ہیں اور مساکین کون ہیں اور کون زکوٰۃ کے حقدار ہیں اور کون نہیں ہیں۔ اور جو حقدار ہیں ان میں بھی کون افضل مستحقین ہیں اور کون غیر افضل مستحقین ہیں۔ سب سے پہلے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ زکوٰۃ کے مستحقین میں کفار اور منافقین نہیں ہیں۔ جس طرح کفار اور منافقین سے زکوٰۃ کی رقم وصول کرنا منع ہے اسی طرح ان کو دینا بھی منع ہے۔ فقرأ اور مساکین کے درمیان کافروں کو پہچاننا آسان ہے لیکن منافقوں کو پہچاننا مشکل ہے۔ عام طور پر صاحب نصاب مسلمان خود ہی زکوٰۃ کی رقم تقسیم کرتے ہیں ان کو دو طرح کے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اول یہ کہ ان کو پہچاننا پڑتا ہے کہ زکوٰۃ کے جو مستحق ہیں ان میں کون منافق ہیں اور کون مسلمان۔ دوسرا مشکل کام یہ ہے کہ

Marfat.com

ان کو یہ بھی پہچاننا پڑتا ہے کہ مسلمان میں بھی کون فقرأ ہیں اور کون مساکین۔ چونکہ شرم وحیا کی وجہ سے مساکین صدقے کے لئے ہاتھ نہیں پھیلاتے ہیں اس لئے ان کو فقرأ کے مقابلہ میں پہچاننا زیادہ مشکل ہے گرچہ وہ ایمان کے لحاظ سے بہتر مسلمان ہیں کیونکہ شرم وحیا ایمان کی پہچان ہے۔ ان ہی سب وجھوں سے صدقہ وصولنے کے لئے باصلاحیت عامل مقرر کرنا ضروری ہے جو قرآن اور حدیث کی روشنی میں منافق سے زکوٰۃ کی رقم نہیں قبول کریں گے اور جو ایسے فقرأ اور مساکین کی فہرست تیار کریں گے جو ایمان والے ہیں اور جو زکوٰۃ پانے کے مستحق ہیں۔ ان فہرستوں کے مطابق ہی صحیح طور پر قرآن کریم اور حدیث کے احکام کے مطابق زکوٰۃ کی تقسیم کی جاسکتی ہے۔

یہاں یہ بتایا جارہا ہے کہ یہ فقرأ اور مساکین کون ہیں جو زکوٰۃ پانے کے مستحق ہیں۔

فقراء:- فقرأ سے مراد صرف وہ فقرأ ہیں جو اہل ایمان ہیں لیکن وہ غریب اور مفلس ہیں۔ عربی زبان میں فقیر لفظ غنی کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے اس لحاظ سے وہ تمام غریب لوگ اس میں آجاتے ہیں جو غنی نہیں ہیں یعنی جس کے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ فقرأ وہی ہیں جو صاحب نصاب نہیں ہیں اور منافق نہیں ہیں۔ یعنی جو غنی نہیں ہیں لیکن اہل ایمان ہیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حدیثوں کا مطالعہ کریں۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ ”زکوٰۃ حلال نہیں غنی (مال دار) کو اور توانا اور تندرست کو (جامع ترمذی۔ سنن ابوداؤد۔ سنن دارمی)

اسی سلسلہ میں دوسری حدیث ہے:-

(ترجمہ) ”عبیداللہ بن عدی بن الخیار تابعی نقل کرتے ہیں کہ مجھے دو آدمیوں نے

Marfat.com

بتایا کہ وہ دونوں حجتہ الوداع میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ اس وقت زکوٰۃ کے اموال تقسیم فرمارہے تھے۔ ہم دونوں نے بھی اس میں سے کچھ مانگا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نظر اُٹھا کر ہمیں اُوپر سے نیچے تک دیکھا تو آپ نے ہم کو تندرست اور توانا محسوس کیا۔ پھر فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہیں دے دوں (مگر سمجھ لو کہ) ان اموال میں مال داروں کا اور ایسے تندرست لوگوں کا حصہ نہیں ہے جو اپنی معاش کمانے کے قابل ہوں۔ (سنن ابوداؤد۔ سنن نسائی)

تشریح:- مندرجہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ غنی سے مراد وہ آدمی ہے جس کے پاس کھانے اور کپڑے جیسی ضروریات کے لئے کچھ سامان موجود ہو اور فی الحال ضرورت نہ ہو ایسے آدمی کو اگر وہ مالک نصاب نہیں ہے تو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اور زکوٰۃ گرچہ ادا ہو جائے گی لیکن خود زکوٰۃ لینے والے آدمی کو زکوٰۃ لینے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اسی طرح تندرست اور توانا آدمی کو اور جو محنت کر کے روزی کما سکتا ہے اس کو بھی زکوٰۃ لینے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ عام طور پر اسی ضابطہ کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ لیکن خاص حالات میں ایسے لوگوں کو بھی زکوٰۃ لینے کی گنجائش ہے۔ اسی لئے حضرت عبیداللہ بن عدی والی حدیث میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان دونوں صاحبوں کو یہ بھی فرمایا کہ اگر تم لینا چاہو تو میں دے دوں گا۔

مساکین:- مساکین اہل ایمان کا وہ طبقہ ہے جو حاجت مند ہے اور جن کے پاس اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے کچھ نہ ہو اور بالکل خالی ہاتھ ہوں۔

مسکین کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل حدیث ملاحظہ کریں:-

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اصلی مسکین جس کو صدقہ سے مدد کرنی چاہئے وہ آدمی نہیں جو مانگنے کے لئے لوگوں کے پاس آتا جاتا ہے یعنی در در پھرتا ہے اور سائلانہ چکر لگا دیتا ہے اور ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں (جب اس کے ہاتھ پر رکھ دی جاتی

Marfat.com

ہیں) تو لے کر واپس لوٹ جاتا ہے۔ بلکہ اصل مسکین وہ بندہ ہے جس کے پاس اپنی ضرورتیں پوری کرنے کا سامان بھی نہیں ہے اور چونکہ وہ اپنے اس حال کو لوگوں سے چھپاتا ہے اس لئے کسی کو اس کی حاجتمندی کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ صدقہ سے اس کی مدد کی جائے۔ اور نہ وہ چل پھر کر لوگوں سے سوال کرتا ہے۔ (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے حقداروں میں فقرأ کے علاوہ مساکین کا ذکر سورہ توبہ کی آیت ۶۰ میں الگ سے کیا ہے کیونکہ مساکین کو فقرأ میں شامل کر کے اگر حقدار بنایا جاتا تو مسکین کی اہمیت کم ہو جاتی۔ چونکہ شرم و حیا کی وجہ سے مساکین ہر جگہ ہاتھ نہیں پھیلاتے ہیں اس لئے ان کو پہچاننا مشکل ہوتا اور اس کی حق تلفی ہو جاتی لہٰذا زکوٰۃ کے جس قدر وہ مستحق تھے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے گروہ کا ذکر مساکین کے نام سے الگ کیا گیا ہے۔

قبل بتایا جا چکا ہے کہ صاحب نصاب مسلمان جب خود ہی زکوٰۃ کی رقم تقسیم کرتے ہیں تو ان کو دو طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اوّل یہ کہ ان کو پہچاننا پڑتا ہے کہ زکوٰۃ کے جو مستحق ہیں ان میں کون منافق ہیں اور کون مسلمان۔ اور کون مساکین؟ ان سب مشکلات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ میں عامل کا عہدہ مقرر فرمایا ہے جن کا مشاہرہ یا وظیفہ زکوٰۃ ہی کی رقم سے دیا جائے گا۔ عامل فقرأ کی فہرست الگ تیار کریں گے اور مساکین کی الگ اور دونوں فہرستوں کو امیر المومنین کے پاس بھیج دیں گے۔

۲۳ منافق زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہیں

سورۂ توبہ کی مندرجہ بالا آیت ۶۰ میں صدقات کی رقم تقسیم کرنے کا حکم زکوٰۃ کے آٹھ مستحق لوگوں کے درمیان آیا ہے اس میں منافقوں کا حق نہیں ہے۔ بلکہ تقسیم کے وقت جن مستحقین کا رویہ منافقانہ ہوگا ان کو زکوٰۃ کی رقم نہیں دینی چاہیے۔

Marfat.com

اس کی تشریح آیت ۶۰ کے قبل والی سورۂ توبہ کی آیت ۵۸ اور آیت: ۵۹ کو پڑھنے سے ہو جاتی ہے جن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافقین وہ بھی ہیں جو صدقات کے معاملے میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بدنام کرتے ہیں اور صدقات میں سے اگر ان کو دیا جاتا ہے تو ان کو تشفی ہو جاتی ہے اور اگر نہیں دیا جاتا ہے تو غصہ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو دیا ہے اس سے ان کو تشفی ہو جاتی (یعنی دینے اور نہیں دینے دونوں حالتوں میں وہ خوش رہتے) تو کہتے کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور اللہ ہی اپنی نعمت سے ہمیں نواز ے گا اور رسول بھی......

اس کے بعد آیت ۶۰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صدقات تو صرف (۱) فقراً (۲) مساکین (۳) عاملین (۴) مؤالفتہ القلوب (۵) فی الرقاب (۶) الغارمین یعنی قرض دار (۷) فی سبیل اللہ (۸) ابن السبیل (مسافر) کے لئے ہیں۔

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف کی تشریح

زکوٰۃ کے مندرجہ بالا آٹھ مصارف کی مختصر تشریح یہاں دی جارہی ہے:-

(۱) فقراً (Poor) یعنی عام غریب اور مفلس لوگ جو تنگ دستی میں گزر بسر کرتے ہیں اور جن کو ضرورت کے لئے مال کافی نہ ہو۔ فقراً میں وہ تمام لوگ آجاتے ہیں جن کے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ فقراً کی تفصیل پہلے بھی بتائی جاچکی ہے۔

(۲) مساکین (Needy) یعنی وہ حاجتمند ہیں جن کے پاس اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے کچھ نہ ہو اور بالکل خالی ہاتھ ہوں۔ ایسے لوگ بھی جو کمانے کی طاقت رکھتے ہیں لیکن ان کو روزگار نہیں ملتا ہو اس میں شامل ہیں۔ اس کی تفصیل پہلے بھی بتائی جاچکی ہے۔

Marfat.com

(۳) عاملین (Collector of alms) یعنی زکوٰۃ کی تحصیل وصول کرنے والا عملہ۔ ان کو زکوٰۃ کی مد سے تنخواہ دی جاتی ہے گرچہ وہ صاحب نصاب اور دولت مند کیوں نہ ہوں۔

(۴) مؤلفتہ القلوب (Persons whase hearts are to be reconciled) ایسے لوگ جن کی تالیف قلب اور دلجوئی ضروری ہے۔ جو غیر مسلم اسلام میں داخل ہوا ہو اس کو اس مد سے دل خوش کرنے کے لئے دیا جا سکتا ہے گرچہ وہ مال دار ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے علاوہ اسلام کی حمایت کے لئے اسلام کی مخالفت سے روکنے کے لئے روپیہ دینے کی ضرورت پیش آئے تو زکوٰۃ کی مد سے دیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی نو مسلم مسلمان ہو جانے کی وجہ سے بے روزگار یا تباہ حال ہو گیا ہو تو زکوٰۃ کی مد سے مدد کی جا سکتی ہے گرچہ وہ مال دار ہی کیوں نہ ہو پھر بھی اس مد سے اس کی دلجوئی کی جا سکتی ہے۔

(۵) فی الرقاب (To free the captives) یعنی غلاموں اور باندیوں کو غلامی کے بندسے آزاد کرانے کے لئے اس مد سے خرچ کیا جا سکتا ہے۔ آج کل غلامی کا رواج نہیں ہے اس لئے ایسے ایمان والے جو جرمانہ ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے قید بھگت رہے ہیں ان کو اس مد سے مدد کی جا سکتی ہے۔

(۶) الغارمین (To free the debtors) ایسے قرض دار جن پر قرض کا اتنا بوجھ ہو کہ اسے ادا کرنے کے بعد اس کے پاس مقدار نصاب سے کم مال بچتا ہو اس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ سودی قرض سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ قرض دار کو زکوٰۃ سے مدد دی جائے۔ چونکہ قرآن کریم میں فضول خرچی منع ہے اس لئے یہ دیکھنا ہوگا کہ قرض دار نے فضول خرچی کی ہے یا نہیں۔

(۷) فی سبیل اللہ (For the cause of Allah) گرچہ یہ ایک ایسی اصطلاح ہے جو تمام نیک کاموں کے لئے استعمال ہوتی ہے لیکن خاص طور پر

Marfat.com

اس سے مراد دین کی نصرت اور حفاظت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زکوٰۃ لینا کسی مالدار کے لئے جائز نہیں لیکن اگر مالدار آدمی جہاد کے لئے مدد کا حاجت مند ہو تو جہاد کے غیر معمولی مصارف کے لئے اُس کو زکوٰۃ دینی چاہیئے۔

رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صاحب نصاب دولت مندوں کو زکوٰۃ دینا منع ہے۔ سوائے پانچ قسم کے لوگوں کے (۱) اوّل وہ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے (۲) عامل جو زکوٰۃ وصولتے ہیں (۳) قرض دار (۴) وہ شخص جو غلامی سے آزاد ہونا چاہتے ہوں (۵) وہ شخص جس کے پڑوس میں غریب ہوں ان کو زکوٰۃ دینے کے لئے۔

(۸) ابن السبیل (For the wayfarer) اس سے مراد وہ مسافر ہیں جنہیں مسافرت میں ہونے کی وجہ سے مدد کی ضرورت ہو۔ ان کو زکوٰۃ کی مد سے مدد کرنی چاہیئے۔ خواہ وہ اپنے گھر میں غنی ہی ہوں۔

زکوٰۃ کے مستحقین کو مندرجہ ذیل طریقوں سے بھی بیت المال کے ذریعہ مدد دی جاسکتی ہے۔

(الف) فقرا اور مساکین کے درمیان بے روزگاری دور کرنے کے لئے مختلف قسم کے کارخانے قائم کئے جاسکتے ہیں۔

(ب) فقرا اور مساکین کی لڑکیوں اور لڑکوں کی تعلیم کے لئے دینی مدرسے، تکنیکی اسکول اور کالج قائم کر ان کو مفت تعلیم دی جاسکتی ہے کیونکہ اسلام میں تعلیم حاصل کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔

(ج) مسافروں کو سفر میں سہولت پہنچانے کے لئے مسافر خانے قائم کئے جاسکتے ہیں جن میں بیت المال کے عامل وغیرہ بھی سفر میں قیام کر سکتے ہیں۔

(د) دین کی تبلیغ، نصرت، حفاظت اور فی سبیل اللہ جدوجہد کرنے کے لئے بھی اجتماعی ادارے قائم کئے جاسکتے ہیں

Marfat.com

۲۴. مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ کا حق

یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ کا حق ہے۔ مندرجہ بالا زکوٰۃ کے آٹھ حق داروں کے علاوہ بھی ایمان والوں کے مال پر اللہ کا حق ہے۔اس سلسلہ میں ترمذی اورابن ماجہ کی حدیث ہے :-

(ترجمہ) فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ کا حق ہے۔ پھر آپ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

(ترجمہ) اصلی نیکی اور بھلائی یہ نہیں کہ تم مشرق کی طرف اپنا رُخ کرو یا مغرب کی طرف بلکہ اصل نیکی کی راہ بس اُن لوگوں کی ہے جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور ملائکہ پر اور اللہ کی کتابوں اور اس کے نبیوں پر اور جنہوں نے مال کی محبت کے باوجود اس کو خرچ کیا قرابت داروں پر، یتیموں اور مسکینوں پر اور مسافروں اور سائلوں پر اور غلاموں کو آزادی دلانے میں اور اچھی طرح قائم کی انہوں نے نماز اور ادا کی زکوٰۃ۔(سورۂ بقرہ آیت: ۱۷۷)

مندرجہ بالا حدیث کا مقصد یہ ہے کہ کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہئے کہ مقررہ زکوٰۃ (یعنی فاضل سرمایہ کا چالیسواں حصہ) ادا کر دینے کے بعد آدمی پر اللہ کا کوئی مالی حق باقی نہیں رہا اور وہ اس کے متعلق ہر قسم کی ذمہ داریوں سے بالکل سبکدوش ہو گیا بلکہ خاص حالات میں زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد بھی ضرورت مند بندوں کی مدد کی ذمہ داری دولت مند بندوں پر باقی رہتی ہے۔اور اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے وہ کھلے اور پوشیدہ دونوں طرح سے خرچ کر سکتے ہیں۔مثلاً ایک دولت مند آدمی حساب کے مطابق پوری زکوٰۃ ادا کر چکا ہے اس کے بعد معلوم ہوا کہ اس کا ایک قریبی رشتہ دار سخت محتاجی کی حالت میں ہے۔اس کا ایک پڑوسی

Marfat.com

فاقے سے ہے یا ایک مسافر کو اس کی مدد کی سخت ضرورت ہے تو ایسی حالت میں ان محتاجوں کی امداد اس پر واجب ہوگی اور یہ امداد وہ کھلے اور پوشیدہ دونوں طریقوں سے کر سکتے ہیں۔

اللہ کی راہ میں جس قسم کا مال بھی خرچ کیا جاتا ہے اس کو صدقات کہتے ہیں جس میں زکوٰۃ بھی شامل ہے۔ صدقات قرآن کریم کی ایک خاص اصطلاح ہے جو وسیع معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ ایک مخصوص معنی میں استعمال ہوتی ہے جو مال کے سال بھر پورا ہونے پر اس کا چالیسواں حصہ صدقہ کیا جاتا ہے۔ اس میں خمس، عشر بھی شامل ہے اس کی تفصیل آگے ''صدقہ کی قسمیں'' کے عنوان سے جو مضمون ہے اس میں بیان کی جائے گی۔

۲۵. زکوٰۃ وصولنے کے لئے محکمۂ صدقات یا ادارہ صدقات قائم کرنا ضروری ہے

زکوٰۃ کا اجتماعی نظام:- رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں اور آپ کے بعد خلفاء راشدین کے عہد میں بھی تمام زکوٰۃ کی رقم حکومت اسلامی کے عامل اجتماعی طور پر وصول کر کے بیت المال میں جمع کرتے تھے اور حکومت کی طرف سے وصولی ہوئی رقم کو ضابطہ کے مطابق تقسیم کیا جاتا تھا۔ خلفاء راشدین کے بعد زکوٰۃ کا اجتماعی نظام بگڑنے لگا اور آج یہ حالت ہے کہ بہت سی مسلم حکومتوں میں بھی وہ نظام باقی نہیں ہے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور خلفاء راشدین کے زمانے میں رائج تھا۔ اور جہاں اسلامی حکومتیں نہیں ہیں وہاں تو زکوٰۃ کا کوئی نظام ہی نہیں ہے جس کے متعلق قبل بتایا جا چکا ہے۔

ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں اسلامی حکومت نہیں ہے اس لئے یہاں زکوٰۃ وصول کرنے اور وصولی ہوئی رقم کو تقسیم کرنے کے لئے ادارہ زکوٰۃ وصدقات

Marfat.com

قائم کرنا ضروری ہے جو براہِ راست ایک امیر المومنین کے ماتحت کام کرے گا اور امیر المومنین مجلس شوریٰ کے مشورہ سے کام کریں گے بشرطِ کہ امیر المومنین یا مجلس شوریٰ کے ارکان منافق نہ ہوں۔ آج اسلامی حکومتوں کی اکثریت ایسی ہی ہے جہاں منافقیں حاوی ہیں اس لئے ان ممالک میں زکوٰۃ کی رقم منافقین سے بھی قبول کی جاتی ہے جب کہ سورۂ توبہ کی آیت ۵۳ اور ۵۴ میں صاف حکم ہے کہ منافقین سے زکوٰۃ قبول نہیں کی جائے گی۔ اس کے علاوہ ان ممالک میں ایمان والوں سے وصولی گئی صدقہ زکوٰۃ کی رقم منافقوں کے درمیان تقسیم کی جاتی ہے جس کی اجازت قرآن کریم نہیں دیتا ہے کیوں کہ منافقین اسلام کے دشمن ہیں۔ دشمن کو مالی مدد دے کر مضبوط بنانا عقلمندی نہیں ہے خصوصاً اس مال سے مدد کرنا جو صرف ایمان والوں سے وصول کیا گیا ہو۔ اگر انسانی ہمدردی میں مدد کرنا کہیں پر ضروری معلوم ہو تو شریعت کے دائرہ ہی میں مدد کی جاسکتی ہے۔

اتنا ہی نہیں کہ زکوٰۃ کی رقم کو بے دریغ منافقوں پر خرچ کیا جاتا ہے اور سورۂ توبہ کی آیت: ۶۰ میں جن لوگوں کے درمیان خرچ کرنے کا حکم ہے ان کو نہیں دیا جاتا ہے بلکہ بہت سی اسلامی حکومتیں ایسی ہیں جو بین الاقوامی مالی ادارے جیسے ورلڈ بینک (World Bank) اور انٹرنیشنل مونیٹری فنڈ (International Monetary Fund) سے سود پر قرض لیتی ہیں اور سودی کاروبار کو فروغ دیتی ہیں حالانکہ زکوٰۃ کا اجتماعی نظام قائم ہو جائے تو نہ سودی قرض کی ضرورت پڑے گی اور نہ سودی کاروبار کو فروغ دینے کے لئے مجبوراً کسی کے پاس جانا ہوگا۔ زکوٰۃ کی وصولی ہوئی رقم کو تقسیم کرنے کے لئے سورۂ توبہ کی آیت: ۶۰ میں جن لوگوں کے درمیان خرچ کرنے کا حکم ہے اُن میں ایک طبقہ اُن لوگوں کا ہے جن کو الغارمین (یعنی قرض دار) کے نام سے قرآن کریم میں بتایا گیا ہے۔ الغارمین (قرض دار) ایمان والوں کا وہ طبقہ ہے جو قرض کے بوجھ سے دبا ہوا ہے اور مالی بدحالی کی وجہ سے وہ تباہ و برباد ہو رہا ہے۔

Marfat.com

بہت سے بدحال کمزور ایمان والے ایسے ہیں جو مجبوراً سودی قرض لے کر کام چلاتے ہیں ۔ غیر مسلم مہاجن مسلمانوں کو قرض دینا نہیں چاہتے ہیں یا جن مسلمانوں سے ان کے اچھے تعلقات ہیں ان کو بھی قرض دینے میں ہچکچاتے ہیں کیونکہ مسلمان سودی قرض لینا نہیں چاہتے ہیں ۔ ایسی حالت میں مسلمان قرض داروں کی بے بسی اور پریشانی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی آیت ۶۰ میں حکم دیا ہے کہ الغارمین یعنی ایمان والے قرض داروں کو زکوٰۃ کی رقم دے کر ان کے قرض کے بوجھ کو ہلکا کیا جائے ۔ سورۂ بقرہ کی آیت : ۲۸۰ میں ہے کہ مقروض کو پریشان نہ کیا جائے بلکہ مہلت دی جائے قرض اگر معاف کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے ۔ اسلام نے سود کو حرام قرار دیا ہے جس کی وجہ سے ایمان والوں کو آسانی سے قرض دینا وہ لوگ پسند نہیں کرتے ہیں جو سودی کاروبار کرتے ہیں اور جو لوگ سودی کاروبار نہیں کرتے ہیں ان میں زیادہ تر ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کو قرض دینے کی مالی صلاحیت نہیں ہوتی ہے ۔ اس لئے قرآن کریم نے اگر سود کو حرام قرار دیا تو قرض دار کی سہولت کے لئے زکوٰۃ کی رقم سے قرض کے بوجھ کو ہلکا کرنے کا انتظام بھی کر دیا ۔ اس لئے سود کا علاج زکوٰۃ کا اجتماعی نظام ہے ۔ زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کو قائم کرنے کے لئے ایک ادارے کا قائم کرنا ضروری ہے جس کا نام ادارۂ صدقات رکھا جائے گا ۔ اسلامی بیت المال اسی ادارۂ صدقات کے مختلف محکموں میں سے ایک محکمہ ہوگا ۔

۲۶. محکمۂ صدقات یا ادارۂ صدقات کا مقصد

ادارہ صدقات کا مقصد اجتماعی طور پر صدقات وزکوٰۃ کی رقم کو وصولنا اور وصولی ہوئی رقم کی تقسیم کا انتظام کرنا ہے ۔ اس ادارہ کا کل کام قرآن کریم اور احادیث کے احکام کے مطابق ہوگا ۔ یہ ادارہ ایک امیر المومنین کے ماتحت کام

Marfat.com

کرے گا جو مجلس شوریٰ کے مشورہ سے سبھی کاموں کو انجام دیں گے۔ چونکہ آج کل مومن اور منافق کی پہچان نہیں رہ گئی ہے یہاں تک کہ بہت سے مسلمان منافقانہ حرکت کرتے رہتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم میں دی گئی منافق کی پہچان کی روشنی میں امیر المومنین سے لیکر سبھی عامل، محتسب، ممبران مجلس شوریٰ وغیرہ اہل ایمان ہوں اور نفاق سے بالکل پاک ہوں۔ اتنا ہی نہیں ادارۂ صدقات کے سبھی عملے اور ارکان کا باصلاحیت، تعلیم یافتہ متقی اور مخلص ہونا ضروری ہے کیونکہ ابتدا میں یہ ادارہ چھوٹی سطح پر کام کرے گا لیکن جیسے جیسے منافقین توبہ استغفار کر کے ایمان والے ہوتے جائیں گے اس کا کام بڑھتا جائے گا اس وقت یہی مخلص اور متقی تعلیم یافتہ عملے کافی تجربہ کار ہو جائیں گے اور منافقوں کو قرآن کی روشنی میں پہچاننے کی صلاحیت بڑھ چکی ہوگی۔ اگر ابتدا میں ایک یا دو منافق بھی اس ادارہ میں داخل ہو جائیں گے تو کل رقم کو کھا پی کر برابر کر دیں گے۔

جب تک کہ ادارہ میں صدقات کے قائم کرنے کے مقصد کو وہ متقی اور مخلص حضرات اچھی طرح نہیں سمجھ جاتے ہیں جن کو اس کے چلانے کی ذمہ داری دی جائے گی اس وقت تک یہ ادارۂ صدقات کامیابی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔

ادارۂ صدقات کو قائم کرنے کا پہلا مقصد قرآن کریم میں دئے گئے احکام الٰہی کی تعمیل کے لئے زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کا قیام ہوگا۔

دوسرا مقصد یہ ہوگا کہ زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے ذریعہ قرآن کریم اور حدیث کی روشنی میں منافقین کو آسانی سے پہچانا جائے۔ تیسرا مقصد یہ ہوگا کہ زکوٰۃ کا اجتماعی نظام کا قیام مومن کے لئے سودی کاروبار سے نجات کا ذریعہ ہوگا۔ جس کا ذکر سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۶ میں ہے اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو نشو ونما دیتا ہے۔ اوّل اور دوئم مقصدوں کی تفصیل قبل بیان کی گئی ہے اور باقی آئندہ بیان کی

Marfat.com

جائے گی لیکن تیسرے مقصد کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۲۷۔ زکوٰۃ کا اجتماعی نظام سودی کاروبار سے نجات کا ذریعہ ہے

سب سے پہلے زکوٰۃ کا تعلق سود سے کیا ہے؟ اس کو سمجھنا ضروری ہے۔ سود ایک سماجی بیماری ہے جس کی وجہ سے غریب غریب تر ہوتا جاتا ہے اور چند دولت مند اشخاص غریبوں کی گاڑھی کمائی کو چوس کر اپنی دولت کو بڑھاتے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چند دولت مند اشخاص کو چھوڑ کر سماج کے سارے لوگ غریب اور فاقہ کشی کی زندگی گزارتے ہیں۔ اس لئے سود ایک ایسی سماجی اور اقتصادی بیماری ہے جس کا علاج قرآن کریم میں زکوٰۃ بتایا گیا ہے۔ سورۂ الروم کی آیت ۳۹ میں ہے:-

(ترجمہ) ''تم جو سود دیتے ہو اس غرض کے لئے کہ یہ (دوسرے (لوگوں کی دولت کو بڑھائے تو دراصل اللہ کے نزدیک اس سے دولت نہیں بڑھتی البتہ جو زکوٰۃ محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے دو وہ دوگنی اور چوگنی ہوتی چلی جاتی ہے'' اس سورۂ الروم میں زکوٰۃ کا لفظ بیان کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ کا مطلب ہے سال بھر بچے یا رکھے مال پر جو ۲۵-۵۲ تولہ چاندی یا ۷-۷ تولہ سونا یا اس کی قیمت سے کم نہ ہو اس کا چالیسواں حصہ شریعت کے مطابق صدقہ خیرات کرنا زکوٰۃ کہلاتا ہے۔ جہاں زکوٰۃ کا اجتماعی نظام قائم ہو وہاں سورۂ توبہ کی آیت ٦٠ کے مطابق بیت المال سے زکوٰۃ کی رقم ان قرضداروں (الغارمین) کو دی جائے گی جن لوگوں پر ایسا کوئی مالی بار آپڑا ہو جس کو اُٹھانے کی ان میں طاقت نہ ہو مثلاً اپنی مالی حیثیت سے زیادہ قرض کا بوجھ یا کوئی دوسرا مالی تاوان اگر ہو تو زکوٰۃ کی رقم دے کر بوجھ ہلکا کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سورۂ بقرہ کی آیت ۲۸۰ کے مطابق اگر قرضدار تنگ دست ہو تو اسے خوشحال ہونے تک مہلت دینے کا حکم ہے اور یہ بھی حکم ہے کہ صدقہ کے طور پر قرض معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے

Marfat.com

اتنی سہولت ملنے کے باوجود بھی اہل ایمان قرضدار اگر زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کو قائم کر اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتے ہیں اور سودی قرض لے کر خود کو مہاجنوں سے تباہ و برباد کراتے رہتے ہیں تو اس میں کس کا قصور ہے؟ زکوٰۃ کے مقابلہ میں جہاں تک سودی نظام کا تعلق ہے اس کے متعلق سورۂ البقرہ کی آیت ۲۷۵، ۲۷۶ اور ۲۷۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-

(ترجمہ) ''جو لوگ سود کھاتے ہیں (قیامت کے دن) اس طرح بدحواس اُٹھیں گے جیسے کسی کو شیطان نے (اپنی) چپیٹ سے پاگل کر دیا ہو۔ یہ اُن کے اس کہنے کی سزا ہے کہ جیسا سود ایسے بیچنے کا معاملہ ہے ویسا ہی سود کا معاملہ ہے۔ حالانکہ بیچنے (تجارت) کو تو اللہ نے حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام۔ تو جسکے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت پہنچی اور اس نے (سود کھانا) چھوڑ دیا تو جو (سود) پہلے (لے چکے ہیں) وہ اس کا ہوا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے۔ اور جو پھر وہی کام کرے گا تو ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں اور ہمیشہ دوزخ ہی میں پڑے رہیں گے۔

اللہ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کفر کرنے والے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کو ان کے کاموں کا بدلہ ان کے پروردگار کے یہاں سے ملے گا۔ اور ان کو نہ ڈر ہوگا نہ غمگین ہوں گے۔''

مندرجہ بالا آیتوں میں یہ کہا گیا ہے کہ سود بھی دوسرے روزگاروں کی طرح ایک تجارت ہے وہ بالکل غلط ہے۔ روزگار اور تجارت میں نفع اور نقصان دونوں ہیں لیکن سود میں نفع ہی نفع ہے۔ سود لینے والا ضرورت مند کی مجبوری اور مصیبت کا فائدہ اُٹھاتا ہے۔ وہ دولت کے پیچھے محبت، ہمدردی اور نرمی جیسے انسانی جذبات سے خالی ہو کر شیطان کے راستہ پر چلتا ہے۔ اس لئے سود خوری تجارت یا روزگار نہیں بلکہ مصیبت زدہ، مجبور اور بے بس لوگوں کو لوٹنے کا ایک ذریعہ ہے۔

Marfat.com

اگر کسی کے پاس روپیہ پیسہ اپنی ضرورت سے زیادہ ہے اور دوسروں کو ضرورت پڑنے پر اگر صدقہ خیرات نہیں کر سکتا ہو تو بغیر سود کا قرض تو دینا ہی چاہئے۔

زکوٰۃ کا جتماعی نظام قائم ہونے سے صرف ایمان والوں ہی کو فائدہ نہیں ہوگا بلکہ غیر مسلم حضرات بھی اس سے کافی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ اگر زکوٰۃ کی رقم غیر مسلموں کو نہیں دی جا سکتی ہے تو بے غیر سود کے قرض کا لین دین نجی طور پر تو کیا ہی جا سکتا ہے۔ اسکے علاوہ سود کی شرح کو گھٹانے اور بڑھانے کی وجہ سے جو روزانہ کی ضروری اشیا کی قیمتوں میں کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے اس سے بھی لوگوں کو نجات مل جائے گی۔

۲۸. اللہ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے

اوپر بتایا جا چکا ہے کہ سود تجارت نہیں ہے بلکہ ضرورت مند کی مجبوری، بے بسی اور مصیبت کا فائدہ اُٹھا کر دولت مند لوگوں کے ذریعہ بغیر محنت کئے دولت جمع کرنے کا آسان طریقہ ہے اس لئے سورۂ البقرہ کی آیت: ۲۷۶ میں اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ ''اللہ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے''۔ حقیقت یہ ہے کہ صدقات کو بڑھانے اور نشو ونما دینے ہی سے سود مٹ جاتا ہے کیونکہ ضرورتمند کو صدقہ کی رقم قرض کی شکل میں ملے یا قرض کی معافی کی شکل میں ملے یا کسی دوسری طرح سے ملے بہر حال اس کو سود سے نجات مل جاتی ہے۔ گرچہ بظاہر ہر سود سے دولت بڑھتی نظر آتی ہے اور صدقات سے گھٹتی ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن اس سلسلہ میں قرآن کے احکام کو غور سے مطالعہ کرنے سے یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے۔ صدقات کو بڑھانے اور نشو ونما دینے کے لئے قرآن کریم میں جو احکام ہیں اس پر آج ساری دنیا میں کہیں بھی صحیح طور پر عمل نہیں ہو رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ساری اسلامی اور غیر اسلامی دنیا سود کے چنگل میں

Marfat.com

پھنسی ہوئی ہے اور بیت المال کے اسلامی نظام کی جگہوں پر بغیر سود کے بینک بھی کھولے گئے ہیں لیکن اس دنیا کا سودی کاروبار ختم نہیں ہو سکتا اور نہ مسلمانوں کو اس سے زیادہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ ساری دنیا کے سودی کاروبار کو اس وقت تک مٹایا نہیں جا سکتا اور مسلمانوں کو سود سے اس وقت تک نجات نہیں مل سکتی جب تک کہ صدقات کے اجتماعی نظام کو بڑھا کر بیت المال کا سلامی نظام مستحکم نہیں کیا جاتا ہے۔

بیت المال کا اسلامی نظام وہی ہے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قائم کیا تھا اور جو خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی قائم تھا۔

اس کے علاوہ مندرجہ بالا سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۶ کے بعد والی آیت ۲۷۷ میں اللہ تعالیٰ نیک عمل کرنے والے اہل ایمان سے وعدہ کرتا ہے کہ جو لوگ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے ان پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ آیت ۲۷۷ کا ترجمہ ملاحظہ کریں۔

(ترجمہ) ''جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اُن کا اجر بے شک ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم''۔ چنانچہ سب سے بڑا فائدہ اہل ایمان کو نماز اور زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کو قائم کرنے سے (جس کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قائم کیا تھا) یہ ہوگا کہ وہ ہر طرح کے خوف اور غم سے بری ہو جائیں گے جس میں سودی قرض کا غم بھی شامل ہے۔

۲۹. بیت المال کا اسلامی نظام

بیت المال کے اسلامی نظام کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا حصہ بیت المال کے اس محکمہ سے تعلق رکھتا ہے جو صدقات کی رقم وصول کرنے کے لئے قائم کیا جاتا ہے اور دوسرا حصہ اس محکمہ سے تعلق رکھتا ہے جو وصولی ہوئی رقم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔

Marfat.com

دونوں محکموں کے متعلق قبل مختصر طور پر بیان کیا جا چکا ہے لیکن یہاں تفصیل سے صرف یہ بتایا جارہا ہے کہ بیت المال کا اسلامی نظام کس طرح صدقات کو بڑھا کر اس کے ذریعہ سود کو مٹاتا ہے۔ قبل یہ بتایا جا چکا ہے کہ سورۂ الروم کی آیت: ۳۹ میں ہے کہ

(ترجمہ) ''تم جو سود دیتے ہو اس غرض کے لئے کہ یہ (دوسرے) لوگوں کی دولت کو بڑھائے تو دراصل اللہ کے نزدیک اس سے دولت نہیں بڑھتی ہے البتہ چلی جاتی ہے''۔ اس آیت میں سود کا مقابلہ زکوٰۃ سے کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ سود کی رقم (یعنی اپنی محنت کی کمائی کی رقم سود کے طور پر) جو تم دوسرے کی دولت بڑھانے کے لئے دیتے ہو اس سے دولت نہیں بڑھتی بلکہ زکوٰۃ کی رقم (یعنی اپنی محنت کی کمائی کی رقم زکوٰۃ کے طور پر) جو محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے دیتے ہو وہ دوگنی چوگنی بڑھتی ہے کیونکہ زکوٰۃ کی رقم بیت المال کے ذریعہ فقراء، مساکین، مقروض لوگوں، غلاموں اور باندیوں، مسافروں وغیرہ کو مالی مدد دے کر پورے سماج کی اقتصادی حالت سدھاری جاتی ہے اگر کسی وجہ سے زکوٰۃ دینے والے کی اقتصادی حالت کبھی خراب ہوگئی یہاں تک کہ نصاب سے کم مال اس کے پاس بچ گیا تو وہ بھی بیت المال سے مدد حاصل کرنے کا حقدار ہوجاتا ہے کیونکہ قرضدار کی بدحالی کی وجہ سے زکوٰۃ دینے والا اس پر اس وقت تک قرض واپس کرنے کے لئے دباؤ نہیں ڈال سکتا ہے جب تک کہ وہ قرض واپس کرنے کے لائق نہیں ہو جاتا ہے۔

اس طرح سماج کا ہر فرد زکوٰۃ کی رقم سے مستفید ہوتا رہتا ہے اور غربت کی سطح سے اوپر اُٹھتا رہتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں سود کی رقم صرف ایک مہاجن کو دینے سے سماج کا ہر فرد غربت کی سطح سے بھی نیچے چلا جاتا ہے اور سودی چنگل میں ایک بار پھنس جانے سے وہ اقتصادی بربادی کی طرف چلا جاتا ہے۔ سود کے ذریعہ

Marfat.com

ایک فرد کو ضرورت سے زیادہ دولت جمع کرنے کا موقع دیا جاتا ہے تاکہ وہ بغیر محنت کی کمائی کی رقم سے عیش و عشرت کی زندگی گزارے اور سماج کے باقی سبھی افراد کو غریب سے غریب تر بنا کر مفلسی اور فاقہ کشی کی زندگی گزارنے کے لئے مجبور کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سودی کاروبار کو مٹانے کے لئے زکوٰۃ کی رقم زیادہ سے زیادہ اسلامی بیت المال میں جمع کر کے زکوٰۃ کی رقم سے سماج کا ہر فرد فائدہ اُٹھائے خصوصاً قرض دار لوگوں کے قرض کے بوجھ کو ہلکا کر دیا جائے۔

چونکہ بوقت ضرورت ہر مسلمان کو بیت المال سے مدد لینے کا حق حاصل ہوگا اس لئے مستقبل میں ان کو نہ تو اپنے لئے بینک میں دولت جمع کرنے کی فکر رہے گی اور نہ اپنی اولاد کے لئے بیمہ کمپنی میں جا کر بیمہ کرانے کی ضرورت ہوگی۔

ادارۂ صدقات کے سبھی اہم کام مشورے سے کئے جائیں گے اور اسلامی بیت المال ادارۂ صدقات کے مختلف محکموں میں سے ایک محکمہ ہوگا اس لئے اس کے بھی سبھی اہم کام مشورے سے ہی کئے جائیں گے جس میں اتفاق رائے کا ہونا ضروری ہے کیونکہ صحیح ترمذی کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ میری امّت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

۳۰. اسلامی بیت المال بھی سود کا علاج ہے۔

زکوٰۃ کا اجتماعی نظام قائم کرنے کے لئے بیت المال قائم کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ بیت المال ہی کے ذریعہ ساری دنیا سے سود یا سودی کاروبار کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح سورۂ توبہ کی آیت: ۶۰ کے مطابق ساری دنیا کے فقراء اور مساکین کی اقتصادی حالت سدھارنے، غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرانے، جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ کفر و الحاد کو مٹانے اور مسافروں کی مدد کر کے اسلام پھیلانے کا اسلامی پروگرام ہے اسی طرح اسی سورۂ توبہ کی آیت: ۶۰ کے مطابق

Marfat.com

قرض دار (الغارمین) پر بیت المال سے زکوٰۃ کی رقم خرچ کر کے ساری دنیا سے سودی کاروبار کو ختم کرنے کا اسلامی پروگرام ہے جو قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیتوں سے بھی ظاہر ہے۔

سورۂ بقرہ کی آیت: ۲۸۰ میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ''اگر قرض دار تنگ دست ہو تو اُسے خوشحال ہونے تک مہلت دو'' اور یہ بھی حکم ہے کہ ''صدقہ کے طور پر قرض کو معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے اگر تم اس کا فائدہ جانو''۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی پابندی قرض دینے والا اس وقت تک کرتا رہے گا جب تک اس کی اپنی اقتصادی حالت اچھی رہے گی۔ اگر وہ قرضدار کی خوشحالی کا انتظار کرتا رہا اور اس کو مہلت دیتا رہا اسی دوران اس کی اپنی اقتصادی حالت یہاں تک خراب ہوگئی کہ نصاب سے بھی کم مال اس کے پاس رہ گیا تو وہ کیا کرے گا؟ کیا وہ سورۂ بقرہ کی آیت: ۲۸۰ میں دئے گئے احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرے گا اور قرض دار پر ظلم اور دباؤ دے کر اپنے قرض کی رقم واپس لے گا جس طرح سودی قرض دینے والے مہاجن قرض داروں پر دباؤ دیتے اور ظلم کرتے ہیں؟ ایک مومن ہرگز ایسا سلوک قرضدار کے ساتھ نہیں کرسکتا ہے جیسا ایک مہاجن سودی قرض وصولنے کے لئے کرتا ہے۔ کیونکہ اس کو تو یہ حکم ہے کہ قرض دار کو مہلت دو اور قرض کی رقم صدقہ کر دینا اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ ایسی حالت میں قرض دینے والا یا قرضدار مومن (دونوں میں سے کوئی) بیت المال کی طرف رجوع کرے گا جہاں سے زکوٰۃ کی رقم قرض دار کو دے کر اس کو قرض سے سبکدوش کر دیا جائے گا جس کا ذکر سورۂ توبہ کی آیت: ۶۰ میں ہے کہ قرض دار (الغارمین) کو صدقہ کی رقم دی جائے گی۔ اس طرح قرض دینے والے اور قرض لینے والے اطمینان سے ایک دوسرے کو بغیر سود کا قرض دیتے اور لیتے رہیں گے۔ پہلے جو قرض لینے والے سود کی رقم مہاجن کو دیتے تھے اس مین دونوں طرح کے قرض دار لوگ تھے یعنی نصاب سے زیادہ مالیت

Marfat.com

والے اور نصاب سے کم مالیت والے لیکن زکوٰۃ کا دینا صرف نصاب سے زیادہ مالیت والوں پر فرض کیا گیا اور نصاب سے کم مالیت والوں کو زکوٰۃ کی رقم بیت المال سے یا انفرادی طور پر لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس طرح زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے ذریعہ دولت مندوں کے پاس جو ضرورت سے زیادہ دولت ہے وہ بغیر کسی ظلم اور دباؤ کے فقراء، مساکین، مقروض، مسافر، غلاموں وغیرہ کے درمیان تقسیم ہو جاتی ہے اور سود سے بھی نجات مل جاتی ہے۔ اس لئے ہر مسلم اور مومن کے لئے جو صاحب نصاب ہیں فرض ہے کہ بیت المال میں صدقہ (زکوٰۃ، عشر، خمس وغیرہ) کی رقم زیادہ سے زیادہ جمع کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل کریں اور قرض دار کو چاہیے کہ قرض دینے والے کو سود کی جگہ بیت المال کے ذریعہ زکوٰۃ کی رقم دے کر قرض سے بھی سبکدوش ہو جائیں اور ہمیشہ کے لئے سود سے بھی نجات حاصل کر لیں۔ یہی مفہوم ظاہر ہوتا ہے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۶ کا کہ ''اللہ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ اور یہی مطلب اس اصطلاح کا ہے کہ اسلامی بیت المال سود کا علاج ہے۔

اوپر بتایا گیا ہے کہ ہر مسلم اور مومن کے لئے جو صاحب نصاب ہیں ان پر فرض ہے کہ وہ بیت المال میں صدقہ (زکوٰۃ، عشر و خمس وغیرہ) کی رقم زیادہ سے زیادہ جمع کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل کریں۔ ایسا کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ یہی طریقہ یا سسٹم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہد میں رائج تھا اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سورۂ توبہ کی آیت: ۶۰ کے مطابق تمام اسلامی علاقوں میں عالموں کو مقرر کر کے ان کے ذریعہ سبھی صاحب نصاب مسلموں اور مومنوں سے صدقات کی رقم وصول کرا کر بیت المال میں جمع کراتے تھے۔ یہی طریقہ تمام خلفاء راشدین کے زمانے میں بھی رائج تھا اور اسی طریقہ کو رائج اور قائم رکھنے کے لئے خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں منافقین اور مرتدین

Marfat.com

کے خلاف جنگیں ہوئیں جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا اور اس جہاد میں بہت سے صحابیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوئے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ گر چہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ کی آیت: ۶۰ کے مطابق کھلے طور پر عامل کے ذریعہ صدقات کی رقم وصول کر مخصوص مدوں پر تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے لیکن سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (نیکی یہ ہے) کہ ''اللہ کی محبت میں اپنی دل پسند دولت رشتہ داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیئے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے''۔

صدقات کے متعلق جو سورہ توبہ کی آیت: ۱۶۰ اور سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۷ میں فرق ہے اس کو سمجھنا بہت ضروری ہے تا کہ ان دونوں آیتوں میں دیے گئے احکام الٰہی پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

پہلا فرق یہ ہے کہ سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ میں اللہ تعالیٰ مصارف زکوٰۃ کی آٹھ قسموں کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ فرض ہیں لیکن سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی یہ ہے کہ اللہ کی محبت میں اپنی دل پسند دولت کو رشتہ راروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں وغیرہ پر خرچ کرے۔ یہ فرض نہیں ہے بلکہ اللہ کی محبت میں مصارف زکوٰۃ کی آٹھ قسموں کے علاوہ خرچ کرنے کا حکم ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ کے سلسلہ میں حکم ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے فرض قرار دے کر اس کو وصولنے کا حکم اسی سورۂ توبہ کی آیت: ۱۰۳ میں ہے:-

(ترجمہ) ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ وصول کر کے ان کو پاک اور ان کے نفوس کا تزکیہ کر دو۔

Marfat.com

وصول کرنے کا یہ حکم سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۷ پر لاگو نہیں ہوتا ہے بلکہ اللہ کی محبت میں خرچ کرنے والے چاہیں تو عامل کے ذریعہ یا سیدھے بیت المال میں جمع کر سکتے ہیں یا چاہیں تو پوشیدہ طور پر اپنے رشتہ داروں وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔

سورۃ بقرہ کی آیت ۲۷۱ میں ہے کہ چھپا کر صدقہ دینا زیادہ اچھا ہے۔

(ترجمہ) اگر کھلے طریقہ سے خیرات کرو تو یہ بھی اچھا ہے، لیکن اگر چھپا کر غریب لوگوں کو دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور اس سے تمہارے گناہ دھلتے ہیں۔

چنانچہ اللہ کی محبت میں خرچ کرنے سے گناہ دھلتے ہیں اور زیادہ ثواب ملتا ہے لیکن صدقہ وصولنے سے مال پاک وصاف ہوتا ہے۔ بہرکیف صدقہ کھلے طور پر دینا یا پوشیدہ طور پر، عامل کو دیں یا بیت المال میں دیں یا پوشیدہ طور پر اپنے رشتہ مندوں اور مسکینوں کو دیں، ہر طرح سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) سبھی فقراء اور مساکین کی اقتصادی حالت چند سالوں کے اندر اتنی بہتر ہو جائے گی کہ ان کا ہر کنبہ خود صاحب نصاب ہو جائے گا۔ پیشہ کے طور پر بھیک مانگنا ختم ہو جائے گا۔

(۲) ہر قسم کا صدقہ رائج ہو جانے کی وجہ سے ایمان والوں کے درمیان آپس میں محبت، اخوت اور ایثار کا جذبہ بہت بڑھ جائے گا۔

(۳) مہاجن سے سودی قرض لینے کے بجائے مالدار ایمان والوں سے بغیر سود کا قرض آسانی سے ملنے لگے گا کیونکہ مالدار لوگ قرض حسنہ دے کر ثواب کے مستحق تو ہوں گے ہی جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور اگر قرض معاف کر دیں تو اور زیادہ ثواب کے مستحق ہوں گے۔ اس کے علاوہ اگر قرضدار قرض کی رقم واپس کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے یا کسی وجہ سے اس کی اقتصادی حالت بہت خراب ہو گئی ہے تو بیت المال سے قرض کی رقم ادا کر قرض کے بوجھ سے سبکدوش کر دیا جائے گا۔

Marfat.com

(۴) قرض دینے والے مالدار لوگ اطمینان سے قرض دیں گے کیونکہ اگر قرض دار قرض کی رقم واپس نہیں کرتا ہے تو ان کو بیت المال سے قرض کی رقم آسانی سے مل جائے گی۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اگر مالدار لوگ منافق فاسق فاجر کو قرض دیتے ہیں تو وہ بیت المال سے قرض لینے کے حقدار نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ بیت المال میں صدقہ کی رقم کافر یا منافق کے لئے نہیں ہے۔

(۵) اس زمانہ میں سب سے بڑا فائدہ مسلمانوں کو یہ ہوگا کہ پورا مسلم سماج سودی قرض یا سودی کاروبار کی لعنت سے نجات حاصل کر لے گا۔

اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ اسلامی بیت المال سود کا علاج ہے۔

چنانچہ سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ میں جو زکوٰۃ کے مستحقین ہیں ان میں قرض دار کے حق کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے وہ بہت اہم ہے۔ جب تک امیر غریب ہر طرح کے مسلمان صدقات کے ذریعہ اسلامی بیت المال کو مضبوط نہیں بناتے ہیں اس وقت تک ان کی اقتصادی حالت نہیں سدھر سکتی ہے اور نہ سودی کاروبار سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

جہاں تک عامل کے ذریعہ صدقہ کی رقم وصول کر بیت المال میں جمع کرانے کا مسئلہ ہے اکثر علماء دین یہ کہتے ہیں کہ جہاں اسلامی حکومت ہے وہاں عامل صدقہ کی رقم وصولیں گے اور جہاں اسلامی حکومت نہیں ہے وہاں زکوٰۃ دینے والے خود ہی تقسیم کر دیں گے حالانکہ قرآن کریم اور حدیث میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ جہاں اسلامی حکومت نہیں ہے وہاں عامل کے ذریعہ وصولی نہیں ہوگی۔ سورۂ توبہ کی آیت ۱۰۳ میں صرف یہ لکھا ہے کہ

(ترجمہ) ان کے مالوں میں سے صدقہ زکوٰۃ وصول کر ان کو پاک کر دو اور ان کے نفوس کا تزکیہ کر دو۔

Marfat.com

اس کے علاوہ قرآن کریم کے حکم کے مطابق منافق سے صدقہ زکوٰۃ کی رقم لینا منع ہے۔ چونکہ ہر مسلمان میں اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ وہ منافق کو پہچان سکیں خصوصاً جن کو قرآن کا علم نہیں ہے وہ کیسے منافق کو پہچان سکتے ہیں۔ اس لئے صدقہ زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے ایسے عاملوں کو مقرر کرنا ضروری ہے جن کو قرآن کریم اور حدیث کی کافی واقفیت ہوتا کہ وہ آسانی سے منافق کو پہچان سکیں۔

۳۱. زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کا قیام منافق کو پہچاننے کا آسان طریقہ ہے۔

سورۂ توبہ کی آیت ۵۳ اور ۵۴ میں اللہ تعالیٰ صاف حکم فرماتا ہے کہ منافق سے زکوٰۃ کی رقم قبول نہیں کی جائے گی اس لئے ہر عامل کو زکوٰۃ کی رقم وصول کرتے وقت یہ پہچاننا ضروری ہے کہ زکوٰۃ دینے والا مومن ہے یا منافق۔ راقم الحروف کی کتاب ''قرآن کریم میں منافق کی پہچان اور منافقت کا علاج'' کے مطالعہ کرنے سے عامل آسانی سے منافق کو پہچان سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ''قرآن کریم کے مطابق جو زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں وہ منافق ہیں'' کے عنوان سے جو مضمون ہے اس کا بھی مطالعہ کرنے سے منافق کو آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ سورۂ توبہ کی آیت ۶۷ میں منافق کی پہچان یہ بتائی گئی ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے دوسروں کو منع کرے وہ بھی منافق ہے۔ اسی طرح سورۂ توبہ کی آیات ۵۸ اور ۵۹ میں منافق کی پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ صدقات وغیرہ کی رقم اگر ان کے دل کی خواہش کے مطابق دی جاتی ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں اور ان کے دل کے موافق نہ دی جائے تو فوراً ناخوش ہو جاتے ہیں تو سمجھنا چاہئے کہ وہ منافق ہیں۔

اگر عامل زکوٰۃ کی رقم وصول کرتے وقت یہ پاتے ہیں کہ زکوٰۃ کی رقم کوئی شخص ہچکچاتے ہوئے دیتا ہے اور خوشی سے نہیں دیتا ہے تو سورۂ توبہ کی آیت ۵۳

Marfat.com

اور۵۴ کے مطابق وہ منافق ہے۔

جو شخص زکوٰۃ کی رقم دینے سے انکار کرتا ہے وہ تو منافق ہے ہی لیکن جو لوگ دل سے زکوٰۃ دینے والے اہل ایمان پر طعن کرتے ہیں اور ایسے لوگوں پر ہنستے ہیں جو اپنی محنت کی کمائی کی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتے ہیں تو وہ بھی منافق ہیں جن کا ذکر قرآن کریم کی سورۂ توبہ کی آیت ۷۹ اور ۸۰ میں ہے۔ چنانچہ عامل کے ذریعہ زکوٰۃ کی رقم وصول کرنے سے آسانی سے منافق کی پہچان ہوسکتی ہے اس لئے جہاں عامل زکوٰۃ کی رقم وصول کرنے کے لئے مقرر نہیں ہیں وہاں منافق اور مومن کی پہچان ختم ہوگئی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں مکہ، مدینہ اور طائف کے عاملوں کو چھوڑ کر عرب کے سارے عاملوں نے خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مطلع کیا کہ مسلمانوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے اس لئے ان کے خلاف جہاد کا اعلان ہوا۔

۳۲. ادارۂ صدقات کو قائم کرنے کا طریقہ

ادارۂ صدقات کو قائم کرنے کا طریقہ مختصر طور پر یہاں بیان کیا جاتا ہے تاکہ ایمان لانے والے حضرات اس طرح اپنے علاقوں میں یہ ادارہ قائم کریں اور اس کا خاص خیال رکھیں کہ منافق اس ادارہ میں کسی طرح بھی داخل نہ ہوسکیں۔

جہاں یہ ممکن نہیں ہے کہ منافق کو اس ادارے میں داخل ہونے سے روکا جاسکتا ہے وہاں بہتر ہے کہ ادارۂ صدقات نہ کھولا جائے۔

ادارۂ صدقات قائم کرنے کے لئے سب سے پہلے چند اہل ایمان صدقہ اور زکوٰۃ ادا کر کے اسلامی بیت المال قائم کریں گے۔ اس کے بعد ادارۂ صدقات کا رکن بن جانے کے لئے دوسرے اہل ایمان بھی سب سے پہلے صدقہ ادا کر کے

Marfat.com

بیت المال کی پہلی رسید حاصل کریں گے۔ بیت المال کی پہلی رسید کے بغیر نہ تو کوئی ادارۂ صدقات کا رکن ہوسکتا ہے اور نہ مجلس شوریٰ کا۔ جو زکوٰۃ دینا بند کردیں گے وہ ادارۂ صدقات اور مجلس شوریٰ سے خارج ہو جائیں گے۔ ادارۂ صدقات کا رکن بننے کے لئے داخلہ فیس لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ امیر المومنین جن اہل ایمان سے صدقہ یا زکوٰۃ قبول کرلیں گے وہ ادارۂ صدقات کے رکن ہو جائیں گے۔ قرآن کریم میں یہی حکم آیا ہے کہ جو منافق توبہ استغفار کر ایمان لے آئیں ان سے زکوٰۃ قبول کی جائے۔ اس طرح وہ اہل ایمان کے گروہ میں داخل ہو جائیں گے۔

ہر علاقہ کے لئے الگ الگ ادارۂ صدقات قائم کیا جائے گا جس کے لئے سب سے پہلے امیر المومنین کا انتخاب کرنا ضروری ہے جن کے ماتحت بہت سے عہدہ دار کام کریں گے اور امیر المومنین خود مجلس شوریٰ کے مشورے سے کام کریں گے۔ امیر المومنین کا انتخاب کرنے کے لئے سب سے پہلے ۱۵ یا ۲۰ مومنین کی ایک چھوٹی سی مجلس شوریٰ بلائی جائے گی جس کے ارکان مندرجہ ذیل خصوصیات کے حامل ہوں گے:-

(۱) مجلس شوریٰ کے ہر ایک رکن کا بالغ، مومن، شریعت سے واقف اور عمل صالح کا پابند ہونا ضروری ہے۔ وہی مومن مجلس شوریٰ کے رکن ہوسکتے ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد شرک نہیں کیا اور اپنے جان و مال سے اللہ کے راستے مین جدوجہد کی دیکھیں مضمون نمبر ۹ (زکوٰۃ اسلامی اخوت کی بنیاد ہے)

(۲) مجلس شوریٰ کے ہر ایک رکن کو شریعت کے مطابق زکوٰۃ کی رقم لینے یا دینے کے لائق ہونا ضروری ہے۔

(۳) ہر ایک رکن کو اسلامی اخلاق کا پابند اور ریا و تکبر سے پاک ہونا ضروری ہے۔

(۴) مجلس شوریٰ کا ہر ایک رکن ایسا ہونا چاہئے جو جھوٹ نہیں بولتا ہو۔ جو اصلی یا عملی منافق نہ ہو۔ جو منافق کے جنازے کی نماز نہ پڑھتا ہو اور نہ کافر یا منافق سے

Marfat.com

دوستی رکھتا ہو۔

مجلس شوریٰ کا کوئی ایک رکن مجلس شوریٰ کی پہلی مجلس کسی مخصوص جگہ پر باضابطہ بلا کر امیر المومنین کا متفقہ طور پر انتخاب کرائے گا۔

ادارۂ صدقات کا رکن کوئی بھی مومن اور مسلم ہو سکتا ہے جس کے پاس بیت المال کی رسید ہو۔ شریعت کے مطابق مجلس شوریٰ کے ارکان صرف مومن میں سے ہوں گے۔

اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ عامل کو بھی امیر کے عہدے پر مقرر کیا جا سکتا ہے جس طرح حضرت عتاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اسید کو ۸ھ میں عامل اور مکہ کا امیر مقرر کیا گیا۔ حضرت عتابؓ بن اسید سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلامی طرز سے امیر ہو کر حج کیا اور مشرکین نے اپنے طور پر حج کیا اس طرح مسلمانوں اور مشرکین کے میل جول سے ایک دوسرے کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مشرکین نے مسلمانوں کی مدح اور تعریف کرنا شروع کر دی۔

ابتدا میں تو ادارۂ صدقات کے اراکین بہت کم ہوں گے جو مجلس شوریٰ کی شکل میں کام کریں گے لیکن بعد میں ان کی تعداد بڑھتی جائے گی۔ جیسے جیسے منافقین منافقت سے توبہ استغفار کر کے ایمان لاتے جائیں گے امیر المومنین ان سے زکوٰۃ کی رقم وصول کر ادارۂ صدقات کے اراکین کی تعداد بڑھاتے جائیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایمان والوں کی تعداد بڑھتی جائے گی اور منافقین کی تعداد کم ہوتی جائے گی۔ واضح رہے کہ صاحب نصاب اور غیر صاحب نصاب دونوں قسم کے اہل ایمان پر صدقہ ادا کرنا لازم ہے لیکن صاحب نصاب اہل ایمان پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ امیر المومنین صدقہ اور زکوٰۃ وصول کر بیت المال کی پہلی رسید جاری کریں گے۔ اس کے بعد والی رسید عامل جاری کریں گے۔

Marfat.com

ادارۂ صدقات میں چار محکمے ہوں گے۔ پہلا زکوٰۃ وصولی کا، دوسرا زکوٰۃ کی تقسیم کا، تیسرا بیت المال کا اور چوتھا نگرانی کا محکمہ ہوگا جو باقی تین محکموں کے عملوں کی بحالی، تبادلہ اور نگرانی کا کام کرے گا جو محتسب کے ماتحت رہے گا۔ یہ سبھی محکمے امیر المومنین کے ماتحت کام کریں گے۔

گزشتہ سال پاکستان میں تین عرب روپے کی رقم زکوٰۃ اور خمس کے مد میں حکومت کی طرف سے وصولی گئی تھی اس رقم کی تقسیم بھی سیاست داں حضرات نے کی لیکن معلوم ہوا ہے کہ اس رقم کی وصولی اور تقسیم میں قرآن کریم کے احکام کی پابندی نہیں کی گئی۔ زکوٰۃ کی رقم منافقوں سے بھی وصولی گئی اور تقسیم کے وقت زیادہ تر منافقین ہی مستفیض ہوئے۔ اُمید ہے کہ حکومت پاکستان آئندہ سالوں میں زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم میں قرآن کریم کے احکام کی پابندی کرے گی تاکہ منافقین کی پہچان آسانی سے ہوتی چلی جائے۔ پاکستان کی طرح اگر ہندستان میں بھی زکوٰۃ وصولی جائے تو کامیابی نہیں ہوگی اور وصولی ہوئی رقم سے زیادہ تر منافقین ہی فائدہ حاصل کریں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہندستان میں چند مخلص حضرات چھوٹی سطح پر ادارۂ صدقات قائم کر کے ابتدا کریں اور خاص طور پر اس کا خیال رکھیں کہ صدقہ زکوٰۃ کا ایک روپیہ بھی کسی منافق سے وصول نہ کریں کیونکہ اگر وصول کریں گے تو گناہ کے مرتکب ہوں گے۔

منافق سے زکوٰۃ کی رقم وصول نہ کرنے سے تین فائدے حاصل ہوں گے۔ پہلا فائدہ یہ ہوگا کہ منافقین کی پہچان ہوتی جائے گی اور منافق کو پہچاننے کے بعد ان کے ساتھ ایمان والے لوگ ایسا ہی سلوک کرنا شروع کر دیں گے جیسا سلوک کرنے کا قرآن کریم میں حکم ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ اہل ایمان حضرات کی اقتصادی حالت سدھرنے لگے گی اور زکوٰۃ کی رقم دینے اور لینے والے حضرات کو کاروبار میں خیر و برکت ملنی

Marfat.com

شروع ہو جائے گی کیونکہ دونوں طرح کی رقم پاک ہو جائے گی اور منافق کو زکوٰۃ کی رقم نہیں دی جائے گی۔ تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ سودی قرض سے مسلمان بچ جائیں گے اور زکوٰۃ کی رقم سے ایمان والوں کے قرض کا بوجھ کم یا ختم کر دیا جائے گا۔

امیر المومنین کا انتخاب

اس سے قبل بتایا جا چکا ہے کہ مجلس شوریٰ کا کوئی ایک رکن مجلس شوریٰ کی پہلی مجلس کسی مخصوص جگہ پر بلا کر امیر المومنین کا متفقہ طور پر انتخاب کرے گا۔ اس کے لئے ہر رکن کو کم از کم ایک ہفتہ قبل تحریری نوٹس بھیج دیا جائے گا۔ جس میں انتخاب کرنے کی متعین جگہ، تاریخ اور وقت ضرور درج کر دیا جائے گا۔ اگر متفقہ طور پر امیر المومنین کا انتخاب نہیں ہو سکا تو انتخاب کا کام ملتوی کر دیا جائے گا کیونکہ ترمذی شریف کی حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ جب تک کوئی بھی کام اتفاق رائے سے کرتی رہے گی۔ چونکہ اجماع کی بہت بڑی اہمیت ہے اس لئے اتفاق رائے سے امیر المومنین کا انتخاب کرنا بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ ''حق تعالیٰ کی برکتیں اور اس کی طاقت جماعت کے ساتھ ہے۔ جو شخص جماعت سے کٹ گیا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

امیر المومنین کے لئے مندرجہ ذیل خصوصیات ضروری ہیں:-

(۱) امیر المومنین وہی ہوں گے جن کا تعلق کسی فرقے سے نہ ہو۔ کیونکہ قرآن کریم میں فرقہ بندی کی بہت مذمت کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیتیں ملاحظہ فرمائیں۔

الف۔ (ترجمہ) اور ان لوگوں میں نہ ہونا جنھوں نے اپنا دین الگ الگ کر لیا اور فرقے فرقے ہو گئے۔ جو جس فرقے میں ہے وہ اسی میں مگن ہے (سورۃ الروم۔ آیت:۳۲)

Marfat.com

ب. (ترجمہ) بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو فرقے فرقے میں بانٹ دیا اور گروہ گروہ بن گئے۔ آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ بس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ پھر ان کو ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے (سورۃ الانعام۔ آیت: ۱۵۹)

۲. امیر المومنین وہی ہو سکتے ہیں جن میں منافقت کی خصوصیت نہیں پائی جاتی ہو کیونکہ سورۃ منافقون کی سورت ۴ میں ہے کہ منافق تمہارے دشمن ہیں ان سے بچتے رہنا۔

۳. امیر المومنین وہی ہو سکتے ہیں جن کی فجر اور عشاء کی نماز قصداً نہیں ہوتی ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ منافق کو فجر اور عشاء کی نمازیں گراں گزرتی ہیں۔

۴. امیر المومنین کے لئے قانون شریعت، قرآن کریم اور حدیث کی پوری واقفیت ہونا ضروری ہے۔ تمام ماتحت عہدہ داروں اور دفتر کے کارندوں کو اپنے اقتدار اور قابو میں رکھنے کی صلاحیت بھی ہونا ضروری ہے تاکہ ادارہ یا محکمہ اچھی طرح چلا سکیں اور نگرانی میں کوتاہی نہیں ہو۔

۵. امیر المومنین کو تکبر سے بالکل بری رہنا ہے کیونکہ سورۃ منافقون آیت ۵ کے مطابق تکبر بھی منافق کی پہچان ہے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس کے اندر ذرّہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ ہرگز جنت میں نہیں جائے گا۔ چنانچہ امیر المومنین کو تکبر کی نوعیت، قسمیں، اسباب اور اس کے علاج کو جاننا ضروری ہے تاکہ وہ خود اس سے بچ سکیں اور دوسرے متکبر منافقوں کو آسانی سے پہچان سکیں۔

۶. چونکہ امیر المومنین کو قوم کی دولت کا حساب رکھنا اور صدقہ نفل اور زکوٰۃ وغیرہ کی رقم اور جنس کو صحیح طور پر وصول کرا کر ضابطہ کے مطابق تقسیم کرنے کی ذمہ داری ہے اس لئے ان کو حساب اور ریاضیات کے متعلق واقفیت کا ہونا ضروری ہے اور ان کو قرآنی احکام کے مطابق تواضع یا انکساری اور میانہ روی اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔

Marfat.com

کیونکہ سورۃ الشوریٰ (۴۲) آیت: ۳۸ میں ہے کہ اہل ایمان اپنے کاموں کو آپس کے مشورے سے کیا کریں۔ اس لئے امیر المومنین کے لئے ضروری ہے کہ مجلس شوریٰ کے مشورے سے کام کریں۔ خود نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مسلمانوں سے مشورہ کریں جس کا ذکر سورہ آل عمران کی آیت: ۱۵۱ میں ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ جنگی معاملات اور دوسرے اہم کاموں میں مشاورت کا اہتمام کرتے تھے جس سے مسلمانوں کی ہمت افزائی بھی ہوتی تھی اور معاملے کے مختلف پہلو واضح ہو جاتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دشمن کے خنجر سے زخمی ہو گئے اور زندگی کی امید باقی نہ رہی تو ان سے پوچھنے پر کہ ان کی جگہ پر خلیفہ کون ہوگا، آپ نے مشاورت کے لئے چھ آدمیوں کو نامزد فرمایا۔ ان چھ آدمیوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) حضرت عثمان بن عفان (۲) حضرت علی بن ابو طالب (حضرت سعد بن وقاص (۴) حضرت زبیر بن العوام (۵) حضرت طلحہ بن عبد اللہ (۶) حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ ان چھ لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور دوسرے لوگوں سے بھی مشورہ لیا اور اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متفقہ طور پر خلیفہ مقرر کیا۔

۸. امیر المومنین کو چاہئے کہ مختلف موضوعات کے ماہرین کو بھی اپنی مجلس شوریٰ کا رکن مقرر کریں تا کہ ان کے قیمتی مشوروں سے ادارے کو اچھی طرح چلا سکیں۔

۹. بعد میں سبھی امیر المومنین ایک جگہ جمع ہو کر متفقہ طور پر امیر المومنین کا انتخاب کر لیں گے۔

امیر المومنین کے اختیارات

قرآن کریم میں ہے کہ منافق کو نصیحت کرو اور سمجھاؤ۔ ان کے دل پر اثر

Marfat.com

کرنے والی بات کہوتا کہ وہ ایمان لے آئیں۔ چنانچہ اگر وہ ایمان لے آتے ہیں تو امیر المومنین کو اختیار ہوگا کہ وہ تحقیقات کے بعد توبہ استغفار کرا کر ان کے صدقہ اور زکوٰۃ قبول کرلیں تاکہ وہ اہل ایمان کی حیثیت سے ادارۂ صدقات کے رکن ہو جائیں اور بیت المال سے وہ صدقہ، زکوٰۃ اور قرض وغیرہ لینے کے مستحق ہو جائیں۔

۲. امیر المومنین کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ وہ عامل کی رپورٹ پر یا خود تحقیقات کے بعد ادارۂ صدقات کے کسی رکن کو منافق ہونے کا اعلان کردیں جس کی وجہ سے وہ منافق صدقہ، زکوٰۃ، قرض وغیرہ کی سہولتوں سے محروم ہو جائیں گے اور ان کے ساتھ اہل ایمان ایسا ہی سلوک کریں گے جیسا سلوک کرنے کا قرآن کریم میں حکم ہے یعنی ان کے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے۔ ان سے دوستی نہیں کریں گے۔ ان کو راز کی بات نہیں بتائیں گے، ان کے جنازے کی نماز نہیں پڑھیں گے وغیرہ۔

۳. سورۂ النساء کی آیت ۱۳۷ کے مطابق ایسے منافقوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے توبہ استغفار کا دروازہ بند کردیا ہے جو دوبارہ ایمان لا کر پھر کافر ہو گئے اور کفر میں بڑھتے گئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ منافق ایک بار ایمان لانے کے بعد اگر کافر ہو جاتے ہیں تو دل سے توبہ استغفار کرنے کے بعد ایمان والوں میں شامل ہو سکتے ہیں لیکن دوبار کے بعد ایسا نہیں کرسکتے۔ سورۂ النساء کی آیت: ۱۳۷ ملاحظہ کریں۔

(ترجمہ) ''بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر کفر میں بڑھتے گئے تو اللہ تعالیٰ نہ تو ان کو معاف کرے گا اور نہ ان کو راہِ ہدایت ہی دکھائے گا۔''

سورۂ منافقون آیت: ۳ میں ہے کہ وہ جو ایمان لا کر پھر کافر ہو گئے وہ منافق ہیں۔

مندرجہ بالا قرآن کریم کی آیتوں سے ظاہر ہے کہ امیر المومنین ایسے منافق کو توبہ استغفار کرا کر اہل ایمان میں شامل نہیں کرسکتے ہیں جو دوبار ایمان لانے

Marfat.com

کے بعد کافر ہو گئے۔

۴. امیر المومنین کو اپنے تمام ماتحت عہدہ داروں اور حکام کو مقرر کرنے اور برخاست کرنے کا اختیار ہوگا۔

۵. مجلس شوریٰ کے مشورہ سے امیر المومنین کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنے ماتحت کام کرنے والوں اور دوسرے مستحقین لوگوں کا وظیفہ یا مشاہرہ مقرر کریں لیکن امیر المومنین کا وظیفہ مجلس شوریٰ طے کرے گی جس طرح خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وظیفہ مجلس شوریٰ نے طے کیا تھا۔

۶. صدقہ اور زکوٰۃ کی رقم اور جنس کو قرآن کریم اور حدیث کے مطابق تقسیم کریں گے۔

۷. اسلامی قرض کے نظام کو احکام الٰہی کے مطابق نافذ کریں گے تاکہ سرمایہ دارانہ نظام جس کی بنیاد سود پر ہے ساری دنیا سے ختم ہو جائے۔

۸. بیت المال کے مالوں اور سامانوں کی حفاظت کے لئے احکام جاری کریں گے۔

۹. امیر المومنین وقتاً فوقتاً عامل کے کام کا معائنہ کرتے رہیں گے۔

۱۰. اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو امیر المومنین سورۂ الحجرات کی آیت ۹ اور ۱۰ کے مطابق کاروائی کریں گے۔

عامل کا کام اور اس کی ذمہ داریاں

جس طرح امام کا کام ہے کہ فرض نماز کو منظم طریقہ سے شریعت کے مطابق وقت کی پابندی کے ساتھ پڑھائے اسی طرح عامل کا کام ہے کہ منظم طریقہ سے شریعت کے مطابق صدقہ زکوٰۃ کی رقم و جنس سالانہ وصول کی ہوئی رقم اور جنس کو بیت المال میں جمع کر دیں:

Marfat.com

۱. زکوٰۃ وصول کرنے کے سلسلہ میں عامل کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ مومن اور منافق کو پہچانے اور پہچاننے کے بعد مومن سے زکوٰۃ کی رقم وصول کرے اور منافق سے ہرگز وصول نہیں کرے اور منافق کا نام پتہ کے ساتھ امیر المومنین کے پاس بھیج دے تاکہ اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جائے جیسا قرآن کریم میں اس کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم ہے۔ منافق کو پہچاننا عامل کی ذمہ داری ہے۔

منافق کو پہچاننے کے لئے عامل کو چاہئے کہ قرآن کریم کی سورتوں میں منافق کے متعلق آیتوں کا مطالعہ کریں تاکہ منافقوں کو پہچاننے میں آسانی ہو اور معلوم ہو جائے کہ زکوٰۃ کی رقم کس سے وصول کی جائے اور کس سے نہیں۔

۲. دوسرا کام یہ ہے کہ منافق کو پہچاننے کے سلسلہ میں جو کچھ فیصلہ امیر المومنین کریں گے اس کو ماننا ہے اور اس پر عمل کرنا ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں منافق کی پہچان یہ بتائی گئی ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں بے دلی اور ہچکچاتے ہوئے خرچ کرتے ہیں وہ منافق ہیں۔ اگر عامل نے ایسا کرتے ہوئے کسی کو پایا تو وہ امیر المومنین کو اس کی اطلاع دیں گے اور امیر المومنین کا فیصلہ جو کچھ بھی ہوگا اس کو عامل کو ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اگر امیر المومنین کا فیصلہ ہوتا ہے کہ وہ منافق نہیں ہے تو عامل اس سے زکوٰۃ کی رقم قبول کریں گے اگر یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ وہ منافق ہے تو زکوٰۃ کی رقم اس سے قبول نہیں کریں گے۔

۳. تیسرا کام یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان زکوٰۃ دینا بند کر دے اور تاکید کے باوجود وہ ادا نہ کرے تو یہ عامل کی ذمہ داری ہے کہ اس کی اطلاع فوراً امیر المومنین کو بھیج دے تاکہ ایسے منافق مسلمان کے خلاف فوراً کاروائی کی جائے جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ اوّل نے عاملوں کے ذریعہ مطلع کئے جانے کے بعد کہ مخصوص خطہ کے مسلمانوں نے زکوٰۃ دینا بند کر دیا ہے ان کے خلاف ضروری کاروائی کی۔

Marfat.com

اس سلسلہ میں عاملوں کو جاننا چاہئے کہ ان کی ذمہ داری بہت بڑی ہے۔ ان کی غلط رپورٹ سے فتنہ فساد بھی پھیل سکتا ہے اور اللہ کی نظر میں وہ گر جا سکتے ہیں۔ اگر کوئی عامل کسی مسلمان کے متعلق یہ خبر دے کہ اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے تو امیر المومنین کو فوراً یہ یقین نہیں کر لینا چاہیے کہ وہ منافق ہو گیا بلکہ عامل کی رپورٹ کی تحقیق کرنا اور زکوٰۃ نہیں دینے والے سے بھی پوچھ لینا ضروری ہے تاکہ اس کے منافق ہونے کا پورا ثبوت مل جائے۔ بغیر تحقیق کئے کسی منافق کے خلاف کاروائی کرنا منع ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنی مصطلق کے پاس زکوٰۃ کے لئے بھیجا تو وہ کچھ دور جا کر لوٹ آئے اور کہہ دیا کہ قبیلہ بنی مصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور یہ کہ وہ انہیں قتل کرنا چاہتے تھے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس خبر کو سن کر بہت ناراض ہوئے اور اس قبیلہ کے خلاف کاروائی کرنے کا ارادہ کیا۔ اسی موقع پر سورۂ الحجرات کی آیت ۶ نازل ہوئی جو مندرجہ ذیل ہے۔

(ترجمہ) ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو دانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کئے پر پشیمان ہو''۔

چنانچہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تحقیق کرائی تو معلوم ہوا کہ ولید بن عقبہ کا بیان غلط تھا۔ چونکہ سبھی خلفاء راشدین بیت المال کے مال کو تقسیم کرنے میں جلدی کرتے تھے یہاں تک کہ رات کے وقت ان کو نیند نہیں آتی جب تک کہ وہ مال کو تقسیم کر کے ختم نہیں کر دیتے تھے۔ ''بیت المال کا مال تقسیم کرنا'' کے عنوان سے جو مضمون صفحہ نمبر ۷۴ پر ہے اس کا مطالعہ کرنے سے ظاہر ہو جائے گا کہ یہ ضروری ہے کہ عامل بھی مال یا جنس کو وصول کرنے کے بعد اپنے پاس دیر تک نہ

Marfat.com

رکھیں بلکہ فوراً بیت المال میں جمع کر دیں۔

۳۳. اسلامی قرض کا نظام سود سے نجات ہے

مندرجہ ذیل قرآن کریم کی آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ تجارت اور سود دو الگ چیزیں ہیں اور سود نہایت ہی نقصان دہ اور تباہ کن چیز ہے۔ (سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۵ کا ترجمہ) ''سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے۔ یہ اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام۔

اسی طرح سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۸ میں ہے (ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔

مندرجہ بالا آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام آنے سے قبل تمام کفار اور مشرکین یہی سمجھتے تھے کہ تجارت بھی سود ہی کی طرح ہے حالانکہ دونوں بالکل الگ چیزیں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق قرض پر لیا گیا نفع سود ہے۔ گرچہ یہ ذاتی ضرورت کے لئے لیا گیا ہو یا کاروبار کے لئے۔ دونوں قسم کے قرضوں پر لیا گیا سود حرام ہے۔ اسلام آنے کے قبل بھی دونوں قسم کے قرضوں کا رواج تھا۔ اسلامی شریعت نے بغیر کسی قسم کے تفریق کے دونوں کو بالکل حرام قرار دیا ہے۔ بعض لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ تجارتی قرض جو عام طور پر بینک سے کیا جاتا ہے اس پر اضافہ سود نہیں ہے کیون کہ قرض لینے والا اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے جس کا کچھ حصہ وہ بینک کو یا قرض دینے والے مہاجن کو لوٹا دیتا ہے تو اس میں کیا قباحت ہے؟ اس کی قباحت ان سود خواروں کو نظر نہیں آتی جو اس کو جائز قرار دینا چاہتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس میں بڑی قباحتیں ہیں۔ مثلاً قرض لے کر کاروبار کرنے والے قرض دار کا منافع تو یقینی نہیں ہے بلکہ منافع کو کون پوچھتا ہے قرض کی اصل

Marfat.com

رقم کی حفاظت کی بھی ضمانت نہیں ہے یہاں تک کہ بعض دفع تو کاروبار میں ساری رقم ہی ڈوب جاتی ہے لیکن اس کے برعکس قرض دینے والے (چاہے وہ مہاجن ہوں یا بینک) کا منافع متعین رہتا ہے جس کی ادائیگی ہر صورت میں لازمی ہے۔
اس طرح ساری دنیا کے سودی قرض لینے والے قرض دار تباہ و برباد ہو رہے ہیں اور غریب غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور دولت مند مہاجنوں کے ہاتھوں میں ساری دنیا کی دولت جمع ہوتی جا رہی ہے جن کو غریبوں کی غریبی اور پریشانی سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ ان کو معاشرے کے حاجتمندوں، بیماروں، بھوکوں اور بے روزگاروں سے کوئی مطلب نہیں رہتا ہے۔ اس طرح سودی نظام سے سنگ دلی، بے رحمی اور خود غرضی کو ساری دنیا میں فروغ مل رہا ہے۔

اس کے برعکس شریعت اسلامیہ صدقہ زکوٰۃ کے ذریعہ معاشرے کے ضرورت مندوں پر بغیر کسی دنیوی غرض و منفعت کے خرچ کرنے کی تعاون، شفقت اور محبت کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ چنانچہ سودی نظام کے خاتمہ سے یہی نہیں کہ دنیا کے تمام لوگوں کو راحت ملے گی اور مفلسی، غربت اور بے روزگاری سے نجات ملے گی بلکہ اہل ایمان لوگوں کی آخرت کی دنیا بھی کامیاب ہو جائے گی اور اس دنیا میں ان کو بغیر سود کا قرض بھی بیت المال سے ملے گا۔

اسلامی قرض کا نظام

اسلام آنے سے قبل قرض کی ادائیگی نہ ہونے پر سود در سود (یعنی سود مرکب) کی شکل میں اصل رقم پر اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا تھا جس سے وہ تھوڑی سی اصل رقم ایک پہاڑ بن جاتی اور اس کی ادائیگی ناممکن ہو جاتی۔ آج بھی دنیا کے اکثر ممالک میں یہی حالت ہے۔

اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۸، ۲۷۹ اور ۲۸۰ میں

Marfat.com

حکم دیا ہے کہ جو سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اور جو سود خوار نہیں چھوڑتے ہیں تو ان کے خلاف اعلان جنگ کرو اور اگر قرض دار تنگ دست ہوں تو انہیں مہلت دو اور قرض کو صدقہ کر دو (یعنی معاف کر دو) تو زیادہ بہتر ہے۔ قرض کو معاف کر دینے کی بڑی فضیلت حدیثوں میں آئی ہے۔

اس کے علاوہ قرض دار جو سود کی رقم مہاجن کو دیتے ہیں اگر وہ اس کو یا اس میں سے بہت کم رقم زکوٰۃ کے طور پر اسلامی بیت المال میں جمع کرتے ہیں تو بیت المال کے ذریعہ ان کو قرض سے سبکدوشی ہو جائے گی۔

صدقہ زکوٰۃ ادا کرنے سے دو فائدے ہیں۔ پہلا فائدہ یہ ہے کہ قرض دار جو رقم بغیر سود کے قرض کے طور پر لیں گے اس کا ضمانت دار بیت المال ہوگا اس طرح سود سے نجات مل جائے گی۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ قرض کی اصل رقم کی حفاظت بیت المال کے ذریعہ ہوگی جہاں قرض کے سبھی اُلجھے معاملات کو جانا ہی ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی قرض کے نظام کی دیگر تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

قرض کا معاملہ کرو تو لکھ لیا کرو

چونکہ سود کا خاص تعلق قرض سے ہے اس لئے سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کی رقم پانے کا حق دار قرض دار کو بھی بنایا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرض کا معاملہ کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت: ۲۸۲ اور ۲۸۳ میں تفصیل سے بیان کر دیا ہے کہ جب تم آپس میں ایک دوسرے سے میعاد مقررہ پر قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور لکھنے والے کو چاہئے کہ تمہارا آپس کا معاملہ عدل سے لکھے اور کاتب کو چاہئے کہ لکھنے سے انکار نہ کرے۔ اس کی مزید تفصیل جاننے کے لئے اس دونوں آیتوں کا ترجمہ ملاحظہ کریں:-

(آیت: ۲۸۲ کا ترجمہ) 'اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک دوسرے سے

Marfat.com

میعاد مقررہ پر قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور لکھنے والے کو چاہئے کہ تمہارا آپس کا معاملہ عدل سے لکھے اور کاتب کو چاہئے کہ لکھنے سے انکار نہ کرے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے سکھایا ہے۔ پس اسے بھی لکھ دینا چاہئے اور جس کے ذمہ حق ہو وہ لکھوائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ گھٹائے نہیں ہاں جس شخص کے ذمہ حق ہے وہ اگر نادان ہو یا کمزور ہو یا لکھوانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کا ولی عہد کے ساتھ لکھوادے۔ اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ لو۔

اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کر لو تاکہ ایک کی بھول چوک کو دوسری یاد دلادے اور گواہوں کا چاہئے کہ جب وہ بلائے جائیں تو انکار نہ کریں اور قرض جس کی مدت مقرر ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا لکھنے میں کاہلی نہ کرو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات بہت انصاف والی ہے اور گواہوں کو بھی درست رکھنے والی اور شک وشبہہ سے زیادہ بچانے والی ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ معاملہ نقد تجارت کی شکل میں ہو جو تم آپس میں لین دین کر رہے ہو تو تم پر اس کے نہ لکھنے میں کوئی گناہ نہیں۔ خرید وفروخت کے وقت بھی گواہ مقرر کر لیا کرو اور (یاد رکھو کہ) نہ تو لکھنے والے کو نقصان پہنچایا جائے نہ گواہ کو، اور اگر تم یہ کرو تو یہ تمہاری کھلی نافرمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ تمہیں تعلیم دے رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

(آیت ۲۸۳ کا ترجمہ) ''اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں رکھ لیا کرو۔ ہاں اگر آپس میں ایک دوسرے سے مطمئن ہو تو جسے امانت دی گئی ہے وہ اسے ادا کر دے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے جو اس کا رب ہے۔ اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو اُسے چھپائے وہ گنہگار دل والا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے''۔

مندرجہ بالا سبھی احکام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے سود سے نجات دلانے کے

Marfat.com

لئے قرض کے معاملہ کو مستحکم بنا دیا ہے تا کہ قرض دار کو آسانی سے بغیر سود کا قرض مل جائے۔اور قرض دینے والے اپنے اہل ایمان بھائی کو بغیر کسی ہچکچاہٹ اور بغیر کسی قسم کے خوف کے قرض دے دیں گے کیون کہ ان کو (یعنی قرض دینے والے کو) اطمینان ہے کہ اگر قرض دار قرض کی رقم میعاد کے مطابق واپس نہیں کرتے ہیں تو ان کو زکوٰۃ کی رقم سے بیت المال سے مدد مل جائے گی۔ چونکہ سورۂ توبہ کی آیت: ۱۰ میں ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کے حقدار قرضدار بھی ہیں اس لیے قرض کے معاملہ کے کاغذات اگر قرض دار بیت المال میں قاضی کی عدالت میں داخل کرتے ہیں تو آسانی سے قرض سے سبکدوشی ہو جائے گی۔ چونکہ چھوٹے اور بڑے ہر طرح کے قرض کو لکھنے کا حکم ہے جس میں گواہوں کے دستخط کا ہونا لازمی ہے اس لئے بیت المال میں آسانی سے تحقیقات کی جاسکتی ہے کہ قرض کا معاملہ صحیح ہے یا نہیں۔اس طرح اگر اسلامی نظام قرض کو فروغ دیا جائے تو سرمایہ داروں کے سودی نظام کا خاتمہ خود بخود ہو جائے گا اور مسلمانوں کو سودی نظام کے خاتمہ سے دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی حاصل ہوگی۔ قارئین کی سہولت کے لئے اس کتاب کے آخر میں اسلامی قرض کے معاہدہ نامہ کا نمونہ دے دیا گیا ہے

قرض کو صدقہ کرنا زیادہ بہتر ہے

قرآن کریم میں سورۂ بقرہ کی آیت ۲۸۰ کا ترجمہ ملاحظہ کریں جس میں قرض داروں کو جو سہولتیں دی گئیں ہیں وہ قابلِ غور ہیں۔

(ترجمہ) ''اور اگر تمہارا قرض دار تنگ دست ہو تو اسے اس وقت تک کے لئے مہلت دو جب وہ قرض ادا کرنے کے لائق ہو جائے اور جو صدقہ کر دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم میں علم ہو''۔

اس آیت میں پہلی سہولت جو قرضدار کو دی گئی ہے وہ یہ۔ ہے کہ اس کو اس

Marfat.com

وقت تک کے لئے مہلت ملنی چاہئے جب تک اس کی حالت قرض واپس کرنے لائق نہ ہو جائے۔ دوسری سہولت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ دی گئی ہے کہ قرض کو اگر صدقہ کر دو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

سود لینا تو درکنار اصل رقم لینے میں بھی مندرجہ بالا دو زبردست سہولتیں قرضدار کو دی گئی ہیں۔ یہ ہے قرض کا اسلامی نظام جو ہمدردی، تعاون اور ایک دوسرے کو سہارا دینے والا نظام ہے۔ اس کے مقابلہ میں سودی نظام بالکل ظلم، سنگ دلی اور خودغرضی پر مبنی ہے جس میں قرض کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں سود در سود اصل رقم میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا۔

مندرجہ بالا سورۂ بقرہ کی آیت میں (آیت ۲۸۰) جو ہے کہ اگر قرض کی رقم کو صدقہ کر دو تو زیادہ بہتر ہے یہ صدقہ کرنا تین طریقے سے ہو سکتا ہے۔ پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ قرض دینے والا خود صدقہ کر دے اور قرض کی رقم واپس نہ لے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے دوسرے اہل ایمان صدقہ دے کر قرض دار کو قرض سے سبکدوش کر دیں۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ بیت المال سے زکوٰۃ کی رقم قرض دار کو دی جاتی ہے اس سے صدقہ کی رقم دے کر قرض دار کو قرض سے سبکدوش کر دیا جائے۔

مندرجہ بالا سورۂ بقرہ کی آیت ۲۸۰ میں شریعت سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ جو شخص ادائے قرض سے عاجز ہو گیا ہو تو وہ اسلامی عدالت میں جا کر راحت حاصل کر سکتا ہے۔ عدالت اس کے قرض دینے والے کو مجبور کرے گی کہ اسے مہلت دے اور بعض حالات میں قرض دار پورا قرض یا قرض کا ایک حصہ معاف بھی کرا سکتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص کے کاروبار میں گھاٹا ہو گیا اور اس پر قرضوں کا بوجھ بہت بڑھ گیا چنانچہ یہ معاملہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے پیش ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ اپنے اس بھائی کی مدد کرو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے لوگوں نے اس کو مالی امداد دی لیکن قرض پھر بھی صاف نہیں ہو سکا۔

Marfat.com

تب آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قرض دینے والے سے فرمایا کہ جو کچھ حاضر ہے وہی اس سے لے کر اسے چھوڑ دو اس سے زیادہ تمہیں نہیں دلوایا جا سکتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ توبہ کی آیت: ۶۰ مندرجہ بالا واقعہ کے بعد نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا کہ زکوٰۃ کے حقدار قرضدار بھی ہیں کیونکہ بہت سے لوگوں نے مالی امداد دی پھر بھی قرض صاف نہیں ہوا تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو کچھ حاضر ہے وہی لے کر قرض دار کو چھوڑ دو اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیت المال سے مدد نہیں دلائی۔ بہرکیف دینے والے یا دوسرے اہل ایمان لوگ صدقہ نفل دے کر قرض دار کی مدد کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بیت المال سے صدقہ فرض یعنی زکوٰۃ کی رقم میں سے صدقہ دے کر قرض کو صاف کرایا جا سکتا ہے۔

سود چھوڑنے، معاف کرنے اور قرضدار کو مہلت دینے کے متعلق چند اہم حدیثیں۔

سورۂ بقرہ کی آیت: ۲۸۱ کے متعلق تفسیر ابن کثیر میں بہت سی حدیثیں بیان کی گئی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اس آیت میں باقی سود کو چھوڑنے، سود کو صدقہ کرنے یعنی معاف کرنے اور قرض دار کو مہلت دینے کے متعلق جو حکم دیا ہے اس کی تفصیل کیا ہے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ان کے صحابۂ کرام نے ان احکام کو کس طرح نافذ کیا۔ ان میں سے چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سود خوار سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اپنے ہتھیار لے لے اور اللہ تعالیٰ سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو جا۔ آپ فرماتے ہیں کہ امام وقت پر فرض ہے کہ سود خوار لوگ اگر سود نہ چھوڑیں تو ان سے توبہ کرائیں اور اگر نہ کریں تو ان کی گردن مار دیں۔ حضرت حسن اور

Marfat.com

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہما کا فرمان بھی یہی ہے۔

۲. نبی کریم صلّی اللہ علیہ وصلّم نے حجۃ الوداع کے خطبے میں فرمایا۔''جاہلیت کا تمام سود میں برباد کرتا ہوں۔اصل رقم لے لو۔نہ سود لے کر کسی پر ظلم کرو نہ کوئی تمہارا مال مار کر تم پر زیادتی کرے''۔

''حضرت عباس بن عبد المطلب کا تمام سود میں برباد کرتا ہوں۔پھر ارشاد ہوتا ہے اگر تنگی والا شخص ہو اور اس کے پاس تمہارے قرض کی ادائیگی کے قابل مال نہ ہو تو اسے مہلت دو پھر کچھ اور مدّت بعد ادا کر دے۔یہ نہ کرو کہ سود در سود لگائے چلے جاؤ کہ مدّت گزر گئی تو اتنا اتنا سود لیں گے بلکہ بہتر بات تو یہ ہے کہ ایسے غربا کو اپنا قرض معاف کر دو''۔

۳. طبرانی کی حدیث میں ہے کہ جو شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ چاہتا ہو وہ یا تو ایسے تنگی والے شخص کو مہلت دے یا معاف کر دے۔

۴. مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ جو شخص مفلس آدمی پر اپنا قرض وصول کرنے میں نرمی کرے اور اسے ڈھیل دے اس کو جتنے دن وہ قرض کی رقم ادا نہ کر سکے اتنے دنوں تک ہر دن اتنی رقم خیرات کرنے کا ثواب ملتا ہے۔اور روایت میں ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وصلّم نے فرمایا کہ ہر دن اس سے دوگنی رقم کے صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔یہ سن کر حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضور! پہلے تو آپ نے ہر دن اس کے مثل ثواب ملنے کا فرمایا تھا اور آج دو مثل (یعنی دوگنی رقم) فرماتے ہیں۔آپ صلّی اللہ علیہ وصلّم نے فرمایا۔ہاں! جب میعاد ختم نہیں ہوئی تو مثل (یعنی ایک گنا) ثواب۔میعاد گزرنے کے بعد دو مثل (یعنی دوگنا) ثواب۔

۵. حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرض ایک شخص کے ذمہ تھا وہ تقاضا کرنے کو آئے لیکن یہ چھپ جاتے اور نہ ملتے۔ایک دن آئے تو گھر سے ایک بچہ نکلا۔آپ نے اس سے پوچھا اس نے کہا ہاں گھر میں موجود ہیں کھانا کھا رہے ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابوقتادہؓ نے انہیں اُونچی آواز سے پکارا اور فرمایا مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم گھر میں موجود ہو۔ آؤ باہر آؤ جواب دو۔ وہ بیچارے باہر نکلے۔ آپ نے کہا کیوں چھپ رہے ہو۔ کہا حضرت بات یہ ہے کہ میں مفلس ہوں اس وقت میرے پاس رقم نہیں ہے۔ بوجہ شرمندگی کے آپ سے نہیں ملتا۔ آپ نے کہا قسم کھاؤ اس نے قسم کھائی۔ آپ رو دیئے اور فرمانے لگے میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سنا ہے کہ جو شخص نادار قرض دار کو ڈھیل دے یا اپنا قرض معاف کر دے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے ہوگا۔ (صحیح مسلم)

۶. مسند احمد میں ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی دعائیں قبول کی جائیں اور اس کی تکلیف اور مصیبت دور ہو جائے اسے چاہئے کہ تنگی والے لوگوں پر کشادگی کرے۔

۷. مستدرک حاکم میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی کی مدد کرے یا قرضدار بے مال کی اعانت کرے یا غلام جس نے لکھ کر دیا ہو کہ ''اتنی رقم دے دوں تو آزاد ہوں'' اس کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اس دن سایہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

غیر مسلم سے قرض لینے کے متعلق حدیثیں

غیر مسلموں سے قرض لینے کے متعلق مندرجہ ذیل حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱. (ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسے حال میں وفات پائی کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زرہ ۳۰ صاع جو کے بدلے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری شریف)

تشریح:- ایک صاع جو ساڑھے تین سیر (۳ $\frac{1}{2}$) کا ہوتا تھا۔ اس حساب سے ۳۰ صاع جو قریب ڈھائی من کے ہوئے۔ مندرجہ بالا حدیث میں حضرت عائشہؓ

Marfat.com

کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیات مبارک کے بالکل آخری ایام میں بھی آپ کے گھر کے گزارے کا حال یہ تھا کہ ایک یہودی کے پاس اپنی قیمتی زرہ رہن رکھ کر آپ نے صرف ۳۰ صاع جو وفات سے کچھ ہی پہلے قرض لیا تھا حالانکہ آخری ایام میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم تقریباً پورے عرب کے فرماں روا تھے۔

مسلمان کو چھوڑ کر کسی یہودی سے قرض لینے کی مصلحت کیا تھی جب کہ مدینہ کے مسلمانوں میں بھی ایسے بہت سے افراد موجود تھے جن سے قرضے لئے جا سکتے تھے۔ یہودی سے قرض لینے کی بہت سی مصلحتیں ہوسکتی ہیں لیکن سب سے بڑی وجہ غالباً یہ تھی کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسلمانوں کو یہ تعلیم دینا چاہتے تھے کہ لین دین کے یہ تعلقات غیر مسلموں سے بھی رکھنا چاہئے کیونکہ اس طرح ان لوگوں سے آمد و رفت اور ملنے جلنے کے مواقع پیدا ہوں تا کہ غیر مسلم لوگ بھی مسلمانوں کی سیرت کو جانیں اور جانچیں اور ایمان اور رضا الٰہی کی دولت سے وہ بھی بہر یاب ہوں۔

اس سلسلہ میں ایک دوسری حدیث بھی ملاحظہ کریں جس سے غیر مسلموں سے قرض لینے کی مصلحت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

۲. غیر مسلم سے قرض لینے کی مصلحت کے متعلق حدیث

مشکوٰۃ میں امام بیہقی کی ''دلائل النبوۃ'' کے حوالہ سے مدینہ کے ایک بڑے دولتمند یہودی کا یہ واقعہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے کچھ قرض لیا تھا، وہ تقاضہ کو آیا، تو آپ نے عذر کیا کہ اس وقت ہم خالی ہاتھ ہیں اس لئے تمہارا قرض ادا کرنے سے آج مجبور ہیں، اُس نے کہا کہ میں تو بغیر لئے نہیں جاؤں گا، چنانچہ جم کے وہیں بیٹھ گیا، یہاں تک کہ پورا دن گزر گیا اور رات بھی گزر گئی اور حضور نے اس دوران میں اس یہودی کی موجودگی میں ظہر، عصر، مغرب

Marfat.com

عشاء اور فجر کی نمازیں ادا فرمائیں، اور وہ نہیں ٹلا۔ بعض صحابہؓ کو اس کی یہ حرکت بہت ناگوار ہوئی اور انہوں نے چپکے چپکے اس کو ڈرایا دھمکایا تاکہ وہ کسی طرح چلا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا، کہ مجھے اللہ کا یہ حکم ہے کہ کسی معاہد پر کوئی ظلم وزیادتی نہ ہو، یہ سن کو ان صحابہؓ کو بھی خاموش ہو جانا پڑا، پھر کچھ وقت گزرنے کے بعد اس یہودی نے کہا کہ دراصل میں روپیہ کے تقاضے کے لئے نہیں آیا تھا، بلکہ میں دیکھنا اور جاننا چاہتا تھا، کہ وہ اوصاف اور علامات آپ میں موجود ہیں یا نہیں جو ''تورات'' میں آخری زمانے میں آنے والے پیغمبر کے بیان کئے گئے ہیں، اب میں نے دیکھ لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ آپ ہی وہ نبی موعود ہیں۔ اس کے بعد اس نے کلمۂ شہادت پڑھا اور اپنی ساری دولت حضور کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا:۔

''هٰذَا مَالِی مَاحُکُمْ فِیْهِ بِمَا اَرَاکَ اللہ'' یہ میرا سارا مال حاضر ہے، اب آپ اللہ کی تعلیم و ہدایت کے مطابق اس کے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرمائیں اور جس مصرف میں چاہیں اس کو صرف فرمائیں۔

(مشکوٰۃ باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم)

۳۴. صدقہ کی قسمیں

اس سلسلہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ صدقہ کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں اور ہر ایک قسم کی نوعیت کیا ہے؟ اور کون کون سی صدقات کی قسمیں ہیں جن کے ذریعہ قرضدار کو مدد پہنچائی جا سکتی ہے۔

گرچہ صدقہ کی بہت سی قسمیں ہیں جن کا ذکر قرآن کریم اور حدیث کی کتابوں میں کیا گیا ہے لیکن بنیادی طور پر اس کی دو قسمیں ہیں اور باقی قسمیں ان ہی دو قسموں کی شاخیں ہیں۔

Marfat.com

صدقہ کی پہلی قسم کو صدقۂ فرض کہہ سکتے ہیں جس کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے اور دوسری قسم کو صدقۂ نفل کہتے ہیں۔

(الف) صدقہ فرض

اسی کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ یہ وہ صدقہ ہے جو ہر اس بالغ اہل ایمان پر ادا کرنا فرض ہے جو اپنی جائز ضروریات سے فاضل دولت کے مالک ہیں جس کی تفصیل قرآن کریم اور حدیث کی کتابوں میں دی گئی ہے۔ دنیا کی تمام دولتوں اور مالوں کو جن پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے مندرجہ ذیل چار قسموں میں منقسم کر دیا گیا ہے۔

(۱) سونا اور چاندی جو ایمان والوں کی جائز ضروریات زندگی سے فاضل ہو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ سونا چاندی کی طرح دوسرے مال و دولت جیسے سونا چاندی کے زیورات، نقد روپے (سکہ یا نوٹ کی شکل میں) بانڈ۔ بینک میں جمع شدہ رقم سبھی پر سال گزر جانے کے بعد زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

(۲) مویشیوں پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(۳) تجارتی مالوں اور دوسری قسم کے صنعتی اور تجارتی سامانوں پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(۴) کھیتی کی پیداوار اور پھلوں کی فصلوں پر زکوٰۃ کی شرح اور اس کے ادا کرنے کی میعاد کی تفصیل اس کتاب میں دے دی گئی ہے۔ اسی زکوٰۃ کو عاملوں کے ذریعہ صاحب نصاب دولت مندوں سے وصول کر کے سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ کے مطابق مندرجہ ذیل آٹھ قسم کے لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

۱. فُقَراء ۲. مَسَاکِین ۳. عَامِلِین ۴. مُؤَلَّفَةِ قُلُوب

۵. فِی الرِّقَاب ۶. قَرض دار ۷. فِیْ سَبِیْل الله ۸. اِبْنِ السَّبِیْل

ان سب کی تفصیل اس کتاب میں دے دی گئی ہے۔

Marfat.com

گرچہ ظاہرا دیکھنے میں زکوٰۃ ایک قسم کا ٹیکس معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ اللہ کی عبادت ہے جس کے ذریعہ فقراء، مساکین، قرض دار وغیرہ پر مال خرچ کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے۔ اپنی خوشی اور رضا سے زکوٰۃ ادا کرنا اہل ایمان کی پہچان ہے۔ جو لوگ زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کرتے ہیں وہ سنگین قسم کے مجرم، مرتد اور منافق ہیں۔ اس لئے ان کے خلاف جہاد اور قتال کرنا جائز ہے زکوٰۃ کے سلسلہ میں تمام باتوں کی تفصیل قرآن کریم اور احادیث کے حوالہ سے اس کتاب میں بیان کی گئی ہے۔

(ب) صدقہ نفل

ہر اہل ایمان امیر و غریب پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے صدقہ ادا کرنا لازم ہے کیونکہ اس کے ذریعہ ہر انسان مادی چیزوں سے اپنے قلب کو پاک کر لیتا ہے اور اپنے قلب کو اللہ کی محبت کا گہوارہ بنا دیتا ہے۔ اگر کسی کے پاس صدقہ دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے پھر بھی اس کو اچھے اخلاق سے پیش آنا، اچھا عمل کرنا یا کم از کم میٹھی بولی بول کر صدقہ ادا کرنا لازم ہے جس کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا۔

صدقہ نفل کے متعلق قرآن کریم کی سورۂ بقرہ کی آیتوں کا ترجمہ مع تشریح ملاحظہ کریں۔

(۱) [آیت ۲۷۰ کا ترجمہ] ''تم جو کچھ خرچ کرو یعنی خیرات اور جو کچھ نذر مانو اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں''

تشریح:- نذر کا مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص سے میرا فلاں کام ہو گیا یا فلاں مصیبت سے نجات مل گئی تو میں اللہ کی راہ میں اتنا صدقہ کروں گا۔ اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہے۔ نذر بھی نماز، روزہ کی طرح عبادت ہے اس لئے اللہ کے سوا کسی اور کی نذر ماننا

Marfat.com

اللہ کی عبادت نہیں ہے۔ بلکہ یہ شرک ہے اور منع ہے چنانچہ خرچ خواہ اللہ کے لئے کیا ہو یا غیر اللہ کے لئے یا نذر اللہ کے لئے مانی ہو یا اللہ کے سوا کسی اور کے لئے دونوں صورتوں میں آدمی کی نیت اور اس کے فعل سے اللہ خوب واقف ہے۔ اس لئے غیر اللہ کی نیت نہیں کرنی چاہئے۔

۲. [آیت ۲۷۱ کا ترجمہ] ''اگر تم صدقہ وخیرات کو ظاہر کر کے دو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ طور پر فقراء کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ اللہ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور اللہ تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے''

تشریح:۔ صدقہ فرض اعلانیہ دینا اوّل ہے اور صدقہ فرض کے ماسوا ہو تو اس کا خفیہ طور پر دینا زیادہ بہتر ہے۔ یعنی اصول تمام اعمال کے لئے ہے کہ فرائض کو اعلانیہ اور نوافل کو پوشیدہ طور پر انجام دینا افضل ہے۔ چونکہ زکوٰۃ فرض ہے اس لئے اس کا اعلانیہ انجام دینا افضل ہے بشرطِ کہ اس میں ریا کاری کا جذبہ شامل نہ ہو۔

۳. [آیت ۲۷۲ کا ترجمہ] ''انہیں ہدایت پر لا کھڑا کرنا تیرے ذمہ نہیں بلکہ ہدایت اللہ تعالیٰ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور جو بھلی چیز اللہ کی راہ میں دو گے اس کا فائدہ خود پاؤ گے۔ تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے وہی خرچ کرنا چاہئے۔ تم جو کچھ مال خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ تمہیں دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا''۔

تشریح:۔ تفسیروں میں اس آیت کی شانِ نزول یہ بیان کی گئی ہے کہ مسلمان اپنے مشرک رشتہ داروں کی مدد کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہدایت کے راستے پر لگا دینا صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ دوسری بات اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی کہ تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی رضا مندی کے لئے خرچ کرو گے تو اس کا پورا بدلہ تمہیں دیا جائے گا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ غیر مسلم رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے

Marfat.com

اللہ اس کا پورا بدلہ دے گا۔ تاہم زکوٰۃ صرف مسلمانوں کا حق ہے یہ کسی غیر مسلم کو نہیں دی جا سکتی لیکن صدقہ نفل غیر مسلم رشتہ داروں کو دیا جا سکتا ہے۔

۴ بھوکے پیاسے جانوروں کو کھلانا پلانا بھی صدقہ ہے۔ اس سلسلہ میں حدیث ملاحظہ کریں:-

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیا جانوروں کو کھلانے پلانے میں بھی ثواب ہے؟ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ ہاں! ہر حساس جانور کو کھلانے پلانے میں اجر و ثواب ہے (یعنی جس جانور کو بھوک پیاس لگتی ہے اس کو کھلانے پلانے میں ثواب ہے۔ (صحیح بخاری اور صحیح مسلم)

۵. اپنے اہل وعیال کی ضروریات پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔ اس سلسلہ میں حدیث ملاحظہ کریں:-

(ترجمہ) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ''جب کوئی صاحب ایمان بندہ اپنے اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرے تو وہ اس کے حق میں صدقہ ہوگا'' (صحیح بخاری)

ایک دوسری سنن ابی داؤد کی حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ وہ صدقہ افضل ترین صدقہ ہے جس کو پہلے تم ان پر خرچ کرو جن کے تم ذمہ دار ہو (یعنی بیوی بچوں پر)

زکوٰۃ کے علاوہ مالی صدقات

خاص حالات میں زکوٰۃ ادا کر دینے کے بعد بھی اللہ کے ضرورت مند بندوں کی مدد کی ذمہ داری دولت مندوں پر باقی رہتی ہے اس سلسلہ میں حدیث اور قرآن کی آیت ملاحظہ کریں جس کی تفصیل قبل ''مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ کا حق'' کے

Marfat.com

عنوان سے جو مضمون ہے اس میں بیان کی جا چکی ہے۔ وہاں اِس حدیث اور سورۃ بقر (آیت: ۱۷۷) ملاحظہ کریں جس میں زکوٰۃ کے علاوہ مالی صدقات کی تفصیل دے دی گئی ہے۔

(ج) صدقہ اور زکوٰۃ میں فرق

(۱) اپنی خوشی سے رضا کارانہ طور پر مال و دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو صدقہ نفل کہتے ہیں۔ اس کو کسی سے زبردستی وصول نہیں کیا جاتا ہے۔ اگر مال و دولت کو اللہ کی راہ میں دولت مندوں سے وصول کر کے فقراء اور مساکین وغیرہ کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے اسے زکوٰۃ کہتے ہیں۔

(۲) صدقہ ادا کرنے کے لئے کوئی نصاب اور شرح مقرر نہیں ہے لیکن زکوٰۃ کی وصولی ضابطہ اور اصول کے مطابق کی جاتی ہے اور صاحب نصاب دولت مندوں سے نصاب اور شرح کے مطابق زکوٰۃ وصول کر کے غیر صاحب نصاب فقراء اور مساکین وغیرہ کے درمیان تقسیم کی جاتی ہے۔ اگر مسافر صاحب نصاب ہیں تو ان کو زکوٰۃ کی رقم سے مدد نہیں ملے گی لیکن صدقہ نفل کی رقم سے ان کی مدد کی جا سکتی ہے۔

(۳) زکوٰۃ حکومت کی طرف سے عامل کے ذریعہ وصول کر کے بیت المال کے ذریعہ تقسیم کی جاتی ہے لیکن صدقہ ادا کرنے والے خود اپنی خواہش سے ادا کرتے ہیں۔ وہ کسی حاجتمند کو دیں یا بیت المال میں جمع کر دیں۔

(۴) صدقہ نفل ادا کرنا غریب امیر سب پر لازمی ہے لیکن زکوٰۃ صرف صاحب نصاب دولت مندوں پر ادا کرنا فرض ہے۔

(۵) صدقہ نفل ادا نہیں کرنے سے ایک اہل ایمان منافق نہیں ہو جاتا لیکن زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کرنے والا مرتد اور منافق ہو جاتا ہے اور اس کے خلاف

Marfat.com

جہاد اور قتال تک کرنا جائز ہے۔

(۶) اگرچہ اسلام میں صدقہ غریب، امیر سب پر لازم کیا گیا لیکن اس کو صدقہ دینے والے کی خواہش اور رضا پر چھوڑا ہے۔ حاکم وقت کا دباؤ اس پر نہیں ڈالا گیا بلکہ اللہ کا خوف اور اللہ کی محبت کی وجہ سے اہل ایمان جتنا دے سکتے ہیں ادا کردیں لیکن زکوٰۃ صرف دولت مندوں سے وصولی جاتی ہے۔

(۷) گرچہ صدقہ اور زکوٰۃ دونوں علانیہ اور پوشیدہ طور پر دے سکتے ہیں لیکن چونکہ زکوٰۃ فرض ہے اسے علانیہ ادا کرنا افضل ہے اور صدقہ فرض نہیں ہے اس لئے اس کو خفیہ طور پر دینا افضل ہے۔

(۸) صدقہ غیر مسلم رشتہ داروں کو دیا جا سکتا ہے لیکن زکوٰۃ پر صرف مسلمانوں کا حق ہے یہ کسی غیر مسلم کو نہیں دی جا سکتی۔

(۹) جو رقم یا سامان زکوٰۃ کے طور پر وصول کیا جاتا ہے اس کو غریبوں اور مسکینوں وغیرہ میں حکومت وقت بیت المال کے ذریعہ تقسیم کرتی ہے اور دولت مندوں کو تقسیم کرنے کا کام نہیں دیا جاتا ہے۔ حکومت عوام سے زکوٰۃ وصول کر کے مختلف فلاحی کاموں پر خرچ کرتی ہے لیکن صدقہ دینے والے خود ہی حاجت مندوں کو دے سکتے ہیں یا بیت المال میں تقسیم کرنے کے لئے جمع کر سکتے ہیں یا قرض دار کو دئے گئے قرض کو صدقہ کے طور پر معاف کر سکتے ہیں جس کا ذکر سورۂ بقرہ کی آیت: ۲۸۰ میں ہے۔

(د) زکوٰۃ ادا کرنے کے اہم اصول

(۱) اس مال یا رقم پر زکوٰۃ نہیں لگے گی جس کو ایک جائز ضرورت کے لئے علٰحدہ رکھا گیا ہو تا کہ سال ختم ہونے سے پہلے اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے لیکن اگر وہ ضرورت سال ختم ہونے کے بعد پڑے گی تو اس پر زکوٰۃ لگے گی۔

Marfat.com

(۲) اگر کسی تجارت میں بہت سے حصہ دار ہیں جن کے انفرادی حصے نصاب سے کم ہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں لگے گی۔

(۳) اگر سبھی حصوں کی مجموعی قیمت نصاب کے برابر یا نصاب سے زیادہ ہو تو کسی بھی حصہ دار کی ذمہ داری زکوٰۃ دینے کی نہیں ہوگی۔

(۴) اگر ایک شخص اپنی جائداد سے محروم ہو جاتا ہے اور کچھ دن گزرنے کے بعد وہ جائداد پھر اس کو واپس مل جاتی ہے تو اس کو زکوٰۃ ادا کرنے کی ضرورت اس میعاد تک کے لئے نہیں ہے جس میعاد تک وہ بغیر جائداد کے تھا۔

(۵) اس جائیداد پر زکوٰۃ نہیں لگے گی جس پر دوسرے قسم کا ٹیکس جیسے عشر وغیرہ لگ چکا ہے کیونکہ ایک ہی میعاد میں دو قسم کی زکوٰۃ ایک ہی جائیداد پر نہیں لگائی جا سکتی ہے۔ اگر ایک شخص کی جائیداد کی قیمت کچھ دنوں کے لئے گھٹ جاتی ہے یعنی مختصر میعاد کے لئے کم ہو جاتی ہے اور پھر اس کی قیمت بڑھ کر نصاب تک پہنچ جاتی ہے تو اس پر زکوٰۃ لگے گی۔

(۶) زرِ پیشگی کی ہوئی جائیداد پر زکوٰۃ نہیں لگے گی۔

(۷) اگر کسی عطیہ کی ہوئی چیز کی قیمت نصاب تک پہنچ جاتی ہے اور ایک سال کی میعاد گذر جاتی ہے تو اس پر زکوٰۃ لگے گی۔

(۸) گھریلو استعمال کی چیز جیسے پیتل، تانبے، لوہا، جستہ وغیرہ کے برتن، پوشاک، زمین پر بچھانے کی چٹائی، فرنیچر وغیرہ زکوٰۃ سے بری ہیں۔

(۹) ایک دولت مند مسافر کی جائیداد پر زکوٰۃ لگے گی بشرطِ کہ اس جائیداد کی قیمت نصاب تک پہنچ گئی ہے۔

۳۵. عامل کے عہدہ کے متعلق چند حدیثیں

جس طرح آج کل سرکاری ٹیکس وصولنے کے لئے ہر ضلع میں کلکٹر مقرر ہیں

Marfat.com

جن کا مشاہرہ سرکاری خزانے سے ملتا ہے اسی طرح اسلامی حکومت میں زکوٰۃ وصولنے کے لئے عامل مقرر کئے جاتے تھے جن کا مشاہرہ یا وظیفہ زکوٰۃ ہی کی رقم سے بیت المال کے ذریعہ ادا کیا جاتا تھا۔ سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ میں ہے کہ تمام عاملین کو جو زکوٰۃ کی تحصیل کرتے ہیں زکوٰۃ کے فنڈ سے ہی ان کا معاوضہ یا وظیفہ دیا جائے گا۔ اس آیت میں یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کی رقم عاملین پر خرچ کرنا اللہ کی طرف سے مقرر کردہ فرض ہے اور یہ زکوٰۃ کے آٹھ مصرفوں میں سے ایک مصرف ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ صاحب نصاب دولت مندوں کو زکوٰۃ دینا منع ہے سوائے پانچ قسم کے لوگوں کے:۔

اوّل وہ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ دوسرے وہ عامل جو زکوٰۃ وصولتے ہیں۔ تیسرے قرضدار چوتھے وہ شخص جو غلامی سے آزاد ہونا چاہے۔ پانچویں وہ شخص جس کے پڑوس میں غریب ہو اس کو زکوٰۃ دینے کے لئے۔

چنانچہ عاملین گرچہ صاحب نصاب دولت مند کیوں نہ ہوں ان کو زکوٰۃ فنڈ سے وظیفہ دیا جائے گا۔ عامل کے وظیفہ یا حق المحنت کے سلسلہ میں حدیث ملاحظہ کریں:

(ترجمہ) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آزاد کردہ غلام ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنی مخزوم کے ایک آدمی کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر فرمایا۔ اس مخزومی نے ابو رافعؓ سے کہا "تم بھی میرے ساتھ چلو تا کہ تمہیں بھی (حق المحنت کے طور پر) کچھ مل جائے جس طرح مجھے ملے گا۔ ابو رافعؓ نے ان سے کہا جب تک میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس بارے میں دریافت نہ کرلوں تمہارے ساتھ نہیں چل سکتا۔ اس کے بعد ابو رافعؓ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت حاضر ہوئے اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس بارے میں دریافت کیا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہمارے گھر اور ہمارے

Marfat.com

خاندان کے لئے زکوٰۃ میں سے کچھ لینا جائز نہیں ہے اور ان گھرانوں کے غلام بھی انہیں میں سے ہیں (اس لئے ہماری طرح تمہارے لئے بھی زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے) [جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی]

اس حدیث سے پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے خاندان کے لئے زکوٰۃ فنڈ سے کچھ لینا حلال نہیں ہے یہاں تک کہ آزاد کئے ہوئے غلاموں کے لئے بھی حلال نہیں ہے۔ اس حدیث سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ زکوٰۃ کی تحصیل کرنے کی اجرت اسی زکوٰۃ کی رقم میں سے ہر عامل کو دی جائے گی جو سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ میں دیئے گئے حکم کے عین مطابق ہے۔

چونکہ عامل ایک بڑے ذمہ دار عہدے پر فائز رہتے ہیں اس لئے ان کو زکوٰۃ معاف کرنے یا کمی کرانے کے لئے کسی سے رشوت، نذرانہ یا تحفہ لینا منع ہے۔

زکوٰۃ دینے والے کو چاہئے کہ خندہ پیشانی کے ساتھ زکوٰۃ کی باقی رقم کو عامل کے پاس جمع کر دے تاکہ وہ اس کو خوشی سے قبول کرلیں اس سلسلہ میں چند حدیثیں ملاحظہ کریں۔:-

(۱) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ ''جب عامل زکوٰۃ وصولنے کے لئے تمہارے پاس آئیں تو تم ان کو خوش اخلاقی کے ساتھ روانہ کرو۔ (مسلم)

(۲) حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ زکوٰۃ وصولنے والے عامل اس وقت تک اللہ کی راہ میں بالکل غازی کے مانند ہیں جب تک کہ وہ اپنے گھر واپس نہیں ہو جاتے ہیں۔ (ابوداؤد)

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو عامل زکوٰۃ کی رقم وصولنے میں زیادتی کرتے ہیں تو وہ ایسے ہیں گویا انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا۔ (ترمذی)

Marfat.com

(۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے پاس ایسے (زکوٰۃ وصول کرنے والے عامل کے) چھوٹے گروہ آئیں گے جو پسند نہیں کیے جائیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کا استقبال کرو اور جو وہ لوگ چاہتے ہیں ان کو دے کر روانہ کردو (زکوٰۃ)۔ اگر وہ لوگ انصاف پسند ہیں تو وہ اپنے ہی لئے ہیں اور اگر ظلم کرتے ہیں تو وہ لوگ خود اپنے خلاف ظلم کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو خوش کرو کیونکہ تمہاری زکوٰۃ کی تکمیل انہیں لوگوں کی خوشی میں ہے۔ ان لوگوں سے اپنے لئے دعا کراؤ (ابوداؤد)

۳۶. عامل کن مالوں میں سے زکوٰۃ وصولیں گے اور اس کا نصاب کیا ہوگا

سورۂ توبہ کی آیت ۱۰۳ میں اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ:-

(ترجمہ) ''ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ وصول کر ان کو پاک اور صاف کردو۔''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مال جمع کیا جائے اور بڑھایا جائے اور اس میں سے راہ خدا میں صرف نہ کیا جائے وہ ناپاک ہے۔ اس لئے اس کو پاک کرنے کی صورت یہی ہے کہ اس میں سے اللہ کا حق نکال کر اس کے بندوں کو دیا جائے۔

قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیتوں سے صرف زمین کی پیداوار اور سونا چاندی کی زکوٰۃ کا حکم ملتا ہے لیکن احادیث میں آیا ہے کہ تجارتی مال، اُونٹ، گائے اور بکریوں وغیرہ میں بھی زکوٰۃ ہے۔ اس کے علاوہ زمین کے اندر پوشیدہ خزانے میں بھی زکوٰۃ ہے جسے خمس کہتے ہیں کیونکہ یہ بھی تو ایک قسم کی زمین ہی کی پیداوار ہے۔

سورۂ بقرہ کی آیت ۲۶۷ میں ہے:-

(ترجمہ) ''جو پاک مال تم نے کمائے ہیں اور جو پیداوار ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہے اس میں سے راہِ خدا میں خرچ کرو''

Marfat.com

چنانچہ تجارت کے ذریعہ کمایا ہوا پاک مال، نوکری کے ذریعہ کمایا ہوا پاک مشاہرہ، مہنگائی بھتہ وغیرہ، ٹھیکے داری کے ذریعہ کمایا ہوا پاک مال، ہر قسم کے پیشے کے ذریعہ کمایا ہوا پاک مال جیسے ڈاکٹری، حکیمی، جراحی وغیرہ میں بھی زکوٰۃ ہے۔ اس کے علاوہ جو پیداوار اللہ زمین سے نکالتا ہے اس میں بھی زکوٰۃ ہے۔

سورۃ الانعام کی آیت ۱۴۲ میں ہے:-

(ترجمہ) ''اس کی پیداوار جب نکلے تو اس میں سے کھاؤ اور فصل کٹنے کے دن اللہ کا حق نکال دو'' جو پیداوار اللہ تعالیٰ زمین سے نکالتا ہے جیسے کھیت کی فصل یا باغیچہ کا پھل وغیرہ اس پر بھی زکوٰۃ لگتی ہے اس کو بھی عشر کہتے ہیں کیونکہ اس کے نصاب کی شرح مختلف ہے۔ ہر قسم کی زمین کی پیداوار پر عشر فرض ہے۔ عشر فرض ہونے کے لئے سال گزرنے کی قید نہیں کیونکہ فصل وغیرہ کٹنے کے دن ہی اللہ کا حق نکال دینے کا حکم ہے۔ اس کی تفصیل آئندہ بیان کی جائے گی۔

۳۷. نصاب کا معنیٰ

نصاب کا معنیٰ کیا ہے؟ نصاب کہتے ہیں مال و جائیداد کی اس حد کو جس پر زکوٰۃ لگے گی یعنی نصاب سے کم مال و جائیداد رکھنے والے کو زکوٰۃ ادا کرنا فرض نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کم سے کم مال اور جائداد کی وہ حد جس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے نصاب کہلاتا ہے۔ جس شخص کے پاس اتنی جائیداد یا مال ہو جس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے اس کو صاحب نصاب کہا جاتا ہے۔

عامل کے پاس صاحب نصاب اور غیر صاحب نصاب دونوں کی فہرست رہنا ضروری ہے تاکہ زکوٰۃ و صدقات کی وصولی صاحب نصاب والی فہرست کے مطابق کی جائے اور اس کی تقسیم غیر صاحب نصاب والی فہرست کے مطابق کی جائے۔ حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''مجھے حکم دیا گیا

Marfat.com

ہے کہ مالداروں سے صدقہ وصول کروں اور تمہارے فقراء میں تقسیم کردوں۔''

سوال یہ ہے کہ کن مالداروں کے لئے صدقات ادا کرنا فرض ہے جن سے عامل صدقات ''یعنی زکوٰۃ، عشر، خمس وغیرہ وصول کریں گے۔

مندرجہ ذیل شرائط پورا کرنے والے مالدار مسلمانوں پر صدقہ زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

(۱) صرف مسلمانوں کو زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ غیرع مسلم اور منافق زکوٰۃ دینے سے بری ہیں۔

(۲) زکوٰۃ دینے والے مالدار شخص کے پاس نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ مال یا جائیداد ہونا چاہیئے۔ نصاب کے لئے مال کا کسی شخص کے پاس جائز ضرورت سے فاضل ہونا چاہیئے۔

(۳) اگر ایک شخص کے پاس نصاب کے برابر جائیداد ہے ساتھ ہی وہ دوسرے شخص کا قرض دار ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا فرض نہیں ہے۔ اگر اس کے پاس کافی مال و دولت ہے جو قرض ادا کرنے کے بعد نصاب کے برابر ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

(۴) پاگل پر زکوٰۃ دینا فرض نہیں ہے لیکن امام مالک کے مطابق پاگل شخص کے ولی یا گارجین کی ذمہ داری ہے کہ وہ پاگل شخص کی جائیداد سے زکوٰۃ دیں۔

(۵) ہر مالدار شخص کو اسی مال یا جائیداد کی زکوٰۃ دینا فرض ہے جو اس کے قبضہ میں پورے ایک سال قمری حساب سے رہا ہو لیکن عشر کا فرض ہونے کے لئے سال گزرنے کی قید نہیں ہے۔ ہیرا اور دوسرے قیمتی پتھروں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۶) اگر تجارت میں بہت سے حصہ دار یا شریک دار ہیں اور ان کے انفرادی حصے نصاب سے کم ہوں تو زکوٰۃ نہیں لگے گی۔

Marfat.com

۳۸. چند اشیاء کا نصاب

جن مالوں، جائیدادوں، مویشیوں، زمین کے نیچے پوشیدہ خزانوں، کھیت اور باغیچوں وغیرہ کی پیداواروں سے عامل زکوٰۃ وصول کریں گے ان کا نصاب مندرجہ ذیل ہے:-

(۱) چاندی کا نصاب

۵ (پانچ) اوقیہ یعنی ۲۰۰ (دوسو) درہم جو برابر ہے ½۵۲ (ساڑھے باون) تولہ چاندی کے (½۵۲ تولہ برابر ہے تقریباً ۵۲۵ گرام)

(۲) سونا کا نصاب

۲۰ (بیس) دینار یعنی ۲۰ (بیس) مثقال جو ½۷ (ساڑھے سات) تولہ سونا کے برابر ہے (½۷ تولہ برابر ہے تقریباً ۷۵ گرام)

نوٹ: اگر کسی شخص کے پاس ½۵۲ تولہ چاندی یا ½۷ تولہ سونا ہے اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس پر اس کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ فرض ہے۔

(۳) مویشی کا نصاب

(الف) اونٹ کا نصاب	۵ اونٹ
(ب) بکریوں یا بھیڑوں کا نصاب	۴۰ بکریاں یا بھیڑیں
(ج) گائے بھینس کا نصاب	۳۰ گائیں یا بھینس

(۴) سونا کا نصاب

½۵۲ (ساڑھے باون) تولہ چاندی کے بقدر مالیت جس کے پاس اتنا مال موجود ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس میں سے چالیسواں (۱/۴۰) حصہ نکالنا فرض ہے۔ جو مال بیچنے اور نفع کمانے کے لئے ہو وہ مال تجارت ہے۔

حنفی مسلک کے مطابق اگر چاندی اور سونا دونوں الگ الگ بقدر نصاب

Marfat.com

نہ ہوں لیکن دونوں مل کر کسی ایک کے نصاب کی حد تک ان کی قیمت پہنچ جائے تو ان میں سے بھی زکوٰۃ نکالنا فرض ہے۔

(۵) عشر کا نصاب

زمین اور باغیچہ کی پیداوار پر جو زکوٰۃ ہے اسے عشر کہا جاتا ہے۔ عشر کا نصاب مندرجہ ذیل ہے۔

پانچ وسق سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہوگی اور ایک وسق قریباً چھ (۶) من ہوتا ہے۔ اس حساب سے پانچ وسق تیس (۳۰) من کے قریب ہوگا جو عشر کا نصاب زکوٰۃ ہوگی۔

قدرتی ذرائع سے پیداوار پر عشر (زکوٰۃ) دسواں (۱/۱۰) حصہ ہے اور مصنوعی ذرائع سے پیداوار پر نصف عشر یعنی بیسواں (۱/۲۰) حصہ ہے۔ یعنی قدرتی ذرائع سے پیداوار پر دس (۱۰) حصوں میں ایک حصہ زکوٰۃ نکالنی ہوگی۔

پہلے بتایا جاچکا ہے کہ عشر فرض ہونے کے لئے سال گزرنے کی قید نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں حکم ہے کہ فصل کٹنے کے دن اللہ کا حق نکال دو۔

قدرتی ذرائع سے پیداوار کا مطلب ہے بارش کا پانی یا جھرنا کا پانی یا ندی یا دوسرے قدرتی ذرائع سے سینچائی کر کے جو پیداوار حاصل کی جائے گی اس پر دس (۱۰) حصوں میں ایک حصہ زکوٰۃ ہے۔

مصنوعی ذرائع سے پیداوار کا مطلب ہے کہ کوئیں سے پانی نکال کر سنچائی کی جائے یا مشین کے ذریعہ سنچائی کی جائے یا نہر سے پانی خرید کر سنچائی کی جائے اس سے جو پیداوار ہوگی اس پر بیس حصوں میں ایک حصہ زکوٰۃ ہے۔

(۶) شہد کا نصاب

شہد کا نصاب وہی ہے جو عشر کا نصاب ہے یعنی اگر قدرتی ذرائع سے شہد کی پیداوار حاصل ہوئی ہو تو دس حصوں میں ایک حصہ عشر ہے اور اگر مصنوعی ذرائع سے شہد حاصل ہوا ہو جیسے شہد کا بکس، مکھی وغیرہ خرید کر شہد کی مکھی پال کر پیداوار حاصل کی گئی

Marfat.com

ہوتو بیس (۲۰) حصوں میں ایک حصہ زکوٰۃ ہے۔

امام شافعی کے مطابق شہد پر عشر فرض نہیں ہے کیونکہ یہ جانور یعنی شہد کی مکھی کی پیداوار ہے لیکن امام ابو حنیفہ کی رائے ہے کہ مندرجہ ذیل دو وجہوں سے شہد عشر سے بری نہیں ہے۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ شہد پر عشر ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ شہد کی مکھیاں شہد کو پھلوں اور پھولوں وغیرہ سے نکال کر جمع کرتی ہیں اس لئے ان پر عشر ہے کیوں کہ پھل اور پھول وغیرہ پر عشر ہے تو شہد پر بھی عشر لگے گا۔ شہد بھی پھل اور پھول کا حصہ ہے۔ درختوں پر عشر نہیں ہے لیکن درخت کے پھل اور پھول پر عشر ہے اس لئے شہد پر عشر ہے۔ (ہدایہ)

(۷) زمین کے نیچے پوشیدہ خزانوں کا نصاب

زمین کے اندر کے پوشیدہ خزانوں پر جو زکوٰۃ لگتی ہے اسے خمس کہتے ہیں۔ زمین کے اندر سے جو بھی پوشیدہ خزانہ نکلتا ہے اس کے پانچ حصوں میں سے ایک حصہ زکوٰۃ کی شکل میں بیت المال میں جمع کرنا فرض ہے باقی چار حصے زمین کے مالک کے ہوں گے۔ لیکن ہیرے جواہرات یعنی قیمتی پتھروں پر زکوٰۃ نہیں ہے اس لئے اس کا نصاب بھی نہیں ہے۔ سونا۔ چاندی وغیرہ پر زکوٰۃ اس لئے ہے کہ یہ سب آگ میں پگھل جاتے ہیں۔

رہائش کے مکان کے نیچے جو کان نکلتا ہے اس پر امام ابو حنیفہؒ کے مطابق زکوٰۃ فرض نہیں ہے لیکن ان کے سبھی شاگردوں کی رائے ہے کہ اس پر بھی پانچ حصوں میں سے ایک حصہ زکوٰۃ ہے (ہدایہ)

جواہرات اگر تجارت کے لئے ہوں تو زکوٰۃ فرض ہے اور تجارت کے لئے نہ ہوں تو زکوٰۃ فرض نہیں ہے

Marfat.com

(۳۹) عشر کے متعلق چند اہم شرعی اصول

(الف)

۱. وقف کی زمین پر عشر لگے گا جسے کھیت کے کاشتکار کو ادا کرنا ہے۔

۲. عشر نقد یا غلہ کی شکل میں ادا کر سکتے ہیں۔

۳. ہر ایک فصل پر عشر ہے گرچہ ایک سال کے اندر فصل ایک بار کٹے یا دو بار یا تین بار کٹے۔

۴. پوری پیداوار میں سے عشر کا حساب جوڑنا ہوگا اس کے بعد ہی کاشتکاری اور کھیتی کے دوسرے اخراجات کو جوڑنا ہوگا۔

۵. پیداوار کی مقدار کتنی ہی ہو عشر ادا کرنا فرض ہے۔

۶. عشر فرض ہونے کے لئے سال گذرنے کی قید نہیں ہے۔

۷. عشر ادا کرنے کی ذمہ داری کھیتی کرنے والے کاشتکار پر ہے گرچہ اس کاشتکار نے زمین کو ٹھیکہ پر لیا ہو یا تھوڑے دنوں کے لئے عاریتاً لیا ہو۔

۸. زمین کی مال گذاری سرکار کو ادا کرنے کی بعد بھی عشر منسوخ نہیں ہو جاتا ہے۔

۹. عشر کا حساب جوڑتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اگر زمین کی سینچائی کئی بار قدرتی ذرائع سے ہوئی ہے تو دس (۱۰) حصوں میں سے ایک حصہ عشر ہوگا اور اگر مصنوعی ذرائع سے زیادہ دنوں تک سنچائی ہوئی ہو تو بیس (۲۰) حصّوں میں ایک حصہ زکوٰۃ ہے۔ (یعنی نصف عشر)

(ب) جانوروں پر زکوٰۃ اور اس کے ادا کرنے کے اصول۔

۱. ایک سال سے کم کے اونٹ، گھوڑے، گائے کے بچھڑے، ہرن اور بھیڑ بکری کے بچوں پر زکوٰۃ نہیں لگے گی۔

۲. سواری کے جانوروں۔ جنگلی جانوروں اور غذا کے لئے جو جانور ذبح کئے جاتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں لگے گی۔

Marfat.com

۳. ان سبھی جانوروں پر زکوٰۃ لگے گی جو قدرتی گھاس یعنی چراگاہ وغیرہ میں چرتے ہیں۔ ان جانوروں پر زکوٰۃ نہیں لگے گی جن کو گھروں میں چارہ وغیرہ کاٹ کر کھلایا جاتا ہے۔

۴. دودھ کے لئے یا بچہ پیدا کرنے کے لئے جو چراگاہ میں چرنے والا مویشی پالا جاتا ہے اس پر زکوٰۃ لگے گی۔

۵. قمری سال گزر جانے کے بعد ہی جانوروں پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

گھوڑوں پر زکوٰۃ

امام شافعیؒ اور امام یوسفؒ کے مطابق کچھ قسم کے گھوڑے ایسے ہیں جن پر زکوٰۃ نہیں لگے گی۔ مثلاً وہ گھوڑے جو جہاد یا ذاتی سواری کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں لگے گی۔ اگر گھوڑے تجارتی مال کے طور پر خرید و فروخت کئے جاتے ہیں اور ان سے دولت کمائی جاتی ہے تو ان پر زکوٰۃ لگے گی۔ گھوڑے کی اس تجارتی دولت پر جو زکوٰۃ لگے گی اس کی شرح یہ ہے۔ کل رقم جو گھوڑوں کے مالک تجارت کے ذریعہ گھوڑوں کو فروخت کر کے حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

گھوڑوں پر زکوٰۃ ادا کرنے کے متعلق مجتہدین کی رائے میں اختلاف ہے۔ اگر گھوڑے اور گھوڑیوں کو ایک ہی ساتھ رکھ کر سال کے بڑے حصے میں چراگاہ میں چرا کر پالے جاتے ہیں تو ان پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی لیکن ایسی حالت میں گھوڑے اور گھوڑیوں کے مالک کو اختیار ہے کہ ایک دینار فی جانور یا کل قیمت کا پانچ فیصد زکوٰۃ ادا کریں۔ زیادہ تر مجتہدین آخر الذکر کو ہی اختیار کرنے کی رائے دیتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے دو شاگردوں یعنی ابو یوسف اور محمد احمد کی رائے ہے کہ گھوڑوں پر کسی قسم کی زکوٰۃ نہیں لگے گی اور اس سلسلہ میں یہ مجتہدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا حوالہ دیتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے گھوڑوں اور غلاموں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ چونکہ جو غلام اور گھوڑے گھروں میں پالے جاتے ہیں (عام چراگاہ میں نہیں) اور جو جہاد میں اور ذاتی سواری کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں لگے گی اس لئے امام ابوحنیفہؒ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک دوسری حدیث پیش کرتے ہیں جس میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ معمولی قسم کے گھوڑوں پر ایک دینار یا دس درہم فی جانور زکوٰۃ لگے گی۔

مختلف قسم کے جانوروں پر زکوٰۃ ادا کرنے کی شرح مندرجہ ذیل ہے

جانوروں کے نام	جانوروں کی تعداد	زکوٰۃ ادا کرنے کی شرح
۱. بکرے یا بھیڑیں	۴۰ سے ۱۰۰ تک	ایک بکرا یا دو بھیڑیں
	۱۰۱ سے ۲۰۰ تک	دو بکرے یا دو بھیڑیں
	۲۰۱ سے ۳۰۰ تک	تین بکرے یا تین بھیڑیں
۲. اونٹ	۵ سے ۹ تک	ایک بکرا
	۱۰ سے ۱۴ تک	دو بکرے
	۱۵ سے ۱۹ تک	تین بکرے
	۲۰ سے ۲۴ تک	چار بکرے
	۲۵ سے ۳۵ تک	پانچ بکرے
	۳۰ سے	چھ بکرے
۳. گائے اور بھینس	۳۰ سے ۳۹ تک	ایک بچھڑا ایک یا ایک سے زیادہ سال کا
	۴۰ سے ۵۹ تک	ایک بچھڑا جو دو سال سے کم کا نہ ہو
	۶۰ سے ۶۹ تک	دو بچھڑے ایک سال کے۔
		مشکوٰۃ شریف

Marfat.com

۴۰۔ صدقۂ فطر

سب سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ ''صدقۂ فطر'' کسے کہتے ہیں۔فطر کے معنیٰ روزہ کھولنے یا توڑنے کے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک صدقہ مقرر فرمایا ہے کہ رمضان شریف کا مہینہ ختم ہونے پر روزہ کھل جانے کی خوشی میں اللہ کی راہ میں مالی صدقہ غریبوں کو دے کر خوشی منائیں اسی کو صدقۂ فطر کہتے ہیں۔ اسی روزہ کھلنے کی خوشی منانے کے دن کو عید الفطر کہتے ہیں ہر آزاد مسلمان پر جو بقدرِ نصاب مال و دولت کا مالک ہو صدقہ واجب ہے۔

زکوٰۃ کے نصاب اور صدقۂ فطر کے نصاب کی مقدار ایک ہی ہے یعنی ساڑھے باون تولہ یا ۵۲۵ گرام چاندی یا اس کی قیمت لیکن زکوٰۃ کے نصاب اور صدقۂ فطر کے نصاب میں فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے تو چاندی یا سونا مال تجارت وغیرہ کا صاحب نصاب کے پاس ہونا ضروری ہے اور صدقۂ فطر واجب ہونے کے لئے ان تینوں چیزوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صدقۂ فطر کے نصاب میں ہر قسم کا مال حساب میں لے لیا جاتا ہے۔مال کا ضرورت سے زیادہ اور قرض سے بچا ہوا ہونا دونوں نصابوں میں ضروری ہے۔مثلاً اگر کسی کے پاس اس کے استعمال کے کپڑوں سے زائد کپڑے رکھے ہوئے ہوں یا روزمرہ کی ضرورت سے زائد چینی مٹی، پیتل، تانبے وغیرہ کے برتن رکھے ہوں یا کوئی مکان اس کا خالی پڑا ہے اور کسی قسم کا سامان یا اسباب ہے اور اس کی حاجت اصلیہ سے زائد ہے اور ان چیزوں کی قیمت نصاب کے برابر یا زیادہ ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے لیکن صدقۂ فطر واجب ہے۔صدقہ فطر کے نصاب پر سال بھر گزرنا ضروری نہیں۔ہے بلکہ صدقۂ فطر ادا کرنے کے روز ہی وہ نصاب کا مالک ہو تو بھی صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

Marfat.com

کن لوگوں کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے

ا. ہر صاحب نصاب شخص پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب ہے لیکن نابالغوں کا اگر اپنا مال ہے تو ان کے مال میں سے ادا کرنا چاہئے۔

۲. ہر صاحب نصاب پر صدقۂ فطر واجب ہے خواہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے۔

صدقہ واجب ہونے کا وقت

عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہو جاتا ہے۔ جو شخص عید کے دن صبح صادق سے پہلے مر گیا اس کے مال میں سے صدقۂ فطر نہیں دیا جائے گا۔ جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا اس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا۔ صدقۂ فطر عید کے دن سے پہلے بھی رمضان شریف میں کسی دن ادا کر دے تو جائز ہے گرچہ عید کے دن عید کی نماز جانے سے پہلے ادا کرنا بہتر ہے۔ عید کی نماز کے بعد ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے اور جب تک ادا نہ کر دے اس کے ذمہ واجب الادا رہے گا چاہے کتنی ہی مدت گذر جائے۔

صدقۂ فطر میں کیا اور کتنی چیز دینا واجب ہے۔

صدقۂ فطر میں ہر قسم کا غلہ یا اس کی قیمت دینا جائز ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

اگر گیہوں یا اس کا آٹا یا ستّو دیں تو فی آدمی پونے دو سیر دینا چاہئے (سیر سے مراد انگریزی روپے سے ۸۰ (اسّی) روپے کا وزن یعنی ۸۰ تولے) جو برابر ہے ۷۷۰.اکلوگرام کے (یعنی ایک کلوگرام سات سو ستّر گرام)۔

جَو یا اُس کا آٹا یا ستّو دیں تو ساڑھے تین سیر فی آدمی کے حساب سے دینا چاہئے۔ اگر جَو یا گیہوں کے علاوہ کوئی دوسرا غلہ جیسے چاول، جوار یا باجرہ

Marfat.com

وغیرہ دیں تو پونے دوسیر (-۱سیر) گیہوں کی قیمت یا ساڑھے تین سیر (-۳سیر) جَو کی قیمت میں جس قدر وہ غلہ آتا ہو اتنا دینا چاہئے۔ اگر قیمت دیں تو پونے دو سیر (ایک کلو سات سوستر گرام) گیہوں یا ساڑھے تین سیر (تین کلو پانچ سو چالیس گرام ۳۰۵۴۰) جو کی قیمت دینی چاہئے۔

صدقہ کن لوگوں کو دینا چاہئے۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے انہیں صدقۂ فطر دینا بھی جائز ہے اور جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں انہیں صدقۂ فطر دینا بھی جائز نہیں ہے۔ ہر مسلمان آزاد مرد عورت پر جبکہ وہ بقدر نصاب مال کا مالک ہو صدقۂ فطر واجب ہے۔

۴۱. سامان اور جائداد جو زکوٰۃ سے بری ہیں

''صدقہ کی قسمیں'' کے عنوان سے جو مضمون ہے اس میں بتایا جا چکا ہے کہ کن مالوں اور سامانوں پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اس لئے یہاں مکرر اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے یہاں زکوٰۃ کے متعلق صرف یہ بتایا جا رہا ہے کہ کن مالوں اور سامانوں پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے:-

مندرجہ ذیل مالوں اور جائدادوں پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے یعنی یہ سب زکوٰۃ سے بری ہیں۔

۱. وہ مکان جو مکان مالک کے ذاتی استعمال میں ہے زکوٰۃ سے بری ہے۔

۲. اونٹ، بیل، گائے، بھینس وغیرہ جو کھیتی باڑی کے لئے رکھے جاتے ہیں وہ سب زکوٰۃ سے بری ہیں۔ ان کے علاوہ مویشیوں پر زکوٰۃ فرض ہے۔

۳. کارخانہ میں جو مشین استعمال کی جاتی ہے اور اس کی عمارت، فرنیچر (میز کرسی الماری وغیرہ) اوزار، دفتر کا سامان وغیرہ زکوٰۃ سے بری ہیں۔

Marfat.com

۴. اگر کسی شخص کے پاس اپنی موٹر سائکل، کار یا بس آدمی یا سامان ڈھونے کے لئے ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ نہیں لگے گی۔

۵. پرندہ جیسے مرغی، بطخ وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں لگے گی لیکن اگر انڈے یا مرغی کے بچے فروخت کئے جاتے ہیں تو ان پر زکوٰۃ لگے گی۔

۶. اگر مچھلیاں تالاب وغیرہ میں تفریحاً یا کھانے کے لئے پالی جاتی ہیں تو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے لیکن اگر ان کو فروخت کرنے کے لئے پالی جاتی ہیں تو ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔

۷. کرایہ کے مکان اور دوکان زکوٰۃ سے بری ہیں۔

۸. روزانہ استعمال کی جانے والی چیزیں جیسے کپڑے، کمبل، جوتے، برتن، بستر وغیرہ پر بھی زکوٰۃ وصول نہیں کی جائے گی گرچہ ان چیزوں کی قسمیں کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔

۹. لڑائی کے لئے ہتھیار اور جنگی سامان رکھنے پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۱۰. کرایہ پر جو سامان دیا جاتا ہے اس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض نہیں ہے لیکن اگر اس کا نفع نصاب تک پہنچ جاتا ہے اور ایک قمری سال گذر جاتا ہے تو زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

۱۱. قیمتی اور نادر چیزیں جو ایک شخص اپنے پاس تفریح کے لئے رکھتا ہے اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

۱۲. جواہرات اگر تجارت کے لئے نہ ہوں تو زکوٰۃ فرض نہیں ہے چاہے وہ کتنی ہی مالیت کے ہوں۔

۱۳. اسی طرح اگر کسی کے پاس تانبے، پیتل وغیرہ کے برتن نصاب سے زیادہ قیمت کے ہوں یا کوئی مکان یا دوکان وغیرہ نصاب سے زیادہ قیمت کی ہو اور اس کا کرایہ بھی آتا ہو یا چاندی سونے کے سوا اور قسم کا سامان اسباب ہیں لیکن یہ تمام چیزیں

Marfat.com

تجارت کے لئے نہیں ہیں تو ان میں سے کسی پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ جو مال بیچنے اور نفع کمانے کے لئے نہ ہو وہ مال تجارت نہیں ہے۔ جو مال بیچنے اور نفع کمانے کے لئے ہے وہی مالِ تجارت ہے جس پر سال گذر جانے کے بعد زکوٰۃ فرض ہے۔

۴۲. عامل کے ذریعہ زکوٰۃ وصولنا اور بیت المال کے ذریعہ تقسیم کرنا ضروری ہے۔

عامل کے ذریعہ زکوٰۃ وصول کر بیت المال کے ذریعہ وصولی ہوئی رقم یا جنس کو تقسیم کرنا ہی صحیح طریقہ ہے کیونکہ قرآن کریم اور حدیثوں میں ایسا کرنے کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے، خود عرب کے مختلف علاقوں میں زکوٰۃ وصولنے کے لئے عاملوں کو مقرر کیا اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد چاروں خلفاء راشدین نے عاملوں کے ذریعہ زکوٰۃ وصول کر بیت المال کے ذریعہ تقسیم کی۔

قرآن کریم اور حدیثوں میں یہ بھی حکم آیا ہے کہ صدقات (یعنی زکوٰۃ عشر، خمس، فطرہ وغیرہ) کی رقم سے ہی عامل کا وظیفہ یا مشاہرہ دیا جائے گا اور صدقات کی وصولی صرف طیّب مال یعنی پاک مال میں سے کی جائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ناپاک مال جیسے سود، جوا، چوری یا حرام طریقہ سے کمایا ہوا مال میں سے صدقہ زکوٰۃ نہیں وصولا جائے گا۔

اس سلسلہ میں سورۂ بقر کی آیت ۲۶۷ ملاحظہ فرمائیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان والوں کو اپنی پاکیزہ کمائی والے مالوں میں سے اللہ کی راہ میں کرچ کرنا ہے۔

(ترجمہ) ''اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمہارے لئے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو۔ ان میں سے بُری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا جیسے تم خود لینے والے نہیں ہو۔ ہاں اگر آنکھیں

Marfat.com

بند کرلو تو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پروا اور خوبیوں والا ہے''۔

چنانچہ عامل کے ذریعہ زکوٰۃ وصولنا ضروری ہے تاکہ زکوٰۃ پاک مال میں سے اور وہ بھی صرف اہل ایمان سے وصولی جا سکے، منافق اور کافر سے نہیں۔ قرآن کریم کے مطابق منافق اور کافر سے زکوٰۃ وصول کرنا بالکل منع ہے۔

بینک کے کھاتا سے زکوٰۃ کی رقم کاٹ لینے سے یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ زکوٰۃ دینے والا مومن ہے یا منافق۔ اسی طرح زکوٰۃ کی رقم تقسیم کرتے وقت یہ جاننا ضروری ہے کہ زکوٰۃ کی رقم پانے والا مومن ہے یا منافق کیونکہ منافق زکوٰۃ کے حقدار یا مستحق نہیں ہیں۔ بیت المال کے ذریعہ زکوٰۃ کی رقم تقسیم کرتے وقت عامل سے بھی رپورٹ لے لی جائے گی کہ زکوٰۃ پانے والا مومن ہے یا منافق اور زکوٰۃ کا حقدار ہے یا نہیں۔ اگر حقدار ہے تو آٹھ قسم کے حقداروں میں سے کس قسم کا حقدار ہے۔

مندرجہ بالا وجہوں سے عامل کے ذریعہ صدقات کی رقم اور جنس وصول کرنا ضروری ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں بھی عامل ہی کے ذریعہ وصولنے کا حکم ہے اور یہ حکم نہیں آیا ہے کہ اہل ایمان حضرات خود ہی صدقات اور زکوٰۃ کی رقم جس کو چاہیں دے دیں جیسا آج کل کیا جا رہا ہے۔ سورۂ توبہ کی آیت ۱۰۳ میں زکوٰۃ وصولنے ہی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اس آیت میں یہ بھی حکم ہے کہ صدقہ دینے والوں کے مال میں سے صدقہ وصول کر ان کے مال کو پاک اور صاف کردو۔ چنانچہ صدقہ وصولنے ہی سے صدقہ دینے والے کا مال پاک اور صاف ہو جاتا ہے اگر صدقہ دینے والا خود ہی صدقہ کی رقم تقسیم کرتا ہے تو اس کو تلاش کرنا ہوگا کہ صدقہ اور زکوٰۃ کے جو حقدار ہیں وہ کہاں ہیں کیونکہ قرآن کریم اور حدیث کے مطابق صرف حقدار ہی کے درمیان تقسیم کرنا فرض ہے اور اگر وہ غیر حقدار اور غیر مستحق کے درمیان صدقہ کی رقم کو تقسیم کر دیتے ہیں تو ان کا مال پاک اور صاف نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ اگر صدقہ کا حقدار یا مستحق تلاش کرنے سے مل بھی جاتا ہے تو یہ پہچاننا ان

Marfat.com

کے لئے مشکل ہوگا کہ وہ حقدار مومن ہے یا منافق۔ چنانچہ ہر حالت میں عامل کے ذریعہ صدقہ اور زکوٰۃ کی رقم وصول کر بیت المال کے ذریعہ تقسیم کرنا صحیح طریقہ ہے جس سے صدقہ دینے والے کا مال پاک ہوجاتا ہے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور خلفاء راشدین کس طرح بیت المال کے ذریعہ صدقہ کے مال کو تقسیم کرتے تھے اس کا مطالعہ ''بیت المال کا مال تقسیم کرنا'' کے عنوان سے جو مضمون ہے، وہاں کریں جس کو مولانا یوسف صاحب کاندھلوی کی کتاب ''حیاۃ الصحابہؓ'' سے بعینہٖ نقل کیا گیا ہے۔ (اس کتاب کا مضمون نمبر ۴۷)

۴۳۔ مسجد اور بیت المال

جس طرح جسمانی عبادت کو قائم کرنے کے لئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منورہ میں مسجد قائم کی اسی طرح مالی عبادت کو قائم کرنے کے لئے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منورہ میں بیت المال قائم کیا۔ جسمانی عبادت کو عربی زبان میں صلوٰۃ کہتے ہیں اور اردو زبان میں اس کو نماز کہتے ہیں۔ اسی طرح مالی عبادت کو عربی زبان میں زکوٰۃ یا صدقہ کہتے ہیں اور اردو زبان میں اس کو خیرات یا صدقہ اور زکوٰۃ بھی کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں یہ دونوں الفاظ یعنی صلوٰۃ اور زکوٰۃ ایک ہی طرح کی آیت میں ستّر (۷۰) سے زیادہ جگہوں پر استعمال ہوئے ہیں۔ وہ آیت یہ ہے:-

وَاَقِیۡمُ االصَّلٰوۃَ وَاٰتُو الزَّکوٰۃَ

(ترجمہ) ''اور نماز قائم کرتے رہو اور زکوٰۃ ادا کیا کرو''۔

اس سلسلہ میں مشہور محدث مولانا منظور نعمانی صاحب نے اپنی کتاب ''معارف الحدیث'' (جلد چہارم) میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے متعلق جو لکھا ہے ملاحظہ کریں۔

''قرآن مجید میں ستّر (۷۰) سے زیادہ مقامات پر اقامت صلوٰۃ کے بعد

Marfat.com

زکوٰۃ کا ذکر اس طرح ساتھ ساتھ کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین میں ان دونوں کا مقام اور درجہ قریب قریب ایک ہی ہے۔ اس لئے جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد بعض علاقوں کے ایسے لوگوں نے جو بظاہر اسلام قبول کر چکے تھے، توحید و رسالت کا اقرار کرتے اور نماز پڑھتے تھے زکوٰۃ سے انکار کیا تو صدیق اکبرؓ نے ان کے خلاف جہاد کا اسی بنیاد پر فیصلہ کیا تھا کہ یہ نماز اور زکوٰۃ کے حکم میں تفریق کرتے ہیں جو اللہ اور رسول کے دین سے انحراف اور ارتداد ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مشہور روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا

وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكوٰةِ

(ترجمہ) خدا کی قسم نماز اور زکوٰۃ کے درمیان جو لوگ تفریق کریں گے میں ضرور ان کے خلاف جہاد کروں گا۔

پھر تمام صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کے اس نقطۂ نظر کو قبول کر لیا اور اس پر سب کا اجماع ہو گیا۔ بہر حال قرآن پاک اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات و خطبات میں اقامت صلوٰۃ اور ایتاءِ زکوٰۃ کا ذکر عموماً اس طرح ساتھ ساتھ کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کا درجہ قریب قریب ایک ہی ہے اور ان دونوں کے درمیان کوئی خاص رابطہ ہے۔

جس طرح رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کے لئے اذان دے کر لوگوں کو مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں بلانے کے لئے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشی کو مؤذن مقرر کیا اسی طرح آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر بیت المال میں رقم جمع کرنے کے لئے حضرت محمد بن مسلمہ انصاری کو مدینہ منورہ کا عامل مقرر کیا اور حضرت عتاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اُسید کو مکہ کا عامل مقرر کیا اور ان کا وظیفہ بھی صدقہ کی رقم سے ادا کرنے کا حکم دیا جس کا ذکر قرآن

Marfat.com

حکیم میں بھی ہے کہ عامل کو صدقہ کی رقم سے وظیفہ دیا جائے گا۔

چنانچہ جس طرح سے مسجد کو پاک صاف رکھنا اور اس کا احترام کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اسی طرح سے بیت المال کو پاک صاف رکھنا اور اس کا احترام کرنا ہر اہل ایمان کے لئے ضروری ہے۔ جس طرح مسجد کا موذن کسی منافق کو مقرر نہیں کیا جا سکتا اسی طرح سے منافق کو بیت المال کا عامل مقرر نہیں کیا جا سکتا ہے۔

آج دنیا کے تمام ممالک میں یعنی اسلامی ممالک، اور غیر اسلامی ممالک میں مسجدیں پائی جاتی ہیں جن میں قرآن اور حدیث کے احکام کے مطابق اہل ایمان نماز پڑھتے ہیں لیکن اسلامی بیت المال کا وجود کہیں بھی نظر نہیں آتا ہے اور قرآن و حدیث کے مطابق مالی عبادت کہیں نہیں ہو رہی ہے۔ قرآن کریم کی سوۃ توبہ کی آیت ۶۰ میں تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ عامل کا وظیفہ یا مشاہرہ صدقہ اور زکوٰۃ کی رقم سے دیا جائے گا لیکن جب تک عامل صدقہ اور زکوٰۃ کی رقم وصول کر بیت المال میں جمع نہیں کرتے ہیں جہاں سے عامل کا مشاہرہ ملے گا اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل نہیں ہو سکتی ہے۔ چنانچہ عامل کے ذریعہ صدقہ وصول کر بیت المال کے ذریعہ تقسیم کرنا فرض ہے۔ سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حکم اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے۔

مسجد اور بیت المال میں ایک اہم فرق یہ ہے کہ مسجد ایک بار بن جانے کے بعد اس کو دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جا سکتا ہے لیکن بیت المال کو دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے جس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ کا عہدہ سنبھالنے کے بعد بیت المال کو دوسری جگہ منتقل کر دیا تھا جہاں پر وہ خود رہتے تھے اور سامان بھی محفوظ رہ سکتا تھا۔ بیت المال کے مال اور سامان کی حفاظت کو مدنظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ قرآن کریم میں اللہ کا حکم ہے اہل ایمان راز کی بات منافق کو نہیں بتائیں اور نہ ان سے دوستی کریں لہٰذا بیت المال کی حفاظت کے لئے ایسے ہی عملوں کو رکھنا چاہئے

Marfat.com

جو راز کی بات دوسروں کو نہیں بتائیں اور نہ وہ منافق سے دوستی کرتے ہوں۔

۴۴. بیت المال کی رسید کا نمونہ

ادارۂ صدقات..

بیت المال کی رسید برائے..

۱. صدقہ دینے والے کا نام مع ولدیت اور پورا پتہ..

۲. کس سال کا صدقہ دیا گیا.................................... رسید کا سلسلہ وار نمبر

۳. صدقہ دینے کی قسم	نقد	جنس
۱. زکوٰۃ ۲. عشر ۳. خمس ۴. فطرہ ۵. صدقہ نفل ۶. مال غنیمت میں اللہ کا حق ۷. فے ۸. جانور یعنی مویشی کی قسم (الف) بھیڑ (ب) خصّی یا بکرا (ج) اونٹ (د) گائے (س) بھینس وغیرہ (ص) گھوڑا		

Marfat.com

۴. پیشگی صدقہ

۵. صدقہ ادا کرنے کی تاریخ

۶. صدقات دینے والے کے رشتہ داروں کے نام اور پتہ جو صاحب نصاب نہیں ہیں اور جو زکوٰۃ کے مستحق یا حق دار ہیں۔ اگر وہ قرض دار ہیں تو اس کی تفصیل دیں اور یہ خاص طور پر ذکر کریں کہ وہ سودی قرض دار ہیں یا غیر سودی قرض دار۔

۷. عامل یا نائب عامل کا دستخط مع تاریخ اور مہر (عہدہ کا)

۸. امیر کا دستخط (صرف پہلی رسید پر

۹. خزانچی کا دستخط

۱۰. عامل بیت المال کی رسید کی تین کاپیاں (نقلیں) تیار کریں گے۔ رسید کی پہلی کاپی زکوٰۃ ادا کرنے والے کو دیں گے۔ دوسری کاپی وہ زکوٰۃ کی رقم اور جنس کے ساتھ بیت المال میں جمع کر دیں گے جہاں اس رسید کے سبھی سامانوں کو رجسٹر میں لکھا کر امیر المومنین یا ان کے نائب یا خزانچی رجسٹر پر دستخط کریں گے۔ تیسری رسید کو عامل اپنے پاس حفاظت سے رکھیں گے۔

۴۵. بیت المال کی رسید کے متعلق چند اہم باتیں

۱. اسلامی حکومت میں محکمۂ صدقات کے تحت بیت المال قائم کیا جائے گا اور غیر اسلامی حکومت میں ادارۂ صدقات ایک امیر کے تحت قائم کیا جائے گا اور اس کے تحت بیت المال کام کرے گا۔

۲. بیت المال کی پہلی رسید جو صدقہ دینے والوں کے نام اجرا کی جائے گی وہ بہت اہم ہوگی کیونکہ قرآن کریم کے مطابق منافق سے زکوٰۃ نہیں لی جائے گی اس لئے ان کے نام کوئی رسید نہیں جاری کی جائے گی اس رسید کو دکھا کر منافق مسلمانوں کے درمیان جاسوسی کا کام کر سکتے ہیں قرآن کریم میں منافقوں کو راز کی

Marfat.com

بات بتانے سے منع کیا گیا ہے اوران کے جنازے کی نماز پڑھانے سے بھی منع کیا گیا ہے اوران سے دوستی بھی کرنا منع ہے لیکن اگر منافق صدق دل سے یعنی اخلاص کے ساتھ توبہ استغفار کریں اور منافقت سے توبہ کرنے کے بعد ایمان لے آئیں تو ان سے صدقہ زکوٰۃ قبول کیا جاسکتا ہے جیسا کی سورۂ توبہ کی آیت ۱۰۱۔۱۰۲اور۱۰۳ میں آیا ہے کہ کچھ منافق ایسے ہیں جنھوں نے اپنے جرموں کوقبول کرلیا ہےاورانھوں نے کچھ کام بھلےاور کچھ برے یعنی ملے جلے کئے تھے اس لئے اگروہ معافی مانگیں اورتوبہ کریں توان کے مال سے زکوٰۃ لی جائے گی کیونکہ ان سے زکوٰۃ قبول کرنے سے ان کے مال پاک ہوجائیں گے۔

۳. پہلی رسید پرعامل کا دستخط ہوناضروری ہے۔نائب عامل کے دستخط سے کام نہیں چلے گا۔اگرامیرالمومنین چاہیں تو پہلی رسید پرامیراور عامل دونوں کے دستخط ضروری قراردیں اور پہلی رسید کارنگ سبز کردیں اور دوسری سبھی رسیدوں کارنگ سفید کردیں۔بیت المال کی کل جلدوں کوچھپواکرامیرالمومنین بیت المال میں اپنے پاس رکھیں گےاورعاملوں کوجتنی جلدیں دیں گےان کوایک رجسٹر پردرج کرکے عامل سے ان کے پانے کے دستخط کرالیں گے۔

۴. صدقۂ نفل:

یہ وہ صدقہ ہے جوامیرغریب سب کوادا کرنالازم ہے۔اس میں صاحب نصاب کاہونالازم نہیں ہے۔صدقہ نفل کے متعلق مندرجہ ذیل حدیث ملاحظہ کریں۔

(ترجمہ) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ہرمسلمان پرصدقہ لازم ہے۔لوگوں نے عرض کیا کہ اگرکسی آدمی کے پاس صدقہ کے لئے کچھ نہ ہوتووہ کیا کرے؟ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اپنے دست وبازو سے محنت کرےاورکمائے پھراس سے فائدہ اُٹھائےاورصدقہ بھی کرے۔عرض کیا کہ اگروہ یہ نہ کرسکتا ہوتو کیا کرے؟ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

Marfat.com

کسی پریشان حال محتاج کا کوئی کام کر کے اس کی مدد ہی کر دے (یعنی یہ بھی ایک طرح کا صدقہ ہے) عرض کیا گیا کہ اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو کیا کرے؟ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ تو اپنی زبان ہی سے لوگوں کو بھلائی اور نیکی کے لئے کہے۔ اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو کیا کرے؟ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ شر سے اپنے آپ کو روکے (یعنی اس کا اہتمام کرے کہ اس سے کسی کو تکلیف اور ایذا نہ پہنچے) یہ بھی اس کے لئے اک طرح کا صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

۵. زکوٰۃ دینے والوں کے رشتہ داروں کی تفصیل رسید میں دینا ضروری ہے کیونکہ اہل قرابت پر صدقہ کی خاص فضیلت ہے جس کا ذکر حدیثوں میں آیا ہے کہ رشتہ داروں کو صدقہ دینے سے دوگنا ثواب ملتا ہے۔

اہل قرابت پر صدقہ کی خاص فضیلت کے متعلق حدیث ملاحظہ کریں۔

(ترجمہ) حضرت سلیمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کسی اجنبی مسکین کو اللہ کے لئے کچھ دینا صرف صدقہ ہے اور اپنے کسی عزیز قریب کو اللہ کے لئے کچھ دینے میں دو پہلو ہیں اور دو طرح کا ثواب ہے۔ ایک یہ کہ وہ صدقہ ہے اور دوسرے یہ کہ وہ صلہ رحمی ہے (یعنی حق قرابت کی ادائیگی ہے جو بجائے خود بڑی نیکی ہے) (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی)

اسی طرح قرآن کریم کی سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۷ میں رشتہ داروں، یتیموں وغیرہ کو اللہ کی محبت میں اپنے دل پسند مال و دولت کو دینے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

۶. کم سے کم کتنے مال پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اس سلسلہ میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث کا مطالعہ کریں:-

(ترجمہ) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ

Marfat.com

اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ راس اُونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

مندرجہ بالا حدیث میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین جنسوں کا نصاب زکوٰۃ بیان فرمایا ہے یعنی کھجور، چاندی اور اُونٹ کی کم سے کم کتنی مقدار پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

''آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا پانچ وسق سے کم کھجور پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی'' (ایک وسق تقریباً چھ (۶) من کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے پانچ وسق ۳۰ من کے قریب ہوگا جو عشر کا نصاب زکوٰۃ ہوگا۔ (بحوالہ معارف الحدیث، جلد چہارم صفحہ ۳۵۔ از مولانا منظور نعمانی)

اسی طرح چاندی کے بارے میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ ایک اوقیہ چاندی چالیس درہم کے برابر ہوتی ہے اس پانچ اوقیہ دوسو (۲۰۰) درہم کے برابر ہوگی جس کا وزن ساڑھے باون تولے ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ پانچ راسوں سے کم میں اُونٹوں پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

۷۔ تجارتی مال پر زکوٰۃ

مندرجہ ذیل حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اہل ایمان جس مال کی بھی تجارت اور سوداگری کریں اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

(ترجمہ) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہم کو حکم تھا کہ ہم اس چیز میں سے زکوٰۃ نکالیں جو ہم نے بیع و فروخت (یعنی تجارت) کے لئے مہیا کی ہو۔ (سنن ابوداؤد)

یہاں یہ بات بتادینی ضروری ہے کہ کسی کے پاس تجارت کے لئے مختلف قسم کے مویشی ہوں جن میں گھوڑے اور خچر وغیرہ بھی ہوں تو مندرجہ بالا حدیث کے مطابق ان سبھی پر زکوٰۃ واجب ہوگی لیکن اگر تجارت کے لئے نہ ہوں بلکہ سواری اور خدمت کے لئے ہوں تو خواہ ان کی قیمت کتنی ہی زیادہ ہو ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

Marfat.com

۸. پیشگی زکوٰۃ بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس نے پیشگی اپنی زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو اس کی اجازت دے دی (سنن ابی داوٗد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

۴۶. پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم

دنیا کے کسی اسلامی ملک میں قرآن کریم اور حدیث کے مطابق صدقات کی وصولی عامل کے ذریعہ اور تقسیم بیت المال کے ذریعہ نہیں ہو رہی ہے۔ بیت المال اسلامی اقتصادی نظام کا بنیادی پتھر ہے۔ اسی کے ذریعہ ہم تمام فقرا اور مساکین کی اقتصادی حالت کو سدھار سکتے ہیں۔ اسی کے ذریعہ بغیر سود کے قرض لینے اور دینے کے نظام قائم کر سکتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ منافق کو پہچان کر منافقت کا علاج کر سکتے ہیں۔ عامل کے ذریعہ جو صدقہ وصولا جائے گا اس کے حقدار یا مستحق قرضدار بھی ہیں جن کو سودی قرض سے نجات دلانے کے لئے صدقہ اور زکوٰۃ کی رقم کو استعمال کیا جائے گا۔ یہی مفہوم ہے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۶ کا جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

مندرجہ ذیل خبر مورخہ ۲۲ رجنوری ۱۹۹۹ء کو سہ روزہ اخبار ''دعوت'' دہلی میں شائع ہوئی تھی جس کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بینک کے کھاتا سے زکوٰۃ کی رقم کاٹ لینے سے زکوٰۃ کی وصولی صحیح طریقہ سے نہیں ہو سکتی ہے اور نہ منافق کی پہچان ہو سکتی ہے۔

''پاکستان میں بینک کھاتوں سے دو ارب روپے کی زکوٰۃ کاٹ لی گئی

Marfat.com

اسلام آباد:۔ ہر سال کی طرح اس ماہ رمضان مبارک کی پہلی تاریخ کو پاکستانی بینکوں میں بچت کھاتوں سے زکوٰۃ کاٹ لی گئی اس سال دو ارب تین کروڑ روپے کی زکوٰۃ کاٹی گئی حالانکہ رمضان کے آغاز سے پہلے لاتعداد لوگوں نے اپنے کھاتے بند کر دئے تھے اور بیان حلفی داخل کر کے خود کو زکوٰۃ کی کٹوتی سے مستثنیٰ قرار دینے کی درخواست کی تھی جنرل ضیاالحق مرحوم کے دور میں شروع کئے گئے بینک کھاتوں سے زکوٰۃ کاٹنے کی اسکیم کے تحت حاصل ہونے والی رقم میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔

حکومت زکوٰۃ سے حاصل ہونے والی رقم کو مختلف سطحوں پر قائم زکوٰۃ کمیٹیوں کے ذریعہ مستحقین میں تقسیم کر دیتی ہے جنوبی ایشیا کے تمام ملکوں میں پاکستان وہ واحد ملک ہے جو ہر سال سرکاری سطح پر غریبوں، ناداروں اور دوسرے مستحقین میں اربوں روپے تقسیم کرتا ہے۔"

مندرجہ بالا خبر کو پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے اسلامی ممالک کی طرح پاکستان میں بھی قرآن کریم اور حدیث کے احکام جو زکوٰۃ کے متعلق ہیں اس سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ پہلی بات جو اہم ہے وہ یہ ہے کہ صرف طیّب مال میں ہی زکوٰۃ فرض ہے۔ حرام یا ناپاک مال میں سے زکوٰۃ نہیں وصولی جاسکتی ہے۔ بغیر تحقیق کئے ہوئے کہ بینک کھاتا میں جو رقم رکھی ہوئی ہے وہ مال پاک ہے یا نہیں یا کتنا پاک ہے اور کتنا سود کا ناپاک مال ہے، زکوٰۃ نہیں وصولنا چاہئے تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا اہل ایمان ہے یا منافق اس کو تحقیق کرنا ضروری تھا کیوں کہ قرآن کریم کے مطابق منافق سے زکوٰۃ نہیں لی جائے گی۔ تیسری بات یہ ہے کہ بینک کے کھاتا دار سے صرف بینک کے کھاتا میں رکھے ہوئے مال پر زکوٰۃ وصول کی گئی۔ اس کے پاس کھیت کی پیداوار یا صنعتی پیداوار بھی تو ہوسکتی ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے وہ نہیں وصولی گئی۔ چنانچہ عشر، خمس کے علاوہ مویشیوں پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر عامل کے ذریعہ زکوٰۃ وصولی جاتی

Marfat.com

تو ان سبھی مالوں پر زکوٰۃ شریعت کے مطابق وصول کی جاتی۔

اس کے علاوہ بینک میں بھی سونا چاندی وغیرہ رکھتے ہیں اس کے متعلق کوئی خبر نہیں ہے کہ اس پر زکوٰۃ کی وصولی ہوئی یا نہیں۔ جن لوگوں نے رمضان شریف سے پہلے اپنا کھاتا بند کر دیا یا زکوٰۃ سے بچنے کے لئے اپنے کھاتے سے کل رقم نکال لی ان کے خلاف کون سی کاروائی کی گئی۔ یقیناً یہ منافق کا کام ہے اس لئے ان کے خلاف کاروائی کرنا ضروری تھا۔ یہ بھی تحقیق کر لینا ضروری تھا کہ کون کھاتا دار صاحب نصاب ہیں اور کون نہیں ہیں اور کن کا مال ایک سال پورا کر چکا ہے تاکہ اس پر زکوٰۃ لگائی جاسکے۔

جہاں تک صدقہ کے مال کو تقسیم کرنے کا سوال ہے اس سلسلہ میں بھی پاکستان میں قرآن اور حدیث کے احکام کا خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ صرف غریب اور نادار لوگوں میں زکوٰۃ کا مال تقسیم کر دیا گیا ہے اور یہ پتہ لگانے کی کوشش نہیں کی گئی کہ کون غریب فقرا ہیں اور کون مساکین ہیں۔ قرض دار لوگوں کو قرض کے بوجھ سے سبکدوش کرنے اور سودی قرض سے نجات دلانے کے لئے کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ یہ بھی پتہ نہیں کہ مسافروں پر کتنا خرچ کیا گیا اور نئے مسلمان پر کتنا خرچ کیا گیا۔ زکوٰۃ کے مستحق آٹھ قسم کے اہل ایمان ہیں جن کا ذکر سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ میں ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کا حق زکوٰۃ میں ہے جس کا ذکر سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۷ میں ہے جیسے قرابت دار، یتیم، مسکین مسافر سوال کرنے والے، غلام کو آزاد کرنا۔ ان سب کی تفصیل قبل بیان کی گئی ہے۔ بہر کیف پتہ نہیں کہ پاکستان میں کس طرح تقسیم کیا گیا۔

مندرجہ بالا خبر جو سہ روزہ اخبار ''دعوت'' (دہلی) میں شائع ہوئی ہے اس کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بینک کے کھاتا سے زکوٰۃ کی رقم کاٹ لینے سے زکوٰۃ کی وصولی صحیح طریقہ سے نہیں ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم کے مطابق منافق

Marfat.com

سے زکوٰۃ نہیں لینی ہے اس لئے عامل کے ذریعہ زکوٰۃ وصولنے سے منافق اور غیر منافق کو پہچان کرزکوٰۃ کی وصولی صحیح طریقہ سے ہوگی۔

چنانچہ عامل کے ذریعہ زکوٰۃ وصول کر بیت المال کے ذریعہ تقسیم کرنا صحیح اورشرعی طریقہ ہے۔

جہاں اسلامی حکومتیں ہیں وہاں زکوٰۃ وصولی اور تقسیم کا کام محکمۂ صدقات کے ذمہ دیا جائے گا۔اور غیر اسلامی حکومت میں محکمۂ صدقات کا نام ادارۂ صدقات رکھنا مناسب ہوگا۔

بیت المال اور بغیر سود کے بینک میں فرق

آج کل کچھ مسلم ممالک میں بغیر سود کے بینک کھولے گئے ہیں جس سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ بیت المال اور ایسے بینک ایک ہی چیز ہیں۔ بیت المال اور بغیر سود کے بینک میں جو فرق ہے اس کو سمجھنا بہت ضروری ہے تاکہ اہل ایمان غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ دونوں ایک ہی چیز ہیں یا دونوں کا مقصد سود سے نجات پانا ہے۔ دونوں میں جو فرق ہے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱. بغیر سود کا بینک ایک تجارتی ادارہ ہے جس میں لوگوں کے ذریعہ جمع زدہ مال کو بغیر سود کے تجارتی کاموں میں لگایا جاتا ہے اور تجارت کے ذریعہ جو نفع حاصل ہوتا ہے اس کو مال جمع کرنے والوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے لیکن بیت المال تجارتی ادارہ نہیں ہے اور نہ اسکے ذریعہ کوئی تجارتی کام ہوتا ہے۔ یہ اسلامی حکومت کا ایک محکمہ ہے جس کے ذریعہ اسلامی شریعت کو نافذ کیا جاتا ہے تاکہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی حاصل ہو۔

۲. بیت المال ایک قابل احترام جگہ ہے جہاں مالی عبادت اہل ایمان کرتے ہیں جس طرح مسجد میں اہل ایمان جسمانی اور زبانی عبادت کرتے ہیں لیکن

Marfat.com

بغیر سودی بینک کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ صرف بے سود کا بینک ہے۔

۳. بغیر سود کے بینک میں مسلمان، منافق، مشرک اور کافر سبھی اپنا مال جمع کر سکتے ہیں اور اس سے سبھی نفع حاصل کرتے ہیں لیکن بیت المال میں صرف مسلمان مال جمع کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کے اقتصادی مسائل بھی حل ہوتے ہیں۔

۴. بیت المال میں مسلمانوں کے مال کو وصول کر جمع کیا جاتا ہے تاکہ اہل ایمان کا مال پاک ہو جائے اور تزکیہ نفس ہو کیونکہ قرآن کریم میں ایسا ہی کرنے کا حکم ہے لیکن بغیر سود کے بینک میں ایسا نہیں کیا جاتا ہے۔

۵. بیت المال میں جمع شدہ مال کو قرآن کریم اور حدیث میں دیئے گئے ضابطے کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے لیکن بغیر سود کے بینک میں ایسا نہیں کیا جاتا۔

۶. بغیر سود کے بینک میں کوئی شخص رقم یا جنس جمع کرنے کے بعد نفع کے ساتھ نکال سکتا ہے لیکن بیت المال میں صدقہ اور زکوٰۃ کی رقم صرف اہل ایمان ہی جمع کر سکتے ہیں اور جمع کرنے کے بعد نکال نہیں سکتے ہیں۔

۷. یہی نہیں کہ بیت المال میں صدقہ اور زکوٰۃ کی رقم کو جمع کرنے کے بعد جمع کرنے والے نکال نہیں سکتے ہیں بلکہ جمع شدہ مال اور جنس کو امیر المومنین مجلس شوریٰ کے مشورہ سے تقسیم کریں گے یا تقسیم کرنے کا حکم دیں گے جو بغیر سود کے بینک میں نہیں کیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کے خلفاء راشدین نے کس طرح بیت المال کا مال تقسیم کیا اس کی تفصیل اگلے مضمون نمبر ''۴۷'' میں ملاحظہ کریں۔

Marfat.com

۴۷. بیت المال کا مال تقسیم کرنا

(الف) نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مال تقسیم کرنا اور اس کی کیفیت

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس کثیر مال کو جانتی ہوں جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات تک آیا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس رات کے کچھ حصہ میں ایک تھیلی آئی، جس میں، آٹھ (۸) سو درہم تھے اور ایک پرچہ تھا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو میرے پاس بھیج دیا، اور اس رات آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے رہنے کی باری میرے ہی یہاں تھی آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم عشاء کی نماز پڑھ کر مکان واپس آئے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حجرہ میں اپنے مصلّے پر نماز پڑھی میں نے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے اور اپنے لئے بستر بچھایا۔ میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتظار کرتی رہی آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت دیر میں تشریف لائے پھر آپ مصلّے کی طرف لوٹ گئے۔ (اور نماز شروع کر دی) آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم ساری رات اسی طرح کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو صبح کی نماز کے لئے بتایا گیا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صبح کی نماز پڑھی اور واپس تشریف لائے اور مجھ سے دریافت فرمایا وہ درہم کی تھیلی کہاں ہے؟ جس نے ساری رات مجھے فتنہ میں ڈالے رکھا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس تھیلی کو لیا اور اس کو تقسیم کر دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج رات تو آپ نے ایسی چیز کی جو آپ نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں نماز پڑھتا اور مجھے اس درہم کا خیال آتا پس میں اگر انہیں دیکھتا اور پھر لوٹ جاتا اور نماز پڑھتا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علاء بن حضرمیؓ نے بحرین سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اسّی

Marfat.com

ہزار بھیجے آپ کے پاس اس سے قبل اور اس کے بعد اتنا مال نہیں آیا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے متعلق حکم دیا اور یہ مال چٹائی پر ڈال دیا گیا۔ نماز کے لئے اذان دی گئی، حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اور مال کی طرف جھکے ، لوگ آئے اور آپ نے ان کو دینا شروع کر دیا ان دنوں گنتی اور ترازو کا رواج نہیں تھا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم مٹھی بھر بھر کر دے رہے تھے آپ کے پاس حضرت عباسؓ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے یوم بدر میں اپنا فدیہ اور حضرت عقیلؓ کا فدیہ ادا کیا ہے اور عقیلؓ کے پاس مال نہیں تھا، آپ مجھ کو اس مال سے دیجئے ، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لیجئے ، انہوں نے اپنے اس کمبل میں جو کالے رنگ کا اور دھاری دار تھا بھرا، پھر واپس ہونے کا ارادہ کیا لیکن اس کو اُٹھانے کی طاقت نہ تھی حضورﷺ کی طرف سر اُٹھایا اور کہا یا رسول اللہﷺ! اسے میرے اُوپر لاد دیجئے ، یہ دیکھ کر حضورﷺ مسکرا دئے اور آپﷺ فرما رہے تھے ''خبر دار ہو ان وعدوں میں ایک جو اللہ پاک نے مجھ سے کیا تھا پورا کر دیا اور دوسرے وعدے کو میں نہیں جانتا۔

(ترجمہ) ''آپ کے قبضہ میں جو قیدی ہیں آپ ان سے فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا تو جو کچھ تم سے (فدیہ میں) لیا گیا ہے (دنیا میں) اس سے بہتر تم کو دے دے گا اور (آخرت میں) تم کو بخش دے گا''۔

(سورہ انفال۔ رکوع۔ ۱۰) آیت۔ ۷۰

یہ اُس سے بہتر ہے جو مجھ سے لیا گیا اور مجھے علم نہیں کہ مغفرت کے بارے میں کیا معاملہ کیا جائے۔

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اس مال کو ردّ فرمانا جو آپ پر پیش کیا گیا

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جنگ احزاب میں مشرکین میں سے ایک آدمی مارا گیا۔ کفار نے آپ کی خدمت میں یہ کہلا بھیجا کہ اس کی لاش ہماری

Marfat.com

طرف بھیج دیجئے ہم مسلمانوں کو بارہ ہزار دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہ تو اس مشرک کے جسم میں بھلائی ہے اور نہ اس کے جسم کی قیمت میں۔ امام احمدؒ کی روایت میں اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں ان کا مردار حوالے کرو یہ بدترین مردار ہے اور اس کی دیّت بھی خبیث ہے لہٰذا آپ ﷺ نے اس کے عوض کوئی قیمت نہیں لی۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نوفل یا ابن نوفل غزوۂ خندق میں اپنے گھوڑے پر سے گرا اور مر گیا۔ ابوسفیانؓ نے حضور ﷺ کے پاس اس کی لاش کے معاوضہ میں سو (۱۰۰) اُونٹ بھیجے، آپ ﷺ نے انہیں لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا اس لاش کو لے جاؤ اس کا معاوضہ بھی خبیس ہے اور یہ مردار بھی خبیس ہے۔

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حکیم بن حزام یمن گئے اور ایک جوڑا ذی یزن کا خریدا (حمیر کے بادشاہوں کا لباس) اور اس کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں (قبل اسلام) مدینہ میں حاضر ہوئے اور اس کو ہدیۃً آپ ﷺ کے لئے پیش کیا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ ہم مشرک کا ہدیہ نہیں قبول کرتے چنانچہ حکیم نے اس جوڑے کو بیچا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس جوڑے کو خریدے جانے کا حکم دیا وہ جوڑا آپ ﷺ کے لئے خرید لیا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے زیب تن فرمایا پھر مسجد میں تشریف لے گئے۔ حکیم کہتے ہیں میں نے کبھی کسی کو ایسا حسین جیسا کہ آپ ﷺ اُس جوڑے میں نظر آرہے تھے نہیں دیکھا۔

عامر بن طفیل نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک گھوڑا بطور ہدیہ بھیجا اور عامر نے آپ ﷺ کی طرف لکھا کہ میرے ایک دنبل نکل آیا ہے آپ اپنے پاس سے میرے لئے دوا بھیج دیجئے، آپ ﷺ نے وہ گھوڑا واپس کر دیا اس لئے کہ عامر اسلام نہ لایا تھا اور آپ ﷺ نے اس کی طرف ایک ڈبہ شہد کا بھیجا اور فرمایا کہ اس سے علاج کر۔

Marfat.com

(ب) حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مال تقسیم کرنا اور تقسیم میں مساوات کا لحاظ کرنا

حضرت سہل بن ابی حثمہؓ وغیرہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیت المال موضع سنح میں تھا، ہر آدمی جانتا تھا اس کی کوئی پہرہ داری نہیں کرتا تھا، آپ سے عرض کیا گیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ بیت المال پر کسی ایسے شخص کو کیوں نہیں مقرر کر دیتے جو اس کی حفاظت کرے؟ آپ نے فرمایا اس پر کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے، میں نے عرض کیا کیوں؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس پر تالا لگا ہوا ہے اور جو کچھ اس میں ہوتا تھا سب دے دیا کرتے تھے اس میں کچھ باقی نہ رہتا تھا، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ موضع سنح سے مدینہ منتقل ہوئے بیت المال کو بھی منتقل کر دیا اور جس گھر میں آپ رہتے تھے اسی میں بیت المال بنایا، آپ کے پاس قبلہ کی کانوں سے اور جہینہ کی کانوں سے بہت سا مال آیا اور ابو سلیم کی کان بھی خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فتح ہوئی وہاں سے بھی آپ کے پاس صدقہ کا مال آیا ان سب کو حضرت ابوبکرؓ نے بیت المال میں رکھا، آپ اس کو لوگوں پر جماعت جماعت کر کے تقسیم کرتے تھے مثلاً سو (۱۰۰) انسان کو اتنا اور اتنا، آپ لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں آزاد اور غلام، مذکر اور مؤنث چھوٹے اور بڑے سبھی میں برابری کرتے تھے، اونٹ اور گھوڑے اور ہتھیار خریدتے ان سب کو اللہ کے راستے میں دے ڈالتے، ایک سال آپ نے اونی کنارے دار چادریں خریدیں جن کو دیہات سے خرید کر لائے تھے سردیوں میں مدینہ کی بیواؤں پر انہیں تقسیم کیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہوگئی اور دفن کر دیئے گئے تو حضرت عمرؓ نے امینوں کو بلایا اور ان کو لے کر حضرت ابوبکرؓ کے بیت المال میں داخل ہوئے، آپ کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن

Marfat.com

بن عوف، عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جب بیت المال کو کھولا تو نہ اس میں ایک دینار ملا اور نہ ایک درہم، ہاں مال کے نشانات تھے، زمین کریدی اس میں صرف ایک درہم ملا۔ ان حضرات نے حضرت ابو بکرؓ کے لئے رحم کی دعا کی، مدینہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ سے ایک آدمی درہم کا وزن کرنے والا تھا اور یہی آدمی حضرت ابو بکرؓ کے پاس جو مال آتا اس کا وزن کرتا تھا، وزن کرنے والے سے دریافت کیا کہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس جو مال تھا اس کی کتنی تعداد ہوگی؟ اس نے کہا دو لاکھ،

اسمٰعیل بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے مال تقسیم کیا اس میں تمام لوگوں میں برابری کا لحاظ رکھا! حضرت عمرؓ نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ اصحاب بدر میں اور دیگر لوگوں میں مساوات کر رہے ہیں؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا دنیا بلاغ (یعنی بقدر زیست) اور بہترین بلاغ درمیانی درجہ کا ہے۔ اصحاب بدر کو فضیلت ان کو اجر کی حیثیت سے ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابو بکرؓ سے لوگوں نے کلام کیا کہ مال کی تقسیم میں لوگوں کی فضیلت کا لحاظ رکھیں۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کی فضیلت اللہ کے پاس ہے یہ گزر بسر کی چیز ہے اس میں برابری بہتر ہے، اسلمؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے لوگوں کے درمیان تقسیم میں مساوات برتی، آپ سے عرض کیا گیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! اگر آپ مہاجرین اور انصار کو فضیلت دیتے تو اچھا تھا، حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ لوگوں سے خریداری کا معاملہ کرتا ہوں (یعنی برابر تولتا) اور سن لو کہ یہ معاش ہے اس میں ترجیح دینے کے بہ نسبت برابری بہتر ہے۔ عمر بن عبداللہؓ غفرہ کے آزاد شدہ غلام کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی تقسیم کی تو حضرت عمر بن خطابؓ نے آپ سے عرض کیا کہ مہاجرین اوّلیں کو اور جنہوں نے اسلامی کارناموں میں سبقت کی ہے ان کو فضیلت دیجئے، حضرت ابو بکر صدیقؓ

Marfat.com

نے فرمایا کہ کیا میں ان سے ان کی سبقت اعمالی کو خرید لوں؟ لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے تقسیم میں ان کے درمیان مساوات برتی۔

عمر مولیٰ غفرہؒ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات ہوگئی تو بحرین سے مال آیا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جس کا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذمّہ کچھ ہو یا آپ نے کچھ وعدہ کیا ہو وہ کھڑا ہو اور لے، یہ سن کر حضرت جابرؓ نے کھڑے ہو کر یہ کہا کہ حضور نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر میرے پاس بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح دوں گا یعنی تین دفعہ آپ نے ہاتھوں کی لپوں سے اشارہ کیا تھا، حضرت ابوبکرؓ نے ان سے فرمایا اپنے دونوں ہاتھوں سے اس میں سے لپ بھرو، چنانچہ وہ پانچ سو (۵۰۰) درہم ہوئے تو آپ نے فرمایا ان کو ایک ایک ہزار اور گن دو اور لوگوں کے درمیان دس دس درہم تقسیم کئے اور فرمایا کہ یہ وہ وعدہ ہے کہ جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں سے کیا تھا۔ جب اگلا سال ہوا آپ کے پاس اس سے بھی زیادہ مال آیا آپ نے لوگوں کے درمیان بیس بیس درہم تقسیم کئے، اور جب اس میں سے کچھ بچ رہا تو خادموں کو پانچ پانچ درہم آپ نے دیئے اور فرمایا کہ تم لوگوں کے لئے خادم ہیں جو تمہاری خدمت کرتے ہیں اور تمہاری تدبیر میں لگے رہتے ہیں۔ ہم نے ان کو بھی عطیہ دیا لوگوں نے عرض کیا کہ اگر آپ مہاجرین اور انصار کو زیادہ دیتے تو اچھا تھا، چونکہ وہ لوگ اسلام لانے میں سابق ہیں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ان کے لئے ایک مرتبہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے، یہ گذر اوقات کی چیز ہے اس میں ترجیح سے برابری بہتر ہے، اپنی تمام خلافت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح کرتے رہے۔

Marfat.com

(ب) حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا بیت المال کے تمام مال کو تقسیم کر دینا

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہؓ بن ارقم سے فرمایا مسلمانوں کے بیت المال کو ہر ماہ ایک مرتبہ تقسیم کر دیا کرو ، پھر فرمایا مسلمانوں کے مال کو ہر جمعہ میں ایک مرتبہ تقسیم کر دیا کرو، پھر فرمایا بیت المال کو ہر دن میں ایک مرتبہ تقسیم کر دیا کرو۔ قوم میں سے کسی آدمی نے کہا اے امیر المومنین ! مسلمانوں کے کچھ مال کو باقی رکھئے تا کہ کسی مصیبت میں کام آئے یا کسی آواز پر یعنی باہر سے طلب کی جانے والی امداد پر صرف کیجئے ، راوی کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے اس کہنے والے کو جواب دیا کہ تیری زبان پر شیطان بول رہا ہے ، اللہ پاک نے مجھے اس امر کی دلیل کی تلقین کی اور اس امر کی شرارت سے مجھے بچالیا ، میں اس کے لئے اسی طرح تیاری کروں گا جس طرح اس کے لئے رسول اللہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیاری کی تھی اور وہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں عراق سے حضرت عمرؓ کے پاس مال آیا آپ نے اس کو تقسیم کرنا شروع کر دیا ایک آدمی نے کھڑے ہو کر آپ سے عرض کیا، اے امیر المومنین ! اس مال سے آپ کچھ روک لیں ایسا نہ ہو کہ کسی دشمن سے مقابلہ پڑے یا مصیبت کے لئے روک لیں کہ کبھی آجائے۔ فرمایا تجھے کیا ہوا؟ خدا تجھے قتل کر دے۔ یہ جملہ تیری زبان سے شیطان نے ادا کرایا ہے۔ اللہ پاک نے مجھے اس کی دلیل کی تلقین کی ہے خدا کی قسم ! کل کے ڈر سے میں آج کے دن اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا، لیکن میں ان کے لئے وہی تیاری کروں گا جو ان کے لئے حضور ﷺ نے کی تھی۔

Marfat.com

سلمہ بن سعیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس مال لایا گیا حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین! اگر آپ اس مال کو بیت المال میں کسی مصیبت کے لئے یا کسی حادثہ کے لئے جو پیش آئے روک لیتے تو اچھا تھا کہ یہ وہ کلمہ ہے جس کو شیطان کے سوا کسی نے نہیں پیش کیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی حجت کی تلقین کی اور اس کلمہ کے فتنہ سے مجھے بچا لیا، اگلے سال کے آنے والے خطرات سے موجودہ سال میں میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت کروں؟ میں نے ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کو تیار رکھتا ہوں۔ اللہ پاک فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا٥ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط (سورۂ طلاق آیت کریمہ ۳۰) (ترجمہ) ''جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ پاک اس کے لئے نکاسی کی سبیل پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا'' (اور تم مجھ کو ایسی بات کا حکم دیتے ہو) جو میرے بعد آنے والوں کے لئے فتنہ بن جائے۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی طرف لکھا:- ''اما بعد! تمہیں واضح ہونا چاہئے سال میں کوئی ایسا دن ہونا چاہئے جس میں بیت المال میں ایک درہم بھی باقی نہ رہے یہاں تک کہ بالکل صاف کر دیا جائے تاکہ اللہ پاک جان لے کہ میں نے ہر حق والے کی طرف اس کا حق ادا کر دیا ہے''

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت حذیفہؓ کے پاس لکھا کہ لوگوں کو ان کا عطیہ اور ان کا رزق دے دو، حضرت حذیفہؓ نے جواب میں لکھا کہ عطایا اور رزق دینے کے بعد بہت کچھ بچ رہا ہے، حضرت عمرؓ نے پھر لکھا ''یہ انہیں لوگوں کا حصہ ہے جو اللہ پاک نے لوگوں کو بطور عطیہ دیا ہے اس میں عمر کا اور آلِ عمر کا کچھ ساجھا نہیں اس کو بھی لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو''

حضرت علی بن ربیعہ والبیؒ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس ابنِ نباج نے آ کر

Marfat.com

کہا اے امیر المومنین! بیت المال سونے اور چاندی سے پر ہو گیا ہے، فرمایا اللہ اکبر! اور ابن نبّاج پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے یہاں تک کہ مسلمانوں کے بیت المال پر پہنچے اور فرمایا هٰذَا جَنَائی و خیاره فیه. و کُل جَان یده اِلیٰ فیه (ترجمہ) ''یہ میرا تازہ میوہ ہے اور اس کا پسندیدہ اس میں ہے اور ہر میوہ چننے والے کا ہاتھ اس کے منہ کی طرف ہے''۔ اے ابن نبّاج! کوفہ کے عام لوگوں کو میرے پاس لے آؤ۔ راوی کہتے ہیں چنانچہ تمام لوگوں میں ندا دی گئی اور جو کچھ مسلمانوں کے بیت المال میں تھا آپ نے سب دے ڈالا اور آپ کہتے جا رہے تھے اے سونے، اے چاندی! میرے غیر کو دھوکا دے، لو، لو، یہاں تک کہ ایک دینار اور ایک درہم بھی باقی نہیں بچا، پھر اس بیت المال کے صاف کئے جانے کا حکم دیا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی۔

مجمع تیمی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ بیت المال میں جھاڑو لگاتے اور اس میں نماز پڑھتے اور اس کو سجدہ گاہ بناتے، تاکہ وہ حصہ آپ کے لئے بروز قیامت گواہی دے۔

حضرت معاذ بن علاء کے دادا فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابو طالبؓ سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے کہ مجھے تمہاری اس فئے (مالِ غنیمت) سے تمہاری اس شیشی کے سوا کچھ نہیں ملا جو مجھے ایک دہقان نے ہدیہ دی تھی، پھر بیت المال میں تشریف لائے اور جو کچھ اس میں تھا تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد کہنا شروع کیا وہ آدمی فلاح پا گیا، جس کے پاس ایک ٹوکری ہو جس میں سے وہ ہر دن ایک مرتبہ کھالے۔

عنترہ شیبانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ جزیہ و خراج میں ہر پیشہ ور کے پیشہ سے تیار شدہ چیز کو لیا کرتے تھے۔ یہاں تک کے سوئی والے سے سوئی اور سوئے والے سے سوّا اور تاگے والے سے تاگا اور رسّی بنانے والے سے رسّی لیا

Marfat.com

کرتے پھر ان کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دئے اور بیت المال میں ایک رات کے لئے بھی مال نہ چھوڑتے تھے یہاں تک کہ اس کو تقسیم کر دیتے، یہاں اگر کسی کام میں مشغول ہوتے تو پھر صبح ہی صبح اس مال کو تقسیم کرتے اور آپ کہا کرتے اے دنیا تو مجھ کو دھوکا نہ دے اور میرے غیر کو دھوکا دے اور یہ شعر پڑھتے :-

هٰذا جنائی و خیاره فیه۔ و کل جان یده الٰی فیه

عنترہؒ فرماتے ہیں میں حضرت علیؓ کی خدمت میں ایک دن حاضر ہوا آپ کے پاس قنبر نے آکر کہا اے امیر المومنین! آپ ایک ایسے آدمی ہیں کہ کچھ باقی ہی نہیں چھوڑتے آپ کے گھر والوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے، اور میں نے آپ کے لئے کچھ چھپا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ قنبر نے کہا چلئے اور دیکھ لیجئے وہ کیا ہے، راوی کہتے ہیں قنبر نے آپ کو ایک کوٹھری میں داخل کیا جس میں ایک بڑی لگن سونے اور چاندی کے برتنوں سے بھری ہوئی تھی جب اس کو حضرت علیؓ نے دیکھا فرمایا تجھے تیری ماں گم کرے! تو نے تو ارادہ کیا تھا کہ میرے گھر میں بڑی آگ داخل کر دے پھر آپ نے ان کو تولا اور ہر شریف کو اس کا حصہ دیا، اس کے بعد فرمایا:-

هٰذا جنائی و خیاره فیه ۔ و کل جان یده الیٰ فیه

اے دنیا! مجھ کو دھوکا نہ دے میرے غیر کو دھوکا دے۔

حضرت علیؓ کا مال تقسیم کرنا

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک سال میں تین مرتبہ عطایا تقسیم کیں، پھر آپ کے پاس اصبحان سے مال آگیا آپنے فرمایا صبح ہی صبح چوتھی عطا لینے کے لئے جمع ہو جاؤ میں تم لوگوں کا خازن نہیں ہوں۔ چنانچہ آپ نے رسّی تک تقسیم کی، چنانچہ بعض قوم نے اسے لیا اور بعض نے واپس کر دیا۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ کی تقسیم اور سبقت اسلامی اور خاندان نبوت ﷺ کا لحاظ

عمر مولیٰ غفرہؓ کی جو روایت ابھی گزری ہے اس میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوگئی اور حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے زمانہ میں فتوحات کثیرہ کی اور ان کے پاس حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے سے زیادہ مال آیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ کی اس مال کے بارے میں ایک رائے تھی اور میرے لئے ایک دوسری رائے ہے، میں ان لوگوں کو جو سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے لڑے ان لوگوں کی طرح نہیں کر سکتا جو آپ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک رہے چنانچہ مہاجرین اور انصار کو ترجیح دی پس جو لوگ ان حضرات میں سے بدر میں حاضر تھے ان کے پانچ پانچ ہزار مقرر کئے اور جو لوگ اہل بدر سے پہلے اسلام لائے تھے ان کے لئے چار ہزار اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہر بیوی کے لئے سوائے حضرت صفیہؓ اور جویریہؓ کے بارہ بارہ ہزار، ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھ چھ ہزار، انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے دیگر ازواج کے لئے ہجرت کی وجہ سے وہ رقم مقرر کی ہے، انہوں نے کہا نہیں، آپ نے ان کے لئے ہجرت کی وجہ سے نہیں مقرر کئے آپ نے تو ان کے لئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ازواج ہونے کی وجہ سے مقرر کی ہے اور اس معاملہ میں ہم اور وہ ازواج برابر کی شریک ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس بارے میں غور کیا اور ان سب کو برابر کر دیا۔ حضرت عباس بن عبد المطلبؓ کے لئے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رشتہ داری کی وجہ سے بارہ ہزار مقرر کئے، اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کے لئے چار ہزار، حضرت حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے پانچ پانچ ہزار، ان دونوں حضرات کو ان کے باپ کے ساتھ ملا لیا چونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے قرابت تھی اور اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہؓ کے لئے تین ہزار مقرر کئے، حضرت عبد اللہؓ نے عرض

Marfat.com

کیا۔اے ابّا جان! اسامہ بن زیدؓ کے لئے آپ نے وہ مقرر کیا اور میرے لئے تین ہزار؟ ان کے باپ میں کون سی فضیلت تھی جو آپ میں نہیں ہے؟ اور ان میں کون سی فضیلت ہے جو مجھ میں نہیں ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان کے باپ حضور ﷺ کو تیرے باپ سے زیادہ محبوب تھے اور وہ خود رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تم سے زیادہ محبوب تھے اور جو مہاجرین بدر میں شہید ہوئے ان کی اولاد کے لئے دو دو ہزار مقرر کئے، حضرت عمرؓ کے پاس سے عمر بن سلمہؓ کا گذر ہوا آپ نے فرمایا کہ اے غلام ان کے لئے اک ہزار کا اضافہ کر یہ سن کر محمد بن عبد اللہؓ نے عرض کیا کس وجہ سے آپ ان کو ہم لوگوں سے زیادہ دے رہے ہیں جو ہمارے باپ دادوں کے لئے فضیلت تھی وہ ان کے باپ کے لئے نہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے ان کے لئے ابی سلمہؓ کی وجہ سے دو ہزار مقرر کئے اور حضرت اُمِ سلمہؓ کی وجہ سے ایک ہزار کا اضافہ اور کیا اگر تیرے لئے بھی اُمِ سلمہؓ جیسی ماں ہوتی تو تیرے لئے بھی ایک ہزار کا اضافہ کرتا اور عثمان بن عبد اللہ بن عثمانؓ کے لئے جو حضرت طلحہ بن عبیدؓ کے بھتیجے ہیں آٹھ (۸۰۰) مقرر کئے اور حضرت نفر بن انسؓ کے لئے دو ہزار درہم مقرر کئے۔آپ سے حضرت طلحہؓ نے فرمایا آپ کے پاس عثمان کا بیٹا تو اسی جیسا آیا۔آپ نے اس کے لئے آٹھ سو مقرر کئے اور آپ کے پاس انصاری لڑکا آیا اس کا نام دو ہزار والوں کی فہرست میں آپ نے لکھا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں اس انصاری کے باپ سے یوم احد میں ملا اس کے باپ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں مجھ سے دریافت کیا میں نے کہا تھا میرا خیال یہ ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم شہید کردئے گئے تو اس کے باپ نے تلوار سونتی اور اپنا نیزہ درست کیا اور کہا اگر محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم قتل کر دیئے گئے ہیں تو اللہ پاک زندہ ہے اسے وفات نہیں یہ کہہ کر وہ لڑا اور شہید کر دیا گیا اور فرمایا یہ بکری چراتا ہے کیا تم لوگوں کا ارادہ ہے کہ ان دونوں کو برابر کردوں؟ حضرت عمرؓ اسی طرح اپنی زندگی بھر تقسیم کرتے رہے۔

Marfat.com

حضرت انس بن مالکؓ اور ابن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے مہاجرین کا نام پانچ ہزار والوں کی فہرست میں لکھا اور انصار کا چار ہزار والوں کی فہرست میں اور جو لوگ کہ مہاجرین کی اولاد میں سے بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے ان کا نام بھی چار ہزار والوں کی فہرست میں لکھا انہیں میں سے عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد مخزومی، اسامہ بن زید اور محمد بن عبداللہ بن جحش اسدی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا کہ ابن عمرؓ ان لوگوں میں سے نہیں وہ تو ایسے اور ایسے ہیں یہ سُنکر ابن عمرؓ نے عرض کیا کہ اگر میرا حق ہو تو آپ مجھے دیجئے ورنہ مجھے نہ دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے فرمایا اس کا نام پانچ ہزار کی فہرست میں لکھو اور میرا نام چار ہزار کی فہرست میں، حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا میرا یہ ارادہ نہیں، تب حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں اور تو پانچ ہزار پر جمع نہیں ہوں گے۔

حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے لوگوں کے لئے وظیفہ مقرر کیا حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ کے لئے دو ہزار درہم مقرر کئے آپ کے پاس حضرت طلحہ اپنے بھتیجے کو لے کر آئے حضرت عمرؓ نے اس کے لئے اس سے کم مقرر کیا، حضرت طلحہؓ نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے اس انصاری کو میرے بھتیجے پر فضیلت دی؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں! اس لئے کہ میں نے اس انصاری کے والد کو دیکھا کہ یوم اُحد میں اپنی تلوار کو اس طرح ڈھال بنائے ہوئے تھا جس طرح اونٹ (کجاوہ کے کپڑوں سے) ڈھک جاتا ہے۔

ناشرہ بن سمیؒ یزنی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوم جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے سنا آپ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے آپ فرمارہے تھے، بے شک اللہ عزوجل نے مجھے اس مال کا خازن اور تقسیم کنندہ بنایا ہے، پھر فرمایا بلکہ اللہ ہی اس کو تقسیم کرتا ہے میں سب سے پہلے خاندان نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے

Marfat.com

ساتھ ابتدا کروں گا۔ پھر ان لوگوں کے ساتھ جو لوگوں میں زیادہ شریف ہیں چنانچہ آپ نے ازواج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے دس دس ہزار مقرر کئے مگر حضرت جویریہ اور حضرت صفیہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اتنا نہیں مقرر کیا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ ہم ازواج کے درمیان مساوات برتتے تھے پس حضرت عمرؓ نے بھی ان کے درمیان مساوات برتی۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں مہاجرین اوّلین حضرات کے ساتھ وظیفہ کی ابتدا کروں گا، اس لئے کہ ہم لوگ اپنے شہروں سے سختی اور ظلم کے ساتھ نکالے گئے پھر ان میں سے اشرف کے لئے وظیفہ مقرر کیا۔ انہیں مہاجرین میں سے اہل بدر کے لئے پانچ ہزار، اور انصار میں سے جو غزوۂ بدر میں حاضر تھے ان کے لئے چار ہزار، اور جو جنگ اُحد میں حاضر تھے ان کے لئے تین ہزار اور فرمایا جس نے ہجرت میں جلدی کی اس کے لئے عطیہ نے جلدی کی اور جس نے ہجرت میں دیر کی اس کے لئے عطیہ نے دیر کی پس ہرگز کوئی آدمی بجز اپنے اونٹ بٹھانے کی جگہ کے اور کسی کو ملامت نہ کرے (یعنی جیسا بویا ہے ویسا کاٹے گا) اور میں تم لوگوں سے خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا عذر بیان کرتا ہوں، میں نے اُن کو حکم دیا تھا کہ اس مال کو کمزور مہاجرین کے لئے روکیں، انہوں نے شریفوں کو، چکنی چپڑی بات کرنے والوں کو اور دیگر فقراء کو دیا لہٰذا میں نے ان سے ولایت لے لی اور ابو عبیدہؓ کو ولی بنا دیا یہ سن کر ابو عمر بن حفصؓ نے کہا خدا کی قسم! اے عمر بن خطاب! تم نے عذر بیان کیا؟ تم نے اس شخص کو کام سے علیحدہ کیا جس کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کام پر لگایا تھا اور تم نے وہ تلوار میان میں رکھ دی جس کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سونتا تھا اور تم نے وہ جھنڈا گرا دیا جس کو آپ ﷺ نے کھڑا کیا تھا اور تم نے چچیرے بھائی سے حسد کا معاملہ کیا، حضرت عمرؓ نے جواب دیا تم قریبی رشتہ دار نوعمر ہو اور اپنے چچیرے بھائی کے معاملہ میں تمہیں غصّہ آ گیا ہے۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ کا عطیات کے لئے محکمہ مقرر کرنا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آٹھ لاکھ درہم لے کر حاضر ہوا مجھ سے دریافت کیا کیا لے کر آئے ہو؟ میں نے کہا آٹھ لاکھ درہم، فرمایا بڑی اچھی بات ہے، میں نے کہا جی ہاں چنانچہ حضرت عمرؓ نے وہ رات اس طرح گزاری کہ آپ کو قطعاً نیند نہ آئی جب صبح کی نماز کے لئے اذان دی گئی تو ان کی بیوی نے ان سے کہا آج رات آپ سوئے نہیں؟ فرمایا کہ عمر کو کیسے نیند آجاتی، لوگوں کے پاس وہ مال آ گیا کہ اس جیسا ان کے پاس جب سے کہ ظہور اسلام ہوا ہے نہیں آیا، عمر کو یہ خطرہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ عمر ہلاک ہو جائے اور یہ مال اس کے پاس رہ جائے اور اس مال کو اس کے مصرف پر نہ لگایا ہو جب آپ نے ان سے فرمایا کہ آج رات لوگوں کے پاس وہ مال آیا ہے کہ ابتدائے اسلام سے آج تک اتنا مال نہیں آیا، میری ایک رائے ہے تم لوگ اس بارے میں مجھے مشورہ دو، میری رائے ہے کہ میں لوگوں کو کیل سے ناپ ناپ کر دوں۔ صحابۂ کرام نے کہا! اے امیر المومنین ایسا نہ کیجئے لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے اور مال کثیر ہوتا رہے گا آپ تو لوگوں کو لکھ کر دیجئے، پس جب کبھی لوگ زیادہ ہوں اور مال زیادہ ہو آپ اسی تحریر کے مطابق ان کو دیتے رہئے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو کہ نمبر اوّل میں ان میں سے کنہیں رکھوں؟ صحابہ کرامؓ نے کہا اس کا آپ کو اختیار ہے اس کام کے آپ ولی ہیں اور بعض حضرات نے اس طرح کہا کہ امیر المومنین اس کو زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں کسی اور طرح تقسیم نہ کروں گا لیکن اس طرح کہ پہلے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ابتدا کروں پھر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہو اور اسی طرح سے سلسلہ بہ سلسلہ، چنانچہ رجسٹر اسی طرح تیار کیا گیا۔ ابتدا بنی ہاشم اور بنی مطّلب

Marfat.com

کے ساتھ کی اوران سب کو دیا اس کے بعد بنی عبد شمس کو بنی نوفل بنی عبد مناف کو، بنی عبد شمس کو بنی نوفل پر اس سبب سے مقدم رکھا کہ یہ ہاشم کے ماں جائے بھائی تھے۔

جبیر بن حویرثؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں سے رجسٹر اور عملہ کے مقرر کئے جانے میں مشورہ کیا، حضرت علیؓ نے آپ سے کہا جو کچھ مال ہر سال آپ کے پاس جمع ہو، اُسے تقسیم کر دیا کیجئے اور اس میں سے کچھ نہ روکیے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ تمام لوگوں کے لئے مال کثیر کی ضرورت ہوگی اور اگر لوگوں کا شمار نہ کیا جائے گا جس سے یہ پہچان ہو جائے کہ کس نے لیا ہے اور کس نے نہیں لیا؟ تو ڈر یہ ہے کہ اس کام میں گڑ بڑ ہو جائے گی۔ یہ سُن کر ولید بنہشام بن مغیرہؓ نے کہا، اے امیر المومنین! میں ملک شام گیا وہاں کے بادشاہوں کو دیکھا کہ انہوں نے رجسٹر اور اس کام کے لئے کارندے مقرر کئے ہیں لہٰذا آپ بھی رجسٹر اور کارندے مقرر کیجئے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان کی بات تسلیم کر لی اور عقیل بن ابی طالبؓ، مخرمہ بن نوفلؓ، جبیر بن مطعم کو بلایا یہ لوگ قریش کے نسب سے اچھی طرح واقف تھے۔ ان لوگوں کو حکم دیا کہ تم لوگوں نے نام حسب مراتب لکھو۔ چنانچہ ان لوگوں نے نام لکھے ابتدا بنی ہاشم کے ساتھ کی اس کے بعد ابو بکرؓ کا اور ان کی قوم کا نام لکھا پھر حضرت عمرؓ کا اور ان کی قوم کا ان کی خلافت کی وجہ سے۔ جب حضرت عمرؓ نے اسے دیکھا فرمایا خدا کی قسم! اسی طرح میں پسند کرتا تھا لیکن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قریبی رشتہ داری کو مقدم رکھو اور پھر جوان سے قریب سے قریب ہو اسی طرح ترتیب رکھتے چلے آؤ۔ یہاں تک کہ تم عمر کو اس جگہ رکھو جہاں اللہ نے رکھا ہے۔

اسلمؓ کی حدیث میں ہے حضرت اسلمؓ کہتے ہیں کہ بنو عدی حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا آپ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلیفہ ہیں یا حضرت ابو بکرؓ کے

Marfat.com

خلیفہ ہیں؟ اور حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلیفہ ہیں اور ان لوگوں نے کہا کہ یہ بات ہم نے یوں کہی کاش کہ آپ اپنے آپ کو اسی جگہ رکھتے جس جگہ اس قوم نے آپ کو رکھا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا واہ رے بنی عدی! تم لوگوں کا ارادہ ہے کہ میری پیٹھ پر سوار ہو کر کھاؤ اور میں اپنی نیکیوں کو تمہاری وجہ سے غارت کر دوں ؟ خدا کی قسم! ایسا نہیں ہوگا، تم جاؤ جب تمہاری پکار ہوگی جب آنا اگرچہ رجسٹر تمہارے نام سے پہلے ہی بھر جائے یعنی تمہارا نام سب کے آخر میں لکھا جائے میرے لئے دو ساتھی ہیں (حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو ایک طریقے پر چلے اگر میں نے ان دونوں کے خلاف کیا تو مجھ سے اختلاف برتا جائے گا۔ خدا کی قسم! جو کچھ فضیلت ہم نے دنیا میں حاصل کی اور جو کچھ اللہ پاک سے آخرت میں اپنے عمل پر ثواب کی امید رکھ رہے ہیں وہ سب حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طفیل میں ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی ہمارے لئے شرف و برگزیدگی ہیں اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قوم تمام عرب میں اشرف ہے۔ پھر سلسلہ بہ سلسلہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریبی رشتہ دار۔ تمام عرب نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وجہ سے شرافت پائی اور اگرچہ ہمارا بعض بہت آبا و اجداد کے بعد آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خاندان سے جا کر ملتا ہے، اور ہم عرب کے اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نسب سے ملنے میں بہت بڑا فاصلہ ہے پھر ہم آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مل کر حضرت آدم علیہ السّلام تک چند ہی باپوں کا فاصلہ رکھتے ہیں خدا کی قسم! اگر عجم کے رہنے والے باعمل ہوں اور ہم لوگ بے عمل، پس وہی لوگ قیامت کے دن ہم سے زیادہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب ہیں لہٰذا کوئی آدمی رشتہ داری کو نہ دیکھے اور اسی چیز کے لئے عمل کرے جو اللہ کے پاس ہے۔ بات اسی طرح پر ہے جس نے عمل میں کوتاہی کی نسب کے ذریعہ سبقت نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ کی رائے کی طرف تقسیم کے بارے میں حضرت عمرؓ کی مُراجعت

عمر بن عبد اللہ مولیٰ غفرہ کی روایت جو پہلے گزر چکی اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ جمعہ کے دن نکلے، اللہ کی تعریف اور ثناء کے بعد فرمایا کہ مجھے تم میں سے بعض کہنے والے کی بات پہنچ گئی ہے کہ عمرؓ یا امیر المومنین مر جائے تو ہم فلاں کو ان کی جگہ قائم کر کے اس سے بیعت کریں اور (سن لو) حضرت ابو بکرؓ کی خلافت اچانک واقع ہوئی ہاں خدا کی قسم! اچانک ہی واقع ہوئی تھی اور ہم لوگوں سے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی مثال کیسے ہو سکتی ہے کہ ہم اس مثال کی طرف گردن اُنچی کر کے دیکھیں جس طرح گردن بلند کر کے ہم حضرت ابو بکرؓ کی طرف دیکھا کرتے تھے۔ بے شک حضرت ابو بکرؓ نے ایک رائے قائم کی اور حضرت ابو بکرؓ کی رائے یہ تھی کہ مال برابر تقسیم کیا جائے اور میری رائے یہ ہوئی کہ میں تقسیم مال میں فضیلت کا لحاظ رکھوں اگر میں اس سال زندہ رہ گیا تو میں حضرت ابو بکرؓ کی رائے کی طرف رجوع کروں گا اس لئے کہ ان کی رائے میری رائے سے بہتر ہے۔

حضرت عمرؓ کا مال عطا کرنا

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے بیت المال میں لوگوں پر مال تقسیم کرنے کے بعد کچھ مال بچ رہا تو حضرت عباسؓ نے حضرت عمرؓ کو اور لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تم لوگوں میں حضرت موسیٰؑ کے چچا زندہ ہوتے تو کیا تم لوگ ان کا اکرام نہ کرتے؟ لوگوں نے کہا ہاں ضرور ان کا اکرام کرتے۔ حضرت عباسؓ نے کہا میں اس بچے ہوئے مال کا زیادہ مستحق ہوں میں تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہوں۔ یہ سُن کر حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا چنانچہ ان

Marfat.com

سب نے یہ بقیہ مال جو بچ رہا تھا ان کے حوالے کر دیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک ڈبّہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا اس کے بارے میں آپ کے ساتھیوں نے سوچ بچار کیا کہ یہ کیسے دیا جائے گا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تم لوگ مجھے اس بات کی اجازت دیتے ہو کہ میں اس کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیج دوں؟ اس لئے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہؓ کو بہت محبوب رکھتے تھے۔ ساتھیوں نے کہا جی ہاں، چنانچہ وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا حضرت عائشہؓ نے اسے کھولا حضرت عائشہؓ سے کہا گیا کہ یہ ڈبّہ آپ کے پاس حضرت عمرؓ نے بھیجا ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیا حضور علیہ السّلام کے بعد ابنِ خطابؓ پر فتوحات نہیں ہوئیں؟ (جو آج ہدیہ بھیجا ہے) اے میرے اللہ! مجھے ان کے عطیہ کے لئے اگلے سال تک باقی نہ رکھ۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو بکرؓ نے صدقہ کی وصولیابی کا عامل بنایا جب میں وصولیابی کر کے واپس آیا حضرت ابو بکرؓ کی وفات ہو چکی تھی حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کیا تم ہمارے پاس سواریاں بھی لائے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا سواری کی اُونٹنیاں ہمارے پاس لے آنا اور مال تمہارا ہے۔ میں نے کہا وہ مال بہت کثیر ہے۔ فرمایا اگرچہ کتنا ہی کثیر ہو اور وہ سب تیرا ہے اور وہ مال چار ہزار تھا۔ لہٰذا میں اہلِ مدینہ میں سب سے زیادہ مال دار ہو گیا۔

عبداللہ بن عبیدؓ بن عمیر فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمرؓ کے سامنے اپنی عطایا وصول کر رہے تھے اچانک حضرت عمرؓ نے سر جو اُٹھایا، ایک آدمی پر نظر پڑی جس کے چہرے پر تلوار کا نشان تھا۔ اُس سے آپ نے دریافت کیا اس نے بتایا کہ اِس آدمی کو وہ زخم ایک غزوہ میں لگا ہے جس میں وہ شریک تھا۔ آپ نے فرمایا اس کے لئے ایک ہزار شمار کر دو چنانچہ اُس آدمی کو ایک ہزار درہم دئے گئے پھر تھوڑی دیر تک مال الٹ پلٹ کرتے رہے پھر فرمایا اِس آدمی کو ایک ہزار دو چنانچہ اُس آدمی

Marfat.com

کو دوبارہ ایک ہزار دیئے گئے اسی طرح چار مرتبہ فرمایا ہر مرتبہ اُس آدمی کو ایک ہزار درہم دیئے گئے وہ آدمی آپ کی کثرت عطا سے حیاء کر کے باہر چلا گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اُس آدمی کے متعلق دریافت کیا۔

آپ سے کہا گیا کہ وہ آدمی ہم لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کی کثرتِ عطا سے حیاء کر کے چلا گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، سُن لو خدا کی قسم! اگر وہ ٹھرا رہتا تو میں اس کو برابر دیئے چلا جاتا جب تک کہ مال میں ایک درہم باقی رہتا۔ یہ ایسا آدمی ہے جس کو اللہ کے راستہ میں تلوار لگی جس کی وجہ سے اس کا چہرہ نشان زدہ ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کی رائے کہ مسلمانوں کا حق مال میں کیا ہے؟

حضرت اسلمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو سنا کہ آپ کہہ رہے تھے کہ تم لوگ اس مال کے لئے جمع ہو اور غور کرو کس کے لئے تم اس کو دیکھتے ہو؟ اس کے بعد ان حضرات سے فرمایا میں نے تم لوگوں کو حکم دیا تھا کہ اس مال کے لئے جمع ہو اور غور کرو کہ اس میں کس کا حق ہے؟ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے چند آیات پڑھی ہیں میں نے سنا کہ اللہ پاک فرماتا ہے:-

(ترجمہ) ''جو کچھ اللہ تعالیٰ (اسی طور پر) اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دِلوادے (جیسے فدک اور حصہ خیبر کا) سو وہ (بھی) اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور آپ کے قرابت داروں کا سب یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا تاکہ وہ (مال فئے) تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجاوے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو۔ اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے اور ان حاجت مند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبراً اور ظلماً) جُدا کر

Marfat.com

دے گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل (یعنی جنت) اور رضا مندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم (کے دین) کی مدد کرتے ہیں (اور) یہی لوگ (ایمان) کے سچے ہیں'' (سورۂ حشر۔ رکوع۔۱) آیت نمبر (۸ اور ۷) خدا کی قسم یہ تنہا انہیں لوگوں کے لئے نہیں ہے۔

(ترجمہ) ''ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دارالاسلام (یعنی مدینہ) میں ان (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگر چہ ان پر فاقہ ہی ہو اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جاوے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں'' (سورۂ حشر ع ۱) (آیت نمبر ۹) خدا کی قسم! تنہا یہ انہیں لوگوں کے لئے نہیں ہے

(ترجمہ) ''اور ان لوگوں کا بھی (اس مالِ فیئے میں حق ہے) جو ان کے بعد آئے جو (ان مذکورین کے حق میں) دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے۔ اب ہمارے رب! آپ بڑے شفیق رحیم ہیں۔'' (سورۂ حشر رکوع۔۱) آیت: ۱۰

خدا کی قسم! مسلمانوں میں کوئی بھی ایسا نہیں جس کے لئے اس مال میں حق نہ ہو خواہ وہ اس سے دیا جائے یا نہ دیا جائے حتیٰ کہ عدن کے چرواہے تک کا بھی حق ہے۔

مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ اسی قصہ میں جس کا تذکرہ چل رہا ہے فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:-

(ترجمہ) ''صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات پر متعیّن ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا (منظور) اور غلامی کی گردن چھڑانے

Marfat.com

میں اور قرض داروں کے قرضہ میں اور جہاد میں اور مسافروں میں یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ (سورۂ توبہ کروع ۸) آیت: ۶۰

پھر فرمایا یہ ان لوگوں کے لئے ہے:-

(ترجمہ) ''اور اس بات کو جان لو کہ جو شئے بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کل کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہے اور (ایک حصہ) آپ کے قرابت داروں کا ہے اور (ایک حصہ) یتیموں کا ہے اور (ایک حصہ) غریبوں کا ہے اور (ایک حصہ) مسافروں کا ہے اگر تم اللہ پر یقین رکھتے ہو اور اس چیز پر جس کو ہم نے اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر فیصلہ کے دن یعنی جس دن کہ (بدر میں) دونوں جماعتیں (مومنین اور کفار) باہم مقابلہ ہوئی تھیں نازل فرمایا تھا اور اللہ (ہی) ہر شئے پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔'' (سورۂ انفال رکوع ۵) آیت: ۴۱

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا: الیٰ آخر الآیتہ۔ ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔ پھر فرمایا یہ لوگ مہاجرین ہیں، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ: الیٰ آخر الآیتہ۔ ترجمہ اُوپر گزر چکا ہے، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ اِلٰى اٰخرہٖ ترجمہ اُوپر گزر چکا ہے۔ فرمایا پس یہ آیت تمام لوگوں کو شامل ہے اور کوئی مسلمان باقی نہیں بچا مگر اس کے لئے اس مال میں حق ہے سوائے ان غلاموں کے جن کے تم مالک ہو، اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ کوئی مسلمان باقی نہ بچے گا مگر اس کے پاس اس کا حق پہونچے گا یہاں تک کہ بُسر اور حمیر کے چرواہوں کے پاس بھی ان کا حق پہنچے گا اگر چہ اس مال کے لئے ان کی پیشانی پر پسینہ بھی نہ آیا ہو۔

Marfat.com

شیر خواروں کے لئے وظیفہ مقرر کرنا

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کئی تاجر ساتھی آئے اور عید گاہ کے قریب ٹھہر گئے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے کہا کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ ان لوگوں کی آج کی رات چوری سے حفاظت کرو؟ چنانچہ حضرت عمر اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان لوگوں کی پہرہ داری کی۔ یہ دونوں نماز پڑھتے رہے جو کچھ اللہ پاک نے ان کے حصہ میں لکھا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ایک بچہ کے رونے کی آواز سنی اُس طرف متوجہ ہوئے اور اس کی ماں سے کہا اللہ سے ڈرو اور اپنے بچے کے ساتھ سلوک کر۔ پھر اپنی جگہ لوٹ آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر بچے کے رونے کی آواز سنی اس بچہ کی ماں کے پاس تشریف لے گئے اور پھر اسی طرح کہہ کر اپنی جگہ واپس آئے۔ جب رات کا آخری حصہ ہوا پھر اس بچہ کے رونے کی آواز سُنی۔ اس کی ماں کے پاس آئے اور فرمایا تیرا ناس جائے۔ میرا خیال یہ ہے کہ تو بہت بُری ماں ہے۔ کیا ہوا کہ تیرے بچہ کے لئے میں نے شروع رات سے قرار ہی نہیں دیکھا؟ اس عورت نے جواب دیا، اے اللہ کے بندِے! تو نے مجھے آج ساری رات بڑی ڈانٹ بتائی۔ میں اس کو دودھ چھُڑانے پر پھسلا رہی ہوں اور یہ مانتا نہیں۔ دریافت فرمایا کس لئے؟ عورت نے کہا کہ اس لئے کہ عمرؓ دودھ پیتے بچوں کا وظیفہ نہیں مقرر کرتے ہیں۔ حضرت عمر نے پوچھا اس بچہ کی عمر کتنی ہے؟ عورت نے کہا اتنے اتنے مہینہ کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تیرا ناس جائے اتنی جلدی اس کا دودھ مت چھڑا۔ اس کے بعد آ کر فجر کی نماز پڑھائی۔ حضرت عمرؓ کے رونے کی وجہ سے ان کی قرأت لوگوں کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا۔ ہائے عمر کی خرابی! مسلمانوں کے کتنے بچے مار ڈالے۔ پھر ایک منادی کو حکم دیا جس نے یہ منادی کی کہ لوگ اپنے بچوں کو دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کریں۔ میں نے

Marfat.com

جتنے بچے اسلام میں پیدا ہوئے سب کا وظیفہ مقرر کر دیا ہے اور اطرافِ عالم میں یہ بات لکھ کر بھیج دی کہ میں نے ہر اُس بچہ کو جو اسلام میں پیدا ہوا ہے وظیفہ مقرر کر دیا ہے۔

بیت المال سے اپنے اور رشتہ داروں پر خرچ کرنے میں احتیاط

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے مال کو اپنی طرف سے تقسیم کے مال کا مرتبہ دے رکھا ہے اگر مجھے اس سے بے پروائی ہوتی تو میں اس سے بچاؤ حاصل کرتا ہوں اور اگر مجھے ضرورت ہوتی ہے تو بھلائی کے طریقے پر اسے کھاتا ہوں اور ایک دوسری روایت میں حضرت عمرؓ سے ہے کہ میں نے اللہ کے مال کو یتیم کے مال کے مرتبہ میں اتار رکھا ہے۔ ترجمہ:۔ ''جو آدمی بے پرواہ ہو وہ پرہیز حاصل کرے اور جو محتاج ہو وہ شرعی طریقہ کے مطابق اُسے کھائے۔'' (سورہ نساء، رکوع۔۱)

حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے لئے یہ مال حلال نہیں مگر جو کچھ کہ میں اپنے اصلی مال سے کھاؤں۔

حضرت عمرانؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو جب ضرورت ہوتی تو بیت المال کے خزانچی کے پاس آتے اور اس سے ادھار لیتے پس بسا اوقات آپ پر ادائگی دشوار ہو جاتی۔ آپ کے پاس بیت المال والا آتا اور آپ سے تقاضا کرتا اور وہ آپ سے چمٹ کر مطالبہ کرتا اس کے لئے حضرت عمرؓ کچھ تدبیر کرتے اور بسا اوقات جب آپ کا عطیہ نکلتا تو اس سے خرچ کی ادائگی کرتے۔

ابراہیمؒ سے وروایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کرتے تھے اور خلیفۃ المسلمین تھے اور آپ نے تجارتی سامان ملک شام بھیجا اور حضرت عبدالرحمن نے قاصد سے کہا کہ ان سے کہنا کہ اس قرض کو بیت المال سے لے لیں پھر بیت المال میں اس کو لوٹا دیں۔ جب حضرت عمرؓ کے پاس قاصد آیا اور آپ کو حضرت عبد

Marfat.com

الرحمٰنؓ کے قول کی اطلاح دی تو یہ بات حضرت عمرؓ پر بڑی گراں گزری۔ حضرت عبد الرحمٰن سے جب حضرت عمرؓ ملے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تو نے کہا تھا کہ اس کو بیت المال سے لے لیں؟۔ پس اگر میں تمہاری آمد سے قبل مر جاتا تو تم لوگ کہتے، امیر المومنین نے مال لے لیا۔ اس مال کو ان کے لئے چھوڑ دو اور میں اس مال کے عوض قیامت کے دن پکڑا جاتا۔ میرا بیت المال سے لینے کا ارادہ نہیں۔ لیکن میرا ارادہ یہ تھا کہ اس کو میں کسی حریص اور تیرے جیسے بخیل آدمی سے لے لوں تو اگر میں مر بھی جاؤں تو وہ میرے مال سے وصول کر لے۔

حضرت براء بن معرورؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ایک دن نکل کر ممبر پر آئے اور آپ بیمار ہو رہے تھے اور آپ کے لئے کسی نے شہد تجویز کیا اور بیت المال میں شہد کی کُپّی تھی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ مجھے اجازت دو تو میں اسے لے لوں نہیں تو وہ میرے لئے حرام ہے۔ چنانچہ لوگوں نے آپ کو اس کی اجازت دے دی۔

حضرت حسنؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس مال آیا اس کی اطلاع آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کو پہنچی۔ حضرت حفصہؓ تشریف لائیں اور کہا اے امیر المومنین! آپ کے اقرباء کا بھی اس مال میں حق ہے اور اللہ عزوجل نے اقربین کے ساتھ سلوک کو کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا اے میری پیاری بیٹی! میرے رشتہ داروں کا حق میرے مال میں ہے لیکن یہ مسلمانوں کی فئے اور ان کا مال ہے۔ تو نے اپنے باپ کو کھوٹ میں مبتلا کرنا چاہا ہے۔ جا چلی جا۔ سُنا کہ حضرت حفصہؓ دامن کھینچتی ہوئی وہاں سے اُٹھ کھڑی ہوئیں۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک بچّی دیکھی جو بہت ہی نازک اور دُبلی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ کون بچّی ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ یہ بھی آپ کی ایک بیٹی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ میری کون سی بیٹی ہے؟

Marfat.com

حضرت عبداللہؓ نے کہا میری بیٹی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کس وجہ سے اس کی یہ حالت ہے جو میں اسے دیکھ رہا ہوں؟ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ آپ کے عامل اس پر خرچ نہیں کرتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم یہی بات ہے ؟ تجھے تیرا بچّہ کس قدر پیارا ہے؟ اے آدمی! تو خود اپنی اولاد پر وسعت کر۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک اونٹ خریدا اور اُسے چراگاہ میں کر آیا۔ جب وہ موٹا ہو گیا تو میں اُسے لے کر گیا۔ حضرت عمرؓ بازار میں داخل ہوئے دیکھا کہ ایک موٹا اُونٹ ہے۔ پوچھا یہ اُونٹ کس کا ہے؟ آپ سے بیان کیا گیا کہ عبداللہ بن عمرؓ کا ہے۔ یہ سُن کر کہنا شروع کیا عبداللہ بن عمرؓ کے کیا کہنے ہیں۔ واہ واہ امیر المومنین کا بیٹا ہے۔ میں بھاگا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے امیر المومنین! کیا بات ہے؟ پوچھا یہ اُونٹ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ اُونٹ میں نے خریدا تھا اور اس کو میں نے چراگاہ میں بھیج دیا تھا اور چراگاہ میں بھیجنے کا میرا مقصد وہی تھا جو تمام مسلمانوں کا ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا لوگوں نے کہا ہوگا کہ امیر المومنین کے بیٹے کا اُونٹ چراؤ، امیر المومنین کے بیٹے کے اُونٹ کو پانی پلاؤ۔ لہٰذا اے عبداللہ! اپنا اصل مال لو اور منافع سارا مسلمانوں کے بیت الما میں داخل کرو۔

حضرت محمد بن سیرینؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا ایک داماد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سوال کیا کہ بیت المال سے کچھ اسے دیں۔ آپ نے اُسے ڈانٹ دیا اور فرمایا تیرا ارادہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے خائن بادشاہ ہو کر ملوں؟ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اُسے اپنے ذاتی مال سے دس ہزار درہم دیئے۔

حضرت عنترہؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالبؓ کی خدمت میں کوفہ کے موضع خورنق میں حاضر ہوا۔ آپ پر ایک پرانی چادر تھی اور آپ سردی سے کانپ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! اللہ پاک نے آپ کے

Marfat.com

لئے اور آپ کے گھر والوں کے لئے اس مال میں سے ایک حصّہ مقرر کیا ہے اور آپ سردی سے کانپ رہے ہیں ؟ حضرت علیؓ نے فرمایا میں خدا کی قسم تم مسلمانوں کے مال سے کچھ کم کرنا نہیں چاہتا۔ یہ چادر بھی وہ ہے جسے میں اپنے گھر سے لے کر نکلا تھا یا یوں فرمایا کہ مدینہ سے لے کر چلا تھا۔

حضرت عمرؓ کے ایک صاحبزادے کو کوئی اُٹھا کر لایا۔ جنہیں عبدالرحمٰنؓ بن بہیہ کہا جاتا ہے انہوں نے کہا اے ابّا جان! ایک انگوٹھی مجھے ہبہ کر دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنی ماں کے پاس جاوہ تجھے ستّو پلائے گی۔ راوی کہتے ہیں پس خدا کی قسم اس بچّے کو کچھ نہیں دیا۔

(ف) روم کے بادشاہ کی ملکہ کے تحفہ کو حضرت عمرؓ نے بیت المال میں جمع کرا دیا

مالک بن اوس بن حدثانؓ فرماتے ہیں کہ بادشاہِ روم کا ایلچی حضرت عمرؓ کے پاس آیا تو حضرت عمرؓ کی بیوی نے کسی سے ایک دینار اُدھار لیا اور اس سے عطر خریدا اور اس کو شیشے کے برتنوں میں بند کیا اور اس ایلچی کے ہاتھ اسے روم کے بادشاہ کی بیوی کے پاس بھیجا، جب کہ قاصد ملکۂ روم کے پاس پہنچا اس نے ان برتنوں کو خالی کیا اور ان کو جواہرات سے بھرا اور ایلچی سے کہا اسے حضرت عمر بن خطابؓ کی بیوی کے پاس لے جاؤ۔ جب آپ کی بیوی کے پاس وہ برتن آئے تو ان کو بستر پر اُلٹ دیا۔ اتنے میں حضرت عمرؓ داخل ہوئے اور پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ کی بیوی نے آپ کو خبر دی۔ حضرت عمرؓ نے وہ جواہرات لئے اور ان کو بیچا اور اپنی بیوی کو ایک دینار دیا اور باقی کو مسلمانوں کے بیت المال میں رکھ دیا۔

(ق) عامل کو زکوٰۃ دینے والوں سے تحفہ نہیں لینا ہے

(ترجمہ) حضرت ابوحمید ساعدیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنو اسد (قبیلہ) کے ایک شخص بن لبتیہ نامی کو عامل مقرر فرمایا (حضرت عمرؓ اور حضرت ابن

Marfat.com

ابو عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اسے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے تحصیل دار مقرر فرمایا تھا) جب وہ شخص واپس آیا تو کہنے لگا "یہ آپ ﷺ کا (یعنی بیت المال کا) حصّہ ہے اور یہ میرا حصّہ ہے جو مجھے بطور تحفہ دیا گیا۔" (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور پھر فرمایا "اس تحصیل دار کا معاملہ کیسا ہے اسے میں نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا اور (واپس آکر) کہتا ہے یہ تو آپ ﷺ کا مال ہے اور یہ مجھے بطور تحفہ دیا گیا ہے۔ وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا پھر دیکھتا کہ اسے تحفہ ملتا ہے یا نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس طرح سے کوئی مال لے گا (یعنی تحفہ وغیرہ کے نام پر) تو وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر اُٹھا کر لائے گا۔ اُونٹ ہوگا تو بلبلاتا ہوگا، گائے ہوگی تو وہ چلّاتی ہوگی، بکری ہوگی تو ممیاتی ہوگی۔" پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھائے حتیٰ کہ ہمیں آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آگئی آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا "یا اللہ! میں نے (تیرا حکم) پہنچا دیا۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۴۸. اسلامی قرض کا معاہدہ نامہ

قرآن کریم کی سورۂ بقرہ کی آیت ۲۸۲ میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ قرض کو جس کی مدّت مقرر ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا لکھنے میں کاہلی نہ کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات بہت انصاف والی ہے اور گواہی کو بھی درست رکھنے والی اور شک و شبہ سے بھی زیادہ بچانے والی ہے۔ قرض خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے لکھنے کے فوائد بہت ہیں کیونکہ ان سے انصاف کے تقاضے پورے ہوں گے، گواہی بھی درست رہے گی۔ اس لئے کہ گواہ کے مرجانے کے بعد یا غائب ہو جانے کی صورت میں بھی تحریری قرض کا معاہدہ نامہ کام آئے گا۔ اس کے علاوہ شک وشبہ سے بھی فریقین

Marfat.com

محفوظ رہیں گے کیونکہ شک ہونے کی حالت میں تحریر دیکھ کر شک دور کرلیا جا سکتا ہے۔ اگر مقروض کم عقل، کمزور یا بچہ یا پاگل ہو تو اس کے ولی کو چاہئے کہ انصاف کے ساتھ قرض کا معاہدہ نامہ لکھوائے تاکہ قرض دینے والے کو نقصان نہ ہو۔ ان سب وجوہات کی بنا پر اسلامی قرض کا معاہدہ نامہ لکھنا ضروری ہے۔

اسلامی قرض کی اہمیت

چونکہ قرآنِ کریم میں سودی نظام کی سختی سے ممانیت کردی گئی ہے اور سود کو حرام قرار دیا گیا اور ساتھ ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے صدقات اور زکوٰۃ کے تاکیدی احکام دیئے گئے تو ایسے معاشرہ میں قرضوں کی اہمیت اور ضرورت بہت زیادہ ہوگئی کیونکہ سود حرام ہونے کی وجہ سے مہاجن اہل ایمان کو آسانی سے قرض نہیں دیں گے اور ہر شخص صدقہ خیرات کی استطاعت نہیں رکھتا ہے اور ہر شخص صدقہ لینا پسند بھی نہیں کرتا ہے تو ایسی حالت میں اہل ایمان کے لئے اپنی ضروریات اور حاجت پوری کرنے کے لئے صرف قرض ہی باقی رہ جاتا ہے اسی لئے احادیث میں قرض دینے کا بڑا ثواب بیان کیا گیا ہے اور اسلامی معاشرہ میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ چونکہ اسلامی معاشرہ میں قرض ایک ناگزیر ضرورت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے معاشرہ میں جھگڑا اور فساد سے بچنے کے لئے قرض کی ضروری ہدایات دی ہیں خصوصاً سورۂ بقرہ کی آیت ۲۸۲ میں حکم دیا ہے کہ قرض کی مدّت مقرر کرلو۔ قرض چھوٹا ہو یا بڑا لکھنے میں کاہلی نہ کرو۔ قرض کے معاہدہ نامہ پر دو مسلمان مردوں کو یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنالو وغیرہ۔ اس آیت ۲۸۲ کی اہمیت کی بنا پر اس کو آیت الدین کہا گیا ہے جو قرآن کریم کی سب سے لمبی آیت ہے۔ واضع رہے کہ قرض دینے والا اور لینے والا دونوں کا ادارۂ صدقات کا رکن ہونا ضروری ہے تاکہ بیت المال سے آسانی سے مدد مل سکے۔ قارئین کی سہولت کے

Marfat.com

لئے اسلامی قرض کے معاہدہ نامہ کا نمونہ یہاں دیا جارہا ہے۔

اسلامی قرض کے معاہدہ نامہ کا نمونہ

(سورۂ بقرہ آیت: ۲۸۰، ۲۸۲، ۲۸۳ کے مطابق)

۱. قرض دینے والے کا نام مع ولدیت اور مستقل پتہ
۲. قرض دینے والے کا عارضی یا موجودہ پتہ
۳. قرض دار کا نام مع ولدیت اور مستقل پورا پتہ
۴. قرض دار کا عارضی یا موجودہ پتہ
۵. قرض کی رقم یا جنس جو مقروض کو دی گئی (الفاظ اور عدد دونوں میں)
۶. قرض دینے کی تاریخ
۷. قرض کی میعاد یا مدّت کا تعین
۸. میعاد کو بڑھانے یا مہلت دینے کی مدت (سورۂ بقرہ: ۲۸۰)
۹. کتنی رقم یا جنس کو صدقہ کیا گیا یا معاف کیا گیا (سورۂ بقرہ: ۲۸۰)
۱۰. اگر مقروض کم عقل، کمزور، بچہ یا پاگل ہو تو اس کے ولی کا نام پتہ اور دستخط
۱۱. اگر سفر میں قرض کا معاملہ لکھنے والا یا کاغذ قلم وغیرہ نہ ملے تو قرض لینے والا کوئی چیز قرض دینے والے کے پاس رہن (گروی) رکھ دے لیکن اگر ایک دوسرے پر اعتماد ہو تو بغیر گروی رکھے بھی ادھار کا معاملہ کر سکتے ہیں (سورۂ بقرہ: ۲۸۳)
۱۲. قرض دینے والے کا پورا دستخط اور تاریخ
۱۳. قرض دار کا پورا دستخط اور تاریخ
۱۴. مسلمان گواہوں کا نام اور پتہ

(الف) گواہ کا نام	پتہ	دستخط
(ب) گواہ کا نام	پتہ	دستخط

Marfat.com

(ج) گواہ کا نام پتہ دستخط

نوٹ: [گواہوں کو چاہئے کہ گواہی دینے سے انکار نہ کریں (سورۂ بقرہ: ۲۸۲)
اگر دو مسلمان مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنیں گی]

۱۵. کاتب کا دستخط اور تاریخ

۱۶. کاتب کا نام اور پورا پتہ

اسلامی قرض کے معاہدہ نامہ کے متعلق چند اہم باتیں

(۱) چونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ قرض کو جس کی مدت مقرر ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا لکھنے میں کاہلی نہ کرو۔ اس لئے اس حکم کو وسیع پیمانہ پر نافذ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی قرض کے معاہدہ نامہ (مضمون نمبر ۴۸) کو ابتدا میں ہزاروں کی تعداد میں ادارۂ صدقات کی طرف سے پریس میں چھپوا کر اہل ایمان حضرات کے درمیان مفت یا معمولی قیمت لے کر تقسیم کیا جائے تاکہ قرضدار اور قرض دینے والے مہاجن دونوں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سمجھ کر اس پر عمل کریں اور سودی لین دین سے بچے رہیں۔ بعد میں احکام الٰہی کی واقفیت ہو جانے اور قرض کو لکھنے کی عادت پڑ جانے کی وجہ سے سبھی اہل ایمان معاہدہ نامہ کا نمونہ خرید کر کام چلائیں گے۔

(۲) اسلامی قرض کے معاہدہ نامہ کا نمونہ دونوں فریقوں کے لئے علٰحدہ ہونا چاہئے۔ قرض دینے والے مہاجن کے لئے جو اصل معاہدہ نامہ استعمال ہوگا اس کے اوپر لکھا رہے گا "قرض دینے والے مہاجن کے لئے"۔

اسی طرح قرض دار کے لئے جو معاہدہ نامہ استعمال ہوگا اس کے اُوپر یہ لکھا رہے گا "قرض کے معاہدہ نامہ کی نقل قرض دار کے لئے"۔

Marfat.com

۴۹۔ قرآن کریم کی سورتوں میں منافق کے متعلق آیتوں کی فہرست

نمبر شمار	سورۃ کا نام اور عدد	منافق کی پہچان کے متعلق آیتوں کے اعداد	میزان
۱	سورۂ بقرہ (۲)	۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶	۱۶
۲	سورۃ آل عمران (۳)	۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸،	۳
۳	سورۃ النسآء (۴)	۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶	۲۶
۴	سورۃ المائدہ (۵)	۵۱، ۵۲، ۵۳	۳
۵	سورۃ التوبۃ	۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۸، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹	۴۲
۶	سورۃ النور (۲۴)	۵۳، ۵۴	۲
۷	سورۃ الحدید (۵۷)	۱۳	۱
۸	سورۃ المجادلہ (۵۸)	۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹	۶
۹	سورۃ الحشر (۵۹)	۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴	۴
۱۰	سورۃ منافقون (۶۳)	۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸	۸
۱۱	سورۃ محمد (۴۷)	۲۰، ۲۱، ۲۲	۳
۱۲	سورۃ الاحزاب (۳۳)	۶۰	۱
		آیتوں کی کل تعداد	۱۱۵

مندرجہ بالا منافق کی پہچان کی آیتوں اور سورتوں کی فہرست اس لئے دی گئی ہے کہ قرآن کریم کی ان آیتوں کے مطالعہ سے ہر قسم کے منافقوں کی پہچان ہو جائے گی۔

Marfat.com

۵۰. زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے فوائد

زکوٰۃ کے موضوع پر یہ کتاب مسلم قوم کے مندرجہ ذیل مسائل کو حل کرے گی جس سے بے شمار دنیاوی اور آخرت کے فوائد حاصل ہوں گے:-

(۱) زکوٰۃ کا اجتماعی نظام سرمایہ دارانہ سودی نظام کو ساری دنیا سے ختم کردیگا۔

(۲) زکوٰۃ کا اجتماعی نظام ساری دنیا کے مسلمانوں کے منافقت کے مسئلہ کو حل کردے گا جس کا مثبت اثر غیر مسلموں پر بھی پڑے گا۔

(۳) زکوٰۃ کا یہ نظام ساری دنیا کے مسلمانوں کی آپسی نااتفاقی، فرقہ بندی اور باہمی نفرت کے مسئلہ کو حل کردے گا کیونکہ یہ سبھی مسائل منافقت سے تعلق رکھتے ہیں جن کا زکوٰۃ کے ذریعہ خاتمہ سے یہ سبھی مسائل خودبخود حل ہو جائیں گے۔

(۴) یہ نظام مسلمانوں کے درمیان محبت، بھائی چارگی اور اتحاد قائم کرنے میں بہت ہی موثر ثابت ہوگا اور اخوت وایثار کا جذبہ بڑھ جائے گا۔

(۵) سبھی فقرا اور مساکین کی اقتصادی حالت چند سالوں کے اندر اتنی بہتر ہو جائے گی کہ ان کا ہر کنبہ خود صاحب نصاب ہو جائے گا۔ پیشہ کے طور پر بھیک مانگنا ختم ہو جائے گا۔

(۶) دولتمندوں اور غریبوں کے معیارِ زندگی میں جو بہت زیادہ فرق سرمایہ دارانہ نظام (Capitalist Society) میں رہتا ہے وہ زکوٰۃ کے نصابی اصول کی وجہ سے بہت کم ہو جائے گا کیونکہ زکوٰۃ صرف صاحب نصاب سے وصولی جائے گی اور غیر صاحب نصاب کے درمیان اس رقم کو تقسیم کیا جائے گا۔

(۷) چونکہ مسلمانوں کو بوقت ضرورت بیت المال سے ہر قسم کی مالی مدد لینے کا حق حاصل ہوگا اور بغیر سود کا قرض بھی ملے گا اس لئے ان کو نہ تو بینک میں دولت جمع کرنے کی فکر رہے گی اور نہ اپنی اولاد کے لئے بیمہ کمپنی میں جا کر بیمہ کرانے کی ضرورت ہوگی۔

Marfat.com

نتیجہ یہ ہوگا کہ سودی نظام کے خاتمہ سے موجودہ سرمایہ دارانہ اقتصادی نظام خود بہ خود ختم ہو جائے گا۔

(۸) بینکوں کے سودی شرع کی زیادتی اور کمی کی وجہ سے ضروریاتِ زندگی کے سامانوں کی قیمتوں میں جو زیادتی اور کمی ہوتی رہتی ہے وہ ختم ہو جائے گی جو صارفین (Consumers) کے لئے بہت فائدہ مند ہوگا۔

(۹) زکوٰۃ ادا کرنے سے اہل ایمان کا مال پاک ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کا نفس بھی پاک ہو جاتا ہے کیونکہ ان کے نفس میں جو اخلاق ذمیمہ کے رذائل موجود ہوتے ہیں وہ زائل ہو جاتے ہیں۔ یہ سبھی اخلاق ذمیمہ یعنی برے اخلاق جیسے زر پرستی، احسان فراموشی، خودغرضی اور تنگ دلی وغیرہ جو انسان کے اندر ہوتے ہیں ان سے وہ پاک ہو جاتے ہیں۔ وہ اتنے خودغرض اور تنگ دل ہوتے ہیں کہ جس اللہ نے ان کو ضرورت سے زیادہ مال و دولت دے کر ان پر احسان کیا، اس کے احسان کا حق ادا کرتے ہوئے ان کا دل دکھتا ہے۔ ایسے آدمی سے ایسی امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ اللہ کے واسطے کوئی نیکی کا کام کر سکتا ہے یا وہ کسی قسم کی قربانی دین اور ایمان کی خاطر دے سکتا ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ کے ذریعہ نفس کو پاک کرنا ضروری ہے۔

(۱۰) زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے ذریعہ زراعتی اور صنعتی پیداوار میں کافی اضافہ ہوگا۔ اشتراکی نظام (Communist System) میں نجی ملکیت کے فقدان کی وجہ سے کسانوں اور مزدوروں میں پیداوار بڑھانے کا جذبہ اور رغبت نہیں پایا جاتا ہے۔ لیکن زکوٰۃ کے اجتماعی نظام میں نجی ملکیت موجود ہونے کی وجہ سے ہر کسان اور مزدور کو پیداوار بڑھانے کا جذبہ یا رغبت زیادہ ہوتا ہے کیونکہ وہ سوچتا ہے کہ کھیتی یا صنعتی پیداوار کا مالک وہ خود ہوگا اس لئے لازمی طور پر پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کرے گا۔ واضح رہے کہ اشتراکی نظام میں کھیت اور کارخانوں

Marfat.com

کی پیداوار کی ملکیت حکومت کی ہوتی ہے اور اس میں نجی ملکیت کا فقدان ہوتا ہے۔

(۱۱) زکوٰۃ کا اجتماعی نظام اور میراث اور وصیت کا قانون دونوں مل کر جدید سرمایہ دارانہ نظام کی اس خرابی کو ختم کر دیں گے جس کی وجہ سے دنیا کی ساری دولت چند سود خوار لوگوں کے پاس جمع ہو جاتی ہے اور غریب غریب تر ہو جاتے ہیں۔ اگر زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کو اور اسلامی میراث کے قانون کو سختی سے نافذ کیا جائے تو کسی کنبے میں نصاب سے زیادہ دولت زیادہ دنوں تک جمع نہیں رہ سکتی۔

(۱۲) دولتمندوں اور غریبوں کے معیارِ زندگی میں جو بہت زیادہ فرق سرمایہ دارانہ نظام میں رہتا ہے وہ اس وجہ سے بھی بہت کم ہو جائے گا کیونکہ زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے ذریعہ سودی کاروبار کا خاتمہ ہو جائے گا۔

(۱۳) زکوٰۃ کا اجتماعی نظام دین کی نصرت، حفاظت اور اللہ کی راہ میں مدد کرنے اور جہاد کے غیر معمولی مصارف کو مہیا کرنے کے لے بہت ضروری ہے۔ اگر اجتماعی طور پر منظّم ہو کر منافق، مشرک یا کافر اہل ایمان پر حملہ آور ہوتے ہیں تو زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے بغیر ان کا مقابلہ کرنا مشکل ہو گا چنانچہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ صاحب نصاب دولت مند لوگوں کو زکوٰۃ کی رقم یا جنس دینا منع ہے سوائے ان کو جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔

(۱۴) قرض دار جو سود کی رقم مہاجن کو دیتے ہیں وہ اگر اس رقم کو یا اس میں سے کم ہی رقم کو صدقہ اور زکوٰۃ کے طور پر اسلامی بیت المال میں جمع کرتے ہیں تو بیت المال کے ذریعہ ان کو قرض سے سبکدوش کر دیا جائے گا اور بغیر سود کا قرض بھی ان کو بیت المال سے ملتا رہے گا۔

(۱۵) زکوٰۃ کا اجتماعی نظام منافق کو پہچاننے کا آسان طریقہ ہے۔ چونکہ قرآن کریم کے مطابق منافق سے زکوٰۃ کی رقم قبول کرنا منع ہے اس لئے عامل جن کا کام زکوٰۃ وصول کرنا ہے صرف اہل ایمان سے ہی زکوٰۃ وصول کریں گے اور قرآن میں

Marfat.com

دی گئی منافق کی پہچان کے مطابق منافق سے زکوٰۃ وصول نہیں کریں گے اور منافق کی پہچان ہو جانے کے بعد ان کے ساتھ اہل ایمان ایسا ہی سلوک کریں گے جیسا سلوک کرنے کا حکم قرآن کریم میں ہے چنانچہ منافق کو پہچاننے کے لئے زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کا قیام ضروری ہے۔

(۱۶) قرآن کریم میں حکم ہے کہ منافقوں کو سمجھاؤ اور اُن کے دل پر اثر کرنے والی بات کہو تا کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئیں اس لئے زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے ذریعہ منافق کو پہچان کر منافقت کا علاج اسی طرح کیا جائے جیسا قرآن کریم میں حکم ہے تا کہ منافقین کے دل سے دنیا کے مال و دولت کی محبت نکل جائے اور وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئیں۔ اس طرح زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے ذریعہ منافقوں کی تعداد کم ہو جائے گی۔

(۱۷) زکوٰۃ کا اجتماعی نظام اللہ کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ قرآن کریم کے مطابق اللہ کا مقرب بننے والے امیدوار کی آزمائش ہر طرح کے مال و دولت کی قربانی کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو اللہ کی محبت پر جان و مال اور وطن وغیرہ کی قربانی پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ زکوٰۃ اور صدقہ اللہ کا تقرب اور نیکی کا مقام حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت چھ (۶) میں ہے:-

(ترجمہ) ''تم نیکی کے مقام کو نہیں پا سکتے جب تک کہ وہ چیزیں اللہ کی راہ میں قربان نہ کر دو جن سے تم کو محبت ہے''۔

(۱۸) قرآن کریم کی سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۷ کے مطابق سب سے بڑا فائدہ اہل ایمان کو زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کو قائم کرنے سے یہ ہوگا کہ وہ ہر طرح کے خوف اور غم سے بری ہو جائیں گے۔

Marfat.com

Marfat.com